

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پر ہیزگار بنو۔

خطباتِ رمضان المبارک

یعنی خطابات

شیخ طریقتِ حلیب حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد زین العابدین رحیمی رحمۃ اللہ علیہ چرتھاؤلی

خلیفہ و مجاز حضرت مازق الامت پرنامبٹ (خلیفہ و مجاز حضرت سید الامت جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

﴿جلد سوم﴾

مرتب

مولانا محمد عثمان حبان ولد ارقاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خطبات رمضان المبارک (جلد سوم)
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
مرتب	:	مولانا محمد عثمان حبان دلدار قاسمی
کتابت و تزئین	:	مولانا عبید الرحمن قاسمی حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	گیارہ (۱۱۰۰) سو
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یو پی)

﴿ مرتب کا مکمل پتہ ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,

Nayandhalli Post, Maysore Road

BANGALORE - 560039 (INDIA)

Ph.: 080-23180000, 23397836/72

www.raheemishifakhana.com

E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
12	انتساب	1
13	پیش لفظ	2
16	استقبال رمضان چاند دیکھنا اور رمضان کی تیاری کرنا	
18	رمضان المبارک کے چاند دیکھنے کا حکم	4
19	چاند کی گواہی	5
19	شہادت علی الشہادۃ	6
20	شہادت علی قضاء القاضی	7
20	قاضی کا خط قاضی کے پاس	8
20	خبر مستفیض	9
21	ٹی وی ریڈیو پر خبر	10
21	ایک خاص نکتہ	11
22	قابل قدر مہینہ	12

23	روزہ داروں کی دعا پر آمین	13
26	رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار	
29	فضیلت روزہ	14
29	قابل عبرت روزہ دار	15
30	روزہ دار کا سانس شیطان کے لئے تلوار	16
31	ایک نرالا کفارہ	17
31	رمضان میں حضرت عائشہ صدیقہ کی سخاوت	18
32	ٹھنڈا پانی	19
33	رمضان میں سخاوت پر حضور ﷺ کا انعام	20
34	روزوں کے سبب قبر سے مشک کی خوشبو	21
34	رمضان ارشش عید کے روزوں کی برکت	22
35	اہل بیت کے تین روزے	23
36	مسلل چالیس سال تک روزے	24
37	رمضان المبارک عبادت اور شکر گزاری کا مہینہ	
39	رمضان کے فیوض و برکات	25
40	روزہ سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے	26
41	جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے	27
41	سحری باعث برکت	28
42	افطار کا وقت	29
42	روزہ میں جھوٹ بولنا	30
44	روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا	31

44	افطار کرانے پر انعامات	32
45	امت محمدیہ کو رمضان کی رحمتیں	33
46	روزہ دار کے لئے مغفرت کی دعا	34

50**رمضان المبارک میں قیام لیل کا اہتمام**

51	رمضان میں ثواب کا اجر	35
51	طاق راتوں کے عمل	36
53	قیام لیل کا اہتمام	37
54	قبل از قیام لیل	38
55	رسول اللہ ﷺ کا قیام لیل	39
56	اخلاص الی اللہ	40
56	داعی الی الخیر	41

59**ماہ رمضان المبارک اور خواتین**

60	سادگی کو رواج دیں	42
62	رمضان میں اولاد پر خصوصی توجہ دیں	43
62	خواتین کا اپنے رب سے راز و نیاز	44
64	روزہ کا مقصد تقویٰ	45
64	خواتین کا اعتکاف	46
65	ماں کا اثر اولاد پر	47

67**آپ زکوٰۃ کس طرح ادا کریں؟**

68	مالک بن دینار کی بیوی کا قصہ	48
69	ایک بدوی کا قصہ	49

69	دس اچھی خصلتیں	50
70	صدقہ کا بڑھانے والی خصلتیں	51
70	اموال زکوٰۃ میں عقل کونہ چلائیں	52
71	عبادت کرنا اللہ کا حکم ہے	53
72	سامان تجارت کی قیمت کے تعین کا طریقہ	54
72	مال تجارت میں کیا کیا داخل ہے؟	55
74	کس دن کی مالیت معتبر ہوگی؟	56
74	کمپنیوں کے شیئرز پر زکوٰۃ کا حکم	57
75	کارخانہ کی کن اشیاء پر زکوٰۃ واجب ہے؟	58

77

صلوٰۃ التَّسْبِيح اور اس کے ضروری مسائل

80

صلوٰۃ التَّسْبِيح کا آداب

59

81

خصوصی مسائل

60

85

قرآن کریم اور رمضان المبارک کا آخری عشرہ

87

قرآن کریم کی خصوصیات

61

88

آخری عشرہ سعادتوں کا مجموعہ

62

92

آخری عشرہ عبادتوں کا مجموعہ

94

آخری عشرہ کی اہم عبادت اعتکاف

63

96

اعتکاف افضل ترین عبادت

64

97

حضور ﷺ کا اعتکاف

65

98

معتکف گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے

66

99

ایک اہم ترین عبادت

67

100 شکتہ دلوں کی قدر 68

102 معرکہ بدر تمام کائنات انسانی پر احسان عظیم

103 غزوہ 69

103 غزوہ بدر 70

103 غزوہ بدر کا پس منظر 71

105 صحابہ کی تعداد صرف 313 72

105 ابوسفیان کی گھبراہٹ 73

107 جنگ بدر کے لئے حضور ﷺ کا خصوصی مشورہ 74

109 آغاز جنگ اور دعائے نصرت 75

109 غیبی نصرت 76

110 جنگ کا نتیجہ 77

111 جنگ بدر نے تاریخ عالم کا رخ بدل دیا 78

111 بدر سے کامیاب واپسی 79

112 فضائل رمضان اور دعا کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگنا

113 روزے کا لغوی اور شرعی معنی 80

113 روزہ کی فضیلت 81

113 روزہ کس پر فرض ہے؟ 82

113 رمضان المبارک دعاؤں کا مہینہ 83

114 دعا کے آداب 84

114 وضو کا اہتمام 85

116	دعا میں حد سے تجاوز نہ کیا جائے	86
117	قبلہ کی طرف منھ کرنا	87
117	دعا کرنے والا اپنی ذات سے شروع کرے	88
118	جامع اور بہتر کلام سے دعا کی جائے	89
118	دعا پورے عزم اور طلب کے ساتھ کی جائے	90

119 فضائل رمضان اور رمضان المبارک کے اعمال

121	تراویح کے متعلق شاہ عبدالحق کا قول	91
122	رمضان میں تلاوت کی کثرت	92
123	رمضان کے آداب	93
123	رمضان غم خواری کا مہینہ	94
124	برگزیدہ بندہ اور ابدال	95
126	افطار کی فضیلت	96
127	کلمہ طیبہ کی فضیلت	97

129 خصوصیات قرآن اور حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر

132	حضرت یونس علیہ السلام	98
-----	-----------------------	----

136 رمضان المبارک اور مسجد کے آداب و فضائل

138	مسجد کا مقام	99
140	مسجد بنانے اور صاف رکھنے کا حکم	100
143	مساجد کے آداب	101

145 رمضان المبارک اور قرآن کریم

146	شعبان کے آخر میں حضور ﷺ کا وعظ	102
-----	--------------------------------	-----

148	حضور ﷺ کا وعظ قیامت تک کے لئے	103
150	اہل خیر حضرات سے گزارش	104
150	زکوٰۃ پوری ادا کریں	105
153	رمضان المبارک اور روزہ، تقویٰ	
154	روزہ کا اجر خود اللہ رب العزت	106
156	روزہ پر ہیزگاری کا ذریعہ	107
156	روزے کے آداب	108
157	دو عورتوں کا واقعہ	109
158	غیبت کیا ہے؟	110
160	شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے	111
161	روزہ رکھ کر بھی ڈرنا چاہئے	112
162	ریا کاری کا عبرت ناک انجام	113
164	رمضان المبارک اور حقوق العباد	
166	حقوق ادا نہ کرنے پر دنیا میں فساد	121
167	دوسرے مذاہب میں انسانی حقوق کی درجہ وار تفصیل نہیں	122
169	ایک واقعہ	123
170	ماں کا حق ادا نہیں ہو سکتا	124
171	تین آدمیوں کا ایک واقعہ	125
173	رمضان المبارک اور غیبت کا نقصان	
174	ہمارے معاشرہ کی بدترین بیماریاں	126
176	روزہ پھٹ جاتا ہے	127

178 روزہ کے آداب 128

181 رمضان اور گناہوں سے توبہ

182 رحمت الہی کی وسعت 129

183 رحمت الہی سے مایوسی ہلاکت ہے 130

183 رحمت کی کوئی حد نہیں 131

184 حکیم الامت نے فرمایا 132

185 ایک گناہگار نو جوان اور رحمت الہی 133

187 شہر کے سب سے بدترین آدمی پر رحمت الہی 134

188 آخری بات 135

189 رمضان المبارک اور فتح مکہ کے تاریخی واقعات

190 فتح مکہ کا پیش خیمہ 136

192 حاطب بن بلتعہ کا واقعہ 137

192 مدینہ سے مکہ کو روانگی 138

194 مکہ میں داخلہ 139

194 بیت اللہ کی صفائی 140

195 خانہ کعبہ میں اسلام کی پہلی اذان 141

195 کعبہ کی کنجی 142

196 فیصلے کے منتظر 143

197 روزہ داروں کا داخلہ باب ریان سے

198 امراض روحانی کے لئے نسخہ شفاء 144

198 رمضان خیر و برکت کا مہینہ 145

199	رمضان ریاضت کا مہینہ	146
200	تقویٰ سب سے بڑی عزت	147
201	تقویٰ کیا ہے؟	148
202	روزہ کی اصل حقیقت	149
205	اچھے اعمال کا ثواب	150

207 رمضان المبارک عبادت کا مہینہ

208	روزہ کا صحیح تصور	151
209	معرکہ بدر رمضان میں	152
210	غزوہ ہتوک اور بعض واقعات	153
212	روزہ صحت و تندرستی کا ضامن ہے	154
213	روزہ سے کامیاب علاج	155

216 زکوٰۃ دین کا اہم ستون

218	دیگر امتوں میں زکوٰۃ کا نظم	156
219	مضبوط اجتماعیت	157
220	قرآنی تنبیہات	158
221	احادیث میں زکوٰۃ کا تذکرہ	159
222	انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب	160



بحمد اللہ تعالیٰ خطباتِ رمضان المبارک جلد سوم کا

انتساب اور ثواب

اپنے مکرم و محترم دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کے نام جن کی دعائیں ہمیشہ ساتھ ساتھ چلتی ہیں، جنہوں نے والد محترم کی تعلیم و تربیت میں اہم رول ادا کیا اور جو ایسے پدرِ مشفق و مہرباں، صاحبِ جود و سخا، منبعِ زہد و اتقاں، محبِ مکرم، طبیبِ حاذق، و مصلحِ صادق شیخِ طریقت حبیبِ الامت حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہم کے والد بزرگوار ہیں جن کے اسم گرامی پر ہمیں فخر حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ دادا جان حضرت الحاج محمد عمران صاحب مدظلہم و والد محترم حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کا سایہ عافیت تادیر قائم رکھے اور آپ کی عمر دراز فرمائے، ہم سبھوں کے ساتھ امت کے لئے آپ کی شخصیت کو ذریعہ فلاح دارین بنائے، اور آپ کی جملہ کاوشوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

محمد عثمان حبان ولد آرقاسمی

خانقاہ رحیمی دارالعلوم محمدیہ بنگلور

۲۸ رزی الحج ۱۴۳۳ھ، مطابق ۱۴ نومبر ۲۰۱۲ء بروز بدھ

پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ أَمَا بَعْدُ.

”خطباتِ رمضان المبارک“ کے عنوان سے گذشتہ سال شائع ہونے والی دو جلدوں کی مقبولیت نے حوصلہ عطا کیا، اور رب کریم کے فضل نے ہمت بڑھائی کہ مزید جلدوں پر مشتمل اس عنوان کو منظر عام پر لایا جائے، تاکہ رمضان المبارک کی عبادات و اعمال صحیح طور پر کرنے کی سعی ہو، جیسا کہ گذشتہ جلدوں میں عرض کیا تھا کہ رمضان المبارک کی آمد پر مساجد کے منبر و محراب سے اس کی فضیلت اور اس میں کئے جانے والے مخصوص اعمال، روزہ، نماز، قرآن و تراویح اور دیگر اعمالِ مسنونہ کی بازگشت زیادہ ہو جاتی ہے، لوگ مساجد کا رخ کرتے ہیں، جنہیں سال بھر مسجدوں میں حاضری کا خیال نہیں آتا وہ بھی رمضان المبارک میں اللہ کے حضور سجدہ ریز نظر آتے ہیں، یہی موقع ہوتا ہے جب ان کے دلوں میں شعائرِ اسلامی اور تعلیماتِ نبوی ﷺ کو اجاگر کیا جائے تو سال بھر اس کا اثر باقی رہتا ہے، ان دنوں میں ویسے بھی لوگ خطباء و مفسرین کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگ تعلیماتِ

اسلامیہ کو پڑھنے کے بجائے سننا زیادہ پسند کرتے ہیں، مساجد میں ایک ماحول ہوتا ہے، ایک طرف شیاطین کو مقید کر دیا جاتا ہے جس سے وہ لوگوں کے دلوں میں وساوس پیدا نہیں کر پاتے تو دوسری طرف رمضان کی برکت اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے لوگوں کے قلوب پر ان پند و نصائح اور خطبات کا تا دیر اثر باقی رہتا ہے۔

یہی وجہ بھی ہے کہ لوگ ایسے موقعوں پر جوق در جوق مساجد کا رخ کرتے ہیں جہاں خطیب و مقرر انہیں ماہ مبارک کے اعمالِ مخصوصہ کی یاد دہانی کراتے ہیں، زکوٰۃ و صدقات، نماز و تراویح اور تلاوت قرآن کی فضیلت، ان پر اجر و ثواب اور نہ کرنے پر قرآن و حدیث میں موجود وعیدیں یاد دلاتے ہیں۔ ایسے میں عام طور پر مساجد کے خطباء و مقررین حضرات ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جس میں عموماً عام فہم اور مختصراً رمضان المبارک سے متعلق مضامین ہوں، جو نہ صرف مختصر ہوں بلکہ جامع بھی ہوں تاکہ کم وقت میں زیادہ معلومات فراہم ہو سکے، چوں کہ تمام مضامین ایک ہی کتاب میں ترتیب سے نہیں پائے جاتے اس لئے خطباء کو وقت کی تنگی کی وجہ سے دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس لئے خیال آیا کہ ایسی کتاب ترتیب دے دی جائے جس میں ماہ رمضان کے متعلق تمام مضامین مع دلائل و واقعات اکٹھا کر دیئے جائیں تو خطباء و مقررین کے لئے سہولت ہوگی۔ اسی کے پیش نظر والد محترم حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ خطبات جو رمضان المبارک کے موقع پر مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور اور دیگر مقامات پر دیئے گئے تھے اکٹھے کرنا شروع کئے، چند سالوں میں اتنی تقاریر ہو گئیں کہ جنہیں دو جلدوں میں جمع کر لیا گیا، والد محترم سے اجازت طلب کرنے کے بعد ان خطبات کی کتابت کرائی گئی اور مکرمی

مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مدظلہ مالک مکتبہ طیبہ دیوبند نے اشاعت کی ذمہ داری قبول کر لی۔ پہلی دو جلدوں کی افادیت کے پیش نظر مزید دو جلدوں پر مشتمل اچھوتے اور عام فہم اصول پر مبنی مضامین کو شیخ طریقت حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے کتاب کو پریس بھیج دیا گیا۔

خطبات کو جمع کرنے میں برادر کبیر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، مولانا ظہیر احمد قاسمی انصاری، مولانا عبید الرحمن قاسمی و مولانا فہیم الدین قاسمی نے تعاون کیا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، آمین! اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ حضرت حبیب الامت رحمۃ اللہ علیہ کے یہ خطبات پچھلی دو جلدوں کی طرح اہل ذوق حضرات کے لئے انشاء اللہ مفید ثابت ہوں گے۔

طالب دعا

محمد عثمان حبان ولد ار قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

۲۸ رزی الحج ۱۴۳۳ھ

مطابق ۱۴ نومبر ۲۰۱۲ء بروز بدھ

استقبال رمضان

چاند بکھنا اور رمضان کی تیاری کرنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
يَا أَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا كُتِبَ عَلَیْكُمْ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”اے ایمان والو تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے دوسری

امتوں پر فرض کئے گئے تاکہ تم اللہ سے ڈرنے والے بن جاؤ۔“

رمضان المبارک کا استقبال کرنا اور اس کی آمد پر خوش ہونا بندہ مومن کے ایمان

کی علامت ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص

رمضان المبارک کی آمد پر خوش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیتے ہیں۔ خود نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کا انتظار فرماتے تھے اور رمضان المبارک تک پہنچنے کی امید کی آپ ﷺ نے دعا کی، چنانچہ فرمایا اے اللہ! ہمارے لئے رجب و شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان المبارک تک پہنچا دے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ۲۹ شعبان المعظم میں مستقل خطبہ بھی دیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے رمضان المبارک سے قبل ہی خطبہ دیا جس میں رمضان المبارک کی اہمیت و عظمت بیان فرمائی، مزید اس ماہ مقدس کی بہت سی برکات اور حاصل ہونے والی اللہ کی رحمتوں کا تذکرہ فرمایا۔ اسی طرح ایک روایت میں جس کے راوی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہیں اس میں بھی اللہ کے نبی ﷺ نے رمضان المبارک کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے اور رمضان المبارک کی خصوصیات کا تذکرہ فرمایا ہے نیز مسلمانوں کو اس عظیم ترین ماہ مبارک کا استقبال اور اس کے لئے تیاری کی تاکید بھی فرمائی ہے۔ بہر حال امت مسلمہ کو جان لینا چاہئے کہ ماہ رمضان المبارک ایک عظیم نعمت ہے، مسلمانوں کے لئے حصول تقویٰ اور مغفرت و رحمت حاصل کرنے کے لئے بڑا ذریعہ ہے، اجر و ثواب حاصل کرنے کے لئے عظیم ترین وقت ہے، لہذا اس کا استقبال کرنا اور اس مہینے کو صحیح طریقہ سے گزارنے کے لئے شب برأت کے بعد ہی سے تیاری شروع کر دینی چاہئے اور اپنے نظام عمل میں تبدیلی کر کے زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت اور فرض روزے رکھنے کے لئے اور قرآن کریم کی تلاوت اس کے سننے میں لگ جانا چاہئے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کی آمد کو معلوم کرنے کے لئے خصوصاً رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کا بھی حکم فرمایا۔

رمضان المبارک کے چاند دیکھنے کا حکم

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ توڑ دو۔ اس ارشاد مبارک کی بنا پر شعبان کی ۲۹ تاریخ کو مطلع کے اوپر رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کرنا مسلمان پر واجب ہے، مطلع سے مراد آسمان کا وہ حصہ ہے جہاں چاند نکلتا ہے، یہ ہر موسم میں تبدیل ہوتا رہتا ہے، اگر ۲۹ تاریخ کو چاند دکھائی نہ دے تو دوسرے دن سے روزہ نہ رکھنا چاہئے، اور سمجھ لینا چاہئے کہ یہ مہینہ ۳۰ کا ہے اور تیس دن گزار کر روزہ رکھنا چاہئے، یہ حکم اس وقت کا ہے جب مطلع یعنی چاند نکلنے کی جگہ پر بادل یا بہت زیادہ گرد و غبار نہ ہو۔

لیکن اگر ۲۹ تاریخ کو مطلع صاف نہ ہو تو پھر دوسرے دن ۱۰، ۱۱ بجے تک چاند کی خبر کا انتظار کرنا چاہئے اور کھانا پینا نہ چاہئے کہ ممکن ہے کہ کہیں سے چاند کی معتبر خبر آجائے، اگر کوئی خبر آجائے تو پھر روزہ کی نیت کر کے روزہ رکھ لینا چاہئے اور اگر نہ آئے تو پھر کھاپی لینا چاہئے۔

۲۹ تاریخ کو اگر مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے چاند نہ ہو تو پھر ۳۰ تاریخ کو چاند کی خبر کے بغیر روزہ کی نیت کرنا مکروہ ہے، بعض لوگ یہ نیت کر لیتے ہیں کہ اگر چاند کی خبر آئی تو رمضان کا چاند ورنہ نفل روزہ، یہ بھی مکروہ ہے۔ شریعت میں اس کو شک کا دن کہتے ہیں اور اس دن نبی اکرم ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

بعض لوگ اس خیال سے ۳۰ کا روزہ رکھتے ہیں کہ تیس روزے پورے ہو جائیں یہ بھی مکروہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ توڑ دو، چاہے انتیس روزے ہوں یا تیس، روزے صرف رمضان کے مہینے کے فرض ہیں خواہ ۲۹ کا ہو یا ۳۰ کا ہو، یہ سمجھنا کہ ۳۰ روزے رکھنا فرض ہے، یہ شریعت

سے لاعلمی کی علامت ہے، صرف حکم شریعت پر عمل ہی اللہ کی رضا کا سبب ہے، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اگر رمضان المبارک ۲۹ کا ہو تو صرف ۲۹ روزے رکھنا فرض ہیں۔

چاند کی گواہی

اگر مطلع صاف نہ ہو اور عام لوگوں کو چاند نظر نہ آیا لیکن اگر ایک نمازی پرہیزگار سچا مسلمان چاہے مرد ہو یا عورت یہ گواہی دے کہ میں نے چاند دیکھا تو اس کی گواہی مان لینا چاہئے اور دوسرے دن سے روزہ شروع کر دینا چاہئے۔ یہ تو رمضان کے چاند کا حکم تھا لیکن اگر بدلی یا غبار کی وجہ سے عید کا چاند دکھائی نہ دے تو پھر ایک آدمی کی گواہی قابل اعتبار نہیں چاہے وہ کتنا ہی نمازی و پرہیزگار کیوں نہ ہو بلکہ اس کیلئے دو پرہیزگار اور سچے مسلمان مرد یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتوں کی گواہی کی ضرورت ہے، یہ تو مطلع صاف نہ ہونے کا حکم تھا، اگر مطلع صاف ہو تو پھر ایک آدمی یا دو آدمیوں کے دیکھنے اور انکی گواہی دینے سے کچھ نہیں ہوتا، اس صورت میں اتنے آدمیوں کا دیکھنا ضروری ہے کہ ان سب کا جھٹلانا آسان نہ ہو یعنی وہ خبر خبر مستفیض ہو۔ رویت ہلال کے ثبوت کی کئی صورتیں ہیں، دو کا تذکرہ ہوا، ایک یہ کہ مطلع صاف ہو، دوسرا یہ کہ مطلع صاف نہ ہو، ان دونوں صورتوں میں خبر و شہادت کی ضرورت پڑتی ہے مگر براہ راست خبر و شہادت کے علاوہ کئی اور بالواسطہ صورتیں ہیں جن سے چاند کا ثبوت ہو سکتا ہے۔

شہادت علی الشہادۃ

دوثقہ اور معتبر آدمیوں نے چاند دیکھا مگر وہ خود کسی عذر کی بنا پر قاضی یا مفتی کے پاس نہ جاسکتے ہوں تو وہ ثقہ آدمیوں کو اپنی طرف سے بھیج دے اور وہ ان کی طرف

سے کہے کہ فلاں فلاں لوگوں نے چاند دیکھا ہے اور ہم کو شاہد یعنی گواہ بنا کر بھیجا ہے تو اس صورت میں رویت کا فیصلہ قاضی یا مفتی کر سکتا ہے۔

شہادت علی قضاء القاضی

قاضی یا مفتی نے چاند کی شہادت قبول کر لی اور اس مجلس میں شریک دو دیندار آدمی دوسری جگہ کے قاضی یا مفتی کے پاس جا کر شہادت دیں کہ ہمارے سامنے قاضی یا مفتی کے سامنے چاند کی شہادت پیش ہوئی اور اس کے مطابق قاضی یا مفتی نے رویت کا فیصلہ کر دیا تو یہ شہادت دوسری جگہ کے لئے قابل قبول ہوگی اور رویت ہلال کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

قاضی کا خط قاضی کے پاس

ایک جگہ کے مفتی یا کسی ذمہ دار عالم کے سامنے چاند کی شہادت پیش ہوئی اور انہوں نے اسے قبول کر لیا اب انہوں نے دیندار مسلمانوں کے سامنے یہ خط لکھا کہ میں نے شرعی شہادت کی بنا پر رویت ہلال کا فیصلہ کر دیا ہے وہ اس خط پر اپنے دستخط کر دیں، اگر مہر ہو تو مہر لگا دیں اور وہ دونوں مسلمان اس خط کو لے جا کر دوسرے جگہ کے قاضی یا مفتی یا ذمہ دار سے کہیں کہ یہ میرے سامنے لکھا ہوا خط ہے کہ اسے آپ تک پہنچا دیا جائے، اس بنا پر قاضی یا مفتی یا ذمہ دار چاند ہونے کا اعلان کر سکتا ہے، مقصد یہ ہے کہ کوئی ذمہ دار ہو ایک عام آدمی کا خط نہ ہونا چاہئے۔

خبر مستفیض

یعنی چاند کی خبر مشہور ہو جائے تو وہ قبول کی جاسکتی ہے۔ استفاضہ کا مطلب یہ کہ اس جگہ کی وہ خبر ہے جہاں رویت ثابت ہو چکی ہے اور اس

سے وہاں سے آنے والے بہت سے لوگ یہاں آ کر بیان کریں جہاں رویت کا ثبوت نہیں ہو سکا ہے۔

ٹی وی ریڈیو پر خبر

ٹیلی ویژن کا بھی یہی حکم ہے، ریڈیو پر یا ٹیلی ویژن پر علمائے کرام کی کوئی مجلس یا معتبر چاند کمیٹی شہادت لے کر فیصلہ کرے پھر ان کی طرف سے اس کا اعلان ہو تو مقامی علماء اور معتبر چاند کمیٹی غور کرے اور مزید معلومات فراہم کر کے رویت ہلال مجلس فیصلہ کر سکتی ہے، صرف عوام کی منظوری اور رائے معتبر نہیں ہے۔

اسی طرح اگر متعدد جگہ سے یہ اطلاع آئے کہ فلاں جگہ کے قاضی یا مفتی صاحب نے رمضان کے شروع ہونے یا عید کے ہونے کا اعلان کر دیا ہے تو مقامی علماء کو اس کی صحت کا غلبہ ظن ہو جائے تو وہ رویت کا فیصلہ کر سکتی ہے۔

اسی طرح وائرلیس یا ٹیلی فون کے بارے میں مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی نے اور مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ انتہائی صحیح فیصلہ ہے، تار، خط، ٹیلی ویژن کی خبریں معتبر نہیں۔

ایک خاص نکتہ

مسلمان اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ رمضان المبارک یا عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی حیثیت دوسری قوموں کے عام تہواروں جیسی نہیں ہے بلکہ ان کی حیثیت تو عبادت جیسی ہے یعنی چاند دیکھنے کے بعد ایک عبادت شروع ہوتی ہے، دوسری عبادت ختم ہوتی ہے، چاند کے اوپر ہمارے بہت سے معاملاتی و معاشرتی احکام کا دار و مدار ہے اس لئے شریعت اسلام نے سادہ حکم دیا ہے چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر

روزہ چھوڑو۔ اس سے یہ بات خود نکلتی ہے، اس سے مقصود چاند کا ہونا یا نہ ہونا نہیں ہے بلکہ دیکھنا ہے اور دیکھنا بھی آنکھوں سے دیکھنا مقصود ہے کہ جہاز، دوربین، موسمیات کے ماہرین کے حساب سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس لئے کہ جہاں ان ذرائع سے یکسانیت یا وحدتِ قلت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ شریعت اسلام کے منشا کے خلاف ہے۔

جدید ذرائع سے فائدہ اٹھانا شریعت کے احکام کی بنیاد کے ساتھ غلط نہیں ہے اس کیلئے کہ اسلامی حکومت ہو اور وہ اس کی کوشش کرے تو ٹھیک ہے، مسلمانوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ ۲۹ شعبان کی شام کے بعد، نماز مغرب کے بعد کھلے میدان میں یا گنجان آبادی میں اونچی اونچی عمارتوں میں سے کسی بلند و بالا عمارت پر چڑھ کر چاند دیکھنے کی کوشش کریں، یہ حکم رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں ضروری ہے اور چاند نظر آئے تو مسلمان ایک دوسرے کو دعا اور مبارک باد دے۔

قابل قدر مہینہ

بہر حال رمضان المبارک قابل قدر مہینہ ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے اس مہینہ کو شہرِ عظیم قرار دیا ہے یعنی عظمت والا مہینہ، پھر فرمایا شہر مبارک یعنی برکتوں والا مہینہ، اس مہینے میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے زیادہ خیر و برکت والی رات ہے، جسے تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس مہینہ کو صبر کا مہینہ فرمایا جبکہ صبر کی جزا جنت ہے، یعنی یہ مہینہ حصولِ جنت کا سبب ہے، نیز اس مہینے کو حضور اقدس ﷺ نے شہر المواساة قرار دیا ہے، یہ مہینہ غم خواری کا مہینہ ہے، غرباء و مساکین خاص کر غریب رشتہ داروں کے ساتھ خاطر خواہ اور نیک برتاؤ، ان کے دکھ درد کو بانٹنے کا مہینہ ہے اور یہ عمل ہی ایسا ہے کہ اس سے رضائے الہی کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے قریب فرمایا کہ رمضان کا مہینہ آرہا ہے جو بڑی برکتوں والا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ اس مہینے میں ہماری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں اور خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں اور دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں اور یہ مہینہ اس قدر بابرکت ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان المبارک کی ہر رات اور دن میں اللہ تعالیٰ کے یہاں سے جہنم کے قیدی آزاد کئے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لئے دن اور رات میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے، اس لئے کثرت کے ساتھ دعا مانگنی چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا گیا ہے کہ جب رمضان المبارک کا چاند نظر آتا تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدل جاتا تھا، نمازوں میں اضافہ ہو جاتا تھا اور دعاؤں میں بڑی عاجزی فرماتے تھے اور خوف غالب ہوتا تھا۔ دوسری روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان کے ختم تک بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔

روزہ داروں کی دعا پر آمین

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دعا پر آمین کہو۔ رمضان المبارک کی اہمیت و عظمت کا اندازہ اس حدیث سے کیا جاسکتا ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قصداً بلا عذر شرعی کے رمضان کے روزہ کو توڑ دے یا چھوڑ دے پھر تمام عمر غیر رمضان کے بھی روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلا عذر روزہ چھوڑنے کی قضا ہو ہی نہیں سکتی چاہے عمر بھر روزہ رکھے۔

مگر جمہور فقہاء کے نزدیک اگر رمضان کا روزہ نہیں رکھا تو ایک روزہ رکھنے سے قضا ہو جائے گی لیکن وہ برکت اور فضیلت جو رمضان کی ہے وہ ہاتھ نہیں آسکتی۔

ترغیب میں یہ روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان المبارک میں خوشبو کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر تک رمضان کی خاطر آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے اور جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام میسرہ جس کے جھونکوں کی وجہ سے جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں، جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز نہ سنی ہے اور خوش الحان حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہو کر آواز دیتی ہیں کہ ہے کوئی اللہ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو ہم سے جوڑ دے، پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیسی رات ہے؟ وہ لبیک کہہ کر یہ جواب دیتے ہیں کہ رمضان کی پہلی رات ہے، جنت کے دروازے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے آج کھول دیئے گئے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ داروغہ جنت رضوان سے فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے، پھر مالک جہنم سے فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کر دے اور جبرئیل کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کر دو اور گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزوں کو خراب نہ کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی کو حکم فرماتے ہیں

جو تین مرتبہ یہ آواز دیتا ہے کہ کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کو میں عطا کروں، کوئی توبہ کرنے والا ہے میں اس کی توبہ قبول کروں، کوئی مغفرت مانگنے والا ہے میں اس کی مغفرت کروں، کون ہے جو غنی کو قرض دے، ایسا غنی جو نادار نہیں، ایسا غنی جو پورا پورا ادا کرنے والا ہے اور جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ جہنمیوں کو خلاصی عطا فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے۔ ایسے ماہ مقدس کا استقبال کون مسلمان نہ چاہے گا؟ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.



رمضان المبارک

تمام مہینوں کا سردار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
عِبَادِىْ عَنِىْ فَاِنِّىْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِىْ فَلِیَسْتَجِیْبُوْا لِىْ
وَلِیُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”اے نبی ﷺ میرے بندے اور تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتادو کہ

میں ان سے قریب ہی ہو پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے میں اس کی فریاد سنتا ہوں
اور جو ب دیتا ہوں لہذا ایمان والے میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں“

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! رمضان کا لفظ ”رمض“ سے نکلا ہے جس کے معنی شدید گرمی سے کسی چیز کو جلادینے کے ہیں، چنانچہ روزے دار میں انتیس تیس روز تک بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی وجہ سے ایسی حرارت پیدا ہو جاتی ہے جو اس کے گناہوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے، اس کے دوسرے معنی اس بارش کے بھی ہیں جو خریف سے پہلے برستی ہے جبکہ زمین سخت گرم اور جلی ہوئی ہوتی ہے۔ اصطلاح میں روزہ کا مطلب صبح صادق کی پہلی علامت ظاہر ہونے سے غروب آفتاب تک کھانے، پینے، مباشرت کرنے اور ہر قسم کے گناہوں سے رک جانا ہے، اسلامی قمری سال کے نویں مہینہ کا نام رمضان ہے، ہر عاقل، بالغ، تندرست اور مقیم ایماندار (مرد اور عورت) پر رمضان کے روزے فرض ہیں۔

اس مبارک مہینے میں جسے دیکھو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بندگی میں مصروف ہے، اس سے گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہا ہے، دن میں روزے سے ہے اور رات کو کھڑا قرآن پاک سن رہا ہے، ابھی اس کی آنکھ لگی اور پھر سحری کھانے کے لئے اٹھ بیٹھا، وضو کیا اور اللہ کی بڑائی بیان کرنے لگا، دن بھر بھوکا پیاسا رہا، ادھر سورج ڈوبا اور ادھر اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھائے اور یوں گویا ہوا: اے میرے بڑائی والے اللہ! اے میرے بادشاہ! تو میرا مالک ہے، تیرے سوا اور کوئی میرا معبود نہیں، میرے گناہوں کو تو معاف کر دے اس لئے کہ بڑی شان والا ہی گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے رات کی نماز (تراویح) تجویز کی پس جو لوگ رمضان میں روزے رکھیں گے اور تراویح پڑھیں گے ایمان اور آخرت کے اجر کی نیت کے ساتھ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوں گے جیسے اس دن جبکہ وہ پیدا ہوئے تھے گناہوں سے پاک تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان تمام مہینوں کا سردار ہے، اس مہینے کا پہلا عشرہ رحمت ہے، دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ دوزخ سے نجات کا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی اس مہینے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی خوشی سے کوئی نفل نیکی کرے وہ دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر اجر پائے گا۔

ہر سال مہینے بھر کے روزے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس لئے فرض کئے ہیں کہ بندہ صحیح معنوں میں اس کا فرماں بردار بن جائے، وہی کچھ کرنے لگے جس کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے اور ہر اس کام سے بچنے لگے جس سے باز رہنے کی اس نے ہدایت فرمائی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو روزہ رکھے تو لازم ہے کہ تو اپنی آنکھوں، اپنی زبان اور اپنے جسم کے سارے اعضاء کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ناپسندیدہ باتوں سے روکے رکھے۔

نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق روزے رکھنے سے بندے میں ایک ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ شیطان کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح لڑائی میں تمہارے پاس ڈھال ہے جو دشمن کے حملوں سے تمہیں بچاتی ہے اسی طرح یہ روزہ تمہارے لئے ڈھال ہے جو جہنم سے بچانے والی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر گندگی کو دور کرنے والی کوئی نہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور جسم کو پاک کرنے والی چیز روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے۔ معلوم ہوا کہ روزہ نہ صرف بندے کو برائیوں سے بچاتا ہے بلکہ اس کے جسم کو بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

فضیلت روزہ

اسلام میں روزے کی بہت فضیلت اور ثواب بیان کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کے لئے ثواب سمجھ کر رکھے اس کے پہلے کے سب گناہ بخش دیئے گئے۔

ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کا ہر عمل اس کا ہوتا ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے روزہ (دنیا میں گناہوں سے اور آخرت میں دوزخ سے بچانے والی) ڈھال ہے۔

ایک حدیث کے مطابق روزے دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ ہے۔ ایک حدیث کے مطابق جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطان اور سرکش جنات جکڑ دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی کھلا نہیں رہتا، اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی بھی دروازہ بند نہیں رہتا، اور خدا کا منادی پکارتا ہے کہ اے بھلائی اور خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے برائی اور بد عملی کے شائق رک اور خدا کی طرف سے نافرمان بندوں کو دوزخ سے رہائی بخشی جاتی ہے اور یہ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے۔

قابل عبرت روزہ دار

حجاج بن یوسف ایک مرتبہ دوران سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان ایک منزل میں اتر اور دوپہر کا کھانا تیار کرایا اور اپنے حاجب یعنی چوکیدار سے کہا کہ

کسی مہمان کو لے آؤ، حاجب خیمہ سے باہر نکلا تو اسے ایک اعرابی لیٹا ہوا نظر آیا، اس نے اسے جگایا اور کہا چلو تمہیں امیر حجاج بلا رہے ہیں، اعرابی آیا تو حجاج نے کہا میری دعوت قبول کرو اور ہاتھ دھو کر میرے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ جاؤ۔ اعرابی بولا معاف فرمائیے آپ کی دعوت سے پہلے آپ سے بہتر ایک کریم کی دعوت قبول کر چکا ہوں، حجاج نے کہا کہ وہ کس کی؟ وہ بولا اللہ تعالیٰ کی، جس نے مجھے روزہ رکھنے کی دعوت دی اور میں روزہ رکھ چکا ہوں، حجاج نے کہا اتنی سخت گرمی میں روزہ؟ اعرابی نے کہا ہاں! قیامت کی سخت ترین گرمی سے بچنے کیلئے، حجاج نے کہا آج کھانا کھاؤ اور یہ روزہ کل رکھ لینا، اعرابی نے کہا کیا آپ اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ میں کل تک زندہ رہوں گا؟ حجاج نے کہا یہ بات تو نہیں، اعرابی بولا تو پھر وہ بات بھی نہیں، یہ کہا اور چل دیا۔

اس واقعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کسی دنیوی حاکم کے رعب میں نہیں آتے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ یہاں کی گرمی برداشت کر کے روزہ رکھتے ہیں وہ کل قیامت کی ہولناک گرمی سے محفوظ رہیں گے۔

روزہ دار کا سانس شیطان کے لئے تلوار

ایک بزرگ نے مسجد کے دروازے پر شیطان کو حیران و پریشان کھڑے ہوئے دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے؟ شیطان نے کہا اندر دیکھئے، انہوں نے اندر دیکھا تو ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور ایک آدمی مسجد کے دروازے کے پاس سو رہا تھا، شیطان نے بتایا کہ جو شخص اندر نماز پڑھ رہا ہے، اس کے دل میں وسوسہ ڈالنے کے لئے میں اندر جانا چاہتا ہوں لیکن جو دروازے کے قریب سو رہا ہے یہ روزہ دار ہے، یہ سویا ہوا روزہ دار جب سانس باہر نکالتا ہے تو اس کی وہ سانس میرے لئے شعلہ بن کر مجھے اندر جانے سے روک دیتی ہے۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ روزہ دار سے شیطان گھبراتا ہے اور روزہ دار کی سانس شیطان کے لئے گویا تلوار ہے، لہذا شیطان کے وار سے بچنے کے لئے روزہ ڈھال ہے۔

ایک نرالا کفارہ

ایک صحابی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نے رمضان کے روزہ کی حالت میں قصداً اپنی عورت سے صحبت کی، میں ہلاک ہو گیا، فرمائیے اب میں کیا کروں؟ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا متواتر دو ماہ کے روزے رکھ سکتے ہو؟ عرض کیا نہیں، پھر نبی ﷺ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ عرض کیا یہ بھی نہیں کر سکتا، اتنے میں بارگاہ رسالت میں کسی نے کچھ کھجوریں ہدیہ پیش کیں، سرکارِ دو عالم ﷺ نے وہ ساری کھجوریں اس صحابی کو عطا فرمادی اور فرمایا انہیں خیرات کر دو، تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا، وہ بولے یا رسول اللہ! مدینہ بھر میں مجھ سے بڑھ کر کوئی محتاج نہیں، سرکارِ مدینہ ﷺ یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک چمکنے لگے اور رحمت کے پھول جھڑنے لگے۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر کسی بھی شخص سے کوئی جرم روزہ کی حالت میں ہو جائے اور وہ شخص شرمندہ بھی ہو تو اس کو چاہئے کہ کفارہ ادا کرے، اور اگر جرم کے مطابق کفارے کا علم نہ ہو تو کسی عالم سے تفصیلات معلوم کر کے کفارہ ادا کرے۔

رمضان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت

ام المؤمنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بے حد سخی تھیں، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ام المؤمنین نے ستر ہزار درہم راہِ خدا میں تقسیم

کردیئے حالانکہ ان کی قمیص مبارک میں پیوند لگا ہوا تھا۔ اور ایک مرتبہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے تو آپ نے وہ سب درہم ایک ہی روز میں راہ خدا میں تقسیم کردیئے اور اس روز آپ خود روزہ سے تھیں، شام کے وقت باندی نے عرض کیا کیا ہی اچھا ہوتا کہ ایک درہم روٹی کے لئے رکھ لیتیں، تو فرمایا مجھے یاد نہیں رہا، یاد رہتا تو بچا لیتی۔

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں خصوصاً رمضان المبارک میں روپیہ پیسہ خرچ کرنا چاہئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سب کو راہ خدا میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ٹھنڈا پانی

حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ عنہ کا روزہ تھا، طاق میں پانی ٹھنڈا ہونے کے لئے کوزہ رکھ دیا تھا، نماز عصر کے بعد مراقبہ میں تھے، حوران بہشت نے یکے بعد دیگرے سامنے سے گزرنا شروع کیا، جو سامنے آتی اس سے دریافت فرماتے تو کس کے لئے ہے؟ وہ کسی ایک بندہ خدا کا نام لیتی، ایک آئی اس سے بھی پوچھا تو اس نے کہا اس کے لئے ہوں جو روزہ میں پانی ٹھنڈا ہونے کو نہ رکھے۔ فرمایا اگر تو سچ کہتی ہے تو اس کوزے کو گرا دے، اس نے گرا دیا، اس کی آواز سے آنکھ کھل گئی دیکھا تو وہ کوزہ ٹوٹا پڑا تھا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ آخرت کی ابدی راحتیں اور نعمتیں پانے کیلئے اپنے نفس کو بہت مارنا پڑتا ہے اور اپنے نفس کو قابو کر کے دنیا کی لذتوں کو ٹھوکر مارنی پڑتی ہے۔

رمضان میں سخاوت پر حضور مصطفیٰ ﷺ کا انعام

رمضان المبارک کی آمد تھی اور مشہور مؤرخ حضرت واقدی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ نہ تھا، آپ نے اپنے ایک علوی دوست کی طرف یہ رقعہ بھیجا۔ ”رمضان شریف کا مہینہ آنے والا ہے اور میرے پاس خرچ کیلئے کچھ نہیں، مجھے قرض حسنہ کے طور پر ایک ہزار درہم بھیجئے۔“ چنانچہ اس علوی دوست نے ایک ہزار درہم کی تھیلی بھیج دی، تھوڑی دیر کے بعد حضرت واقدی رضی اللہ عنہ کے ایک دوست کا رقعہ حضرت واقدی رضی اللہ عنہ کی طرف آ گیا اس میں بھی وہی ایک ہزار درہم کی درخواست کی گئی تھی، حضرت واقدی رضی اللہ عنہ نے وہی تھیلی وہاں بھیج دی، دوسرے وہی علوی دوست جنہوں نے حضرت واقدی رضی اللہ عنہ سے قرض لیا تھا دونوں حضرت واقدی کے گھر آئے، علوی کہنے لگے رمضان المبارک کا مہینہ آرہا ہے اور میرے پاس ان ہزار درہموں کے سوا کچھ نہ تھا، مگر آپ کا رقعہ آیا تو میں نے یہ ہزار درہم آپ کو بھیج دیئے اور اپنی ضرورت کے لئے اپنے ان دوست کو رقعہ لکھا کہ مجھے ایک ہزار درہم بطور قرض بھیج دیجئے، انہوں نے وہی تھیلی جو میں نے آپ کو بھیجی تھی وہ آپ نے اسے بھیج دی اور اس نے وہ تھیلی مجھے بھیج دی، پھر ان تینوں حضرات نے اتفاق رائے سے اس رقم کے تین حصے کر کے آپس میں تقسیم کر لئے۔ اسی رات حضرت واقدی رضی اللہ عنہ کو خواب میں جناب رسالت مآب ﷺ کی زیارت ہوئی اور فرمایا انشاء اللہ کل تمہیں بہت کچھ مل جائے گا۔

چنانچہ دوسرے روز امیر یحییٰ برمکی نے حضرت واقدی رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا میں نے رات خواب میں آپ کو پریشان دیکھا ہے کیا بات ہے؟ حضرت واقدی رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ سنایا، تو یحییٰ برمکی نے کہا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ تینوں میں سے کون زیادہ سخی ہے، آپ تینوں ہی سخی اور واجب الاحترام ہیں، پھر اس نے تیس ہزار درہم

حضرت واقدی رضی اللہ عنہ کو اور بیس بیس ہزار درہم ان دونوں کو دیئے اور حضرت واقدی رضی اللہ عنہ کو قاضی بھی مقرر کر دیا۔

یہ حقیقت ہے کہ سچے مسلمان سخی اور پیکر ایثار ہوتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف دور کرنے کی خاطر اپنی مشکلات کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتے، اور یہ بھی واضح ہوا کہ سخاوت سے ہمیشہ فائدہ ہی ہوتا ہے، مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم امت کے حالات سے باخبر ہیں اور سخاوت کرنے والوں پر نظر رحمت فرماتے ہیں یقیناً اللہ کی راہ میں ایثار کی بہت فضیلت ہے۔

روزوں کے سبب قبر سے مشک کی خوشبو

حضرت قتادہ کے استاذ حدیث حضرت عبداللہ بن غالب رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے، تدفین کے بعد ان کی قبر شریف کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی تھی، کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا گیا؟ کہا اچھا معاملہ فرمایا گیا، پوچھا آپ کو کہاں لے جایا گیا؟ کہا جنت میں۔ پوچھا کون سے عمل کے باعث؟ فرمایا ایمان کامل، تہجد اور گرمیوں کے روزوں کے سبب، پھر پوچھا آپ کی قبر سے مشک کی خوشبو کیوں آرہی تھی؟ تو جواب دیا کہ یہ میری تلاوت اور روزوں میں پیاس کی خوشبو ہے۔

رمضان اور شش عید کے روزوں کی برکت

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں تین سال تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہا، ایک مکی شخص روزانہ دوپہر کے وقت طواف کعبہ کرتا، دوگانہ ادا کرتا پھر مجھے سلام کرتا اور اپنے گھر چلا جاتا، مجھے اس نیک بندے سے محبت ہو گئی، وہ سخت بیمار ہو گیا، میں عیادت کے لئے حاضر ہوا تو اس نے مجھے وصیت کی کہ جب میں فوت

ہو جاؤں گا تو آپ اپنے ہاتھوں سے غسل دے کر میری نماز جنازہ ادا فرمائیے، مجھے
تہنا نہ چھوڑیئے بلکہ ساری رات میری قبر کے پاس تشریف فرما رہئے، نیز منکر نکیر کی
آمد کے وقت مجھے تلقین فرمائیے۔

میں نے حامی بھری چنانچہ انتقال کے بعد میں نے حسب وصیت عمل کیا، قبر کے
پاس حاضر تھا کہ مجھے اونگھ آگئی، میں نے ہاتف غیبی کی آواز سنی ”اے سفیان! اس کو
تیری تلقین و قربت کی کوئی حاجت نہیں اس لئے کہ ہم نے خود ہی اس کو اُنس دیا اور
تلقین کی۔“ میں نے کہا اس کو کس عمل کے سبب سے یہ رتبہ ملا؟ آواز آئی کہ رمضان
المبارک اور اس کے بعد شوال المکرم کے چھ روزے رکھنے کی برکت سے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس ایک رات میں یہی خواب میں نے
تین بار دیکھا، میں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی یا اللہ مجھے بھی اپنے فضل و کرم
سے ان روزوں کی توفیق عطا فرما۔

اہل بیت کے تین روزے

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ بیمار ہو گئے تو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ،
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور خادمہ نے ان شہزادوں کی صحت یابی کے لئے تین روزوں
کی منت مانی، اللہ تعالیٰ نے دونوں شہزادوں کو شفا عطا فرمائی، چنانچہ تین روزے رکھ
لئے گئے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ تین صاع جولائے، ایک ایک صاع تینوں دن
پکایا، جب افطار کا وقت آیا اور تینوں روزہ داروں کے سامنے روٹیاں رکھی گئیں تو ایک
دن مسکین، ایک دن یتیم اور ایک دن قیدی دروازے پر حاضر ہو گئے اور روٹیوں کا
سوال کیا تو تینوں دن سب روٹیاں ان سانکوں کو دے دیں اور صرف پانی سے افطار
کر کے اگلا روزہ رکھ لیا۔

مسلسل چالیس سال تک روزے

حضرت داؤد طائی مسلسل چالیس سال تک روزے رکھتے رہے مگر آپ کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ اپنے گھر والوں تک کو خبر نہ ہونے دی، کام پر جاتے، دوپہر کا کھانا ساتھ لے لیتے اور راستے میں کسی کو دے دیتے، مغرب کے بعد گھر آ کر کھانا کھالیا کرتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا اپنے نفس کو قابو میں رکھنا چاہئے اور یہی روزے کا اصل مقصد ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



رمضان المبارک

عبادت اور شکرگزاری کا مہینہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ
لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ
اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ وُزْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ
”جو لوگ ایمان اور نیک اعمال کئے حق تعالیٰ ان کے لئے (دنیا میں ہی)

محبوبیت فرمادیں گے۔“

بزرگو اور دستو! رمضان المبارک کا روزہ جو ہم پر فرض ہے اور جسے حضور اکرم

ﷺ کی پیروی اور تقلید میں اختیار کرتے ہیں درحقیقت اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان
احسان کے شکر و سپاس کی ادائیگی ہے جو اس نے اپنے پیغمبر جناب حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ کی وساطت سے ہم پر وارد فرمایا ہے اور اس کی عظیم ترین احسان شناسی کا احسان ہے وہ کتاب الہی وہ تعلیم ربانی و ہدایت روحانی جو ان ایام میں بنی نوع انسان کو عنایت ہوئی، جس نے ان کو شیطان سے فرشتہ، ظلماتی سے نورانی، جاہل سے دانشمند، ظالم سے مہربان، زیاں کار سے نیکو کار اور بہائم سے انسان بنایا، پستی و ذلت کے عمیق غار سے نکال کر ان کو اوج کمال تک پہنچایا، ان کی وحشت کو تہذیب و اخلاق سے، ان کی جہالت کو علم و معرفت سے، ان کی نادانی کو حکمت و دانائی سے اور ان کی ظلمت و تاریکی کو بصیرت و روشنی سے بدل دیا، اس صحیفہ یزدانی نے ان کو کفر و باطل کی ظلمتوں، شرک و الحاد کی اتھاہ گہرائیوں اور خرافات اوہام کی تاریکیوں سے نکال کر صراطِ مستقیم پر گامزن کر کے منزلِ مراد تک پہنچایا، جس نے ان کی قسمتوں کے پانسے پلٹ دیئے، ان کی تقدیر بدل کر رکھ دی اور فضل و دولت اور خیر و برکت کے خزانوں سے ان کے کاشانوں کو معمور کر دیا، جس نے ذرہ بے مقدار کو آفتاب اور مشیت خاک کو ہمدوش ثریا بنا دیا، جس نے ان کو گمنام صحراؤں اور ریگستانوں سے نکال کر دنیا و جہان کی مہذب ترین، اعلیٰ ترین اور بہترین امت بنا کر عالم گیتی اور کائنات کا امام و سردار بنا دیا، ان لامتناہی احسانات اور بے پناہ نعمتوں کے شکر و سپاس کے لئے اور مالکِ ارض و سما کی عظمت اور شانِ کبریائی کے اظہار کی خاطر روزہ فرض ہوا۔ قرآن کریم اپنے ان مقدس الفاظ میں اسی حقیقت کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ رمضان کا روزہ اس لئے فرض ہوا کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ تم کو اس نے ہدایت عطا فرمائی تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔

قرآن حکیم جس میں حق و باطل کی روشن نشانیاں ہیں، رمضان المبارک کی شب قدر میں حضور اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوا اس وقت حضور ﷺ مکہ مکرمہ

کے مشہور و معروف فارحرا میں مصروف عبادت تھے فرستادہ ایزدی حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ رُبَّكَ کے نام نامی اسم گرامی سے پڑھئے، جس نے ساری کائنات کی تخلیق کی ہے، قرآن حکیم کی یہ سب سے پہلی آیت مقدسہ ہے جو فارحرا میں نازل ہوئی، حضور اکرم صل علیہ السلام اس ناموس اکبر کا مشردہ جانفزا لے کر فارحرا سے نمودار ہوتے ہیں اور فیضان الہی کا نور اسی فار کے زمانہ سے طلوع ہوتا ہے۔

رمضان کے فیوض و برکات

رمضان المبارک وہ اعلیٰ و ارفع فیوض و برکات اور انوار و تجلیات کا مہینہ ہے جس میں قرآن حکیم اور دوسری تمام آسمانی کتابیں بھی اس ماہ مبارک میں نازل ہوئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی مہینے کی تیسری تاریخ کو صحیفے عطا کئے گئے، حضرت داؤد علیہ السلام کو اسی مہینے کی بارہ تاریخ کو زبور عطا کی گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اسی مبارک مہینہ کی چھ تاریخ کو تورات نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی ماہ مقدس کی تیرہ تاریخ کو انجیل مرحمت فرمائی گئی۔

آغاز اسلام کے چند اہم ترین واقعات بھی اسی ماہ مقدس میں رونما ہوئے، غزوہ بدر اور فتح مکہ ان ہی اہم واقعات میں سے دو ہیں، جو عظمت اسلام اور رفعت رسالت مآب کے بے نظیر مظہر و عکاس ہیں اور جن کے ذریعہ مجاہدین ملت نے کفر و باطل کے غرور، تکبر اور طاقت و قوت کو ہمیشہ کے لئے پیوند ارض کر دیا تھا، یہ بھی ہمارے لئے شکر و سپاس کے مواقع ہیں۔

لیلۃ القدر کی فضیلت اور عظمت کے بارے میں جس میں قرآن کریم کا نزول ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور

اللہ سے اجر کی خاطر عبادت کے لئے کھڑا رہا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔
 رمضان المقدس کو اللہ تعالیٰ کے مہینے سے تعبیر کیا گیا ہے جو بہترین دن، بہترین
 راتیں اور بہترین ساعتوں کا حامل ہے اور یہ اپنے پہلو میں بے پایاں برکتوں،
 رحمتوں اور بے اندازہ بخششوں کے خزانے رکھتا ہے لہذا ملت اسلامیہ کے ہر فرد پر
 لازم ہے کہ وہ اس ماہ مقدس سے بھرپور فیض حاصل کرے اور اسے نہایت ادب
 واحترام، عقیدت ومجت اور رغبت والتفات کے ساتھ گزارے، دن کو روزہ رکھے اور
 بے شمار نعمتوں کا شکر و سپاس ادا کرے اور قرآن حکیم کی تلاوت کا فریضہ بجالاتا رہے،
 رمضان المبارک کی آمد پر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے
 دروازے بند ہو جاتے ہیں، شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے، اسی وجہ سے اس ماہ
 محترم میں مساجد نمازیوں سے بھری نظر آتی ہیں اور اکثر لوگ روزہ رکھتے ہیں۔

روزہ سے دل کا رنگ دور ہوتا ہے

روزہ انسان کو خواہشات نفسانی اور عادات کی محکومی سے آزاد کرتا ہے اور اس
 کے نفس کو اتنا سر بلند کرتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی کی عبودیت کے آگے سر نہیں جھکاتا،
 روزہ انسان کو صاحب ایمان اور صاحب یقین بناتا ہے، روزہ نا دیدہ خدا کو دیکھا ہوا
 خدا منوالیتا ہے اور اسے نیک پارسا، پرہیزگار اور ہدایت یافتہ بناتا ہے، خالق کائنات
 کو کسی شخص کے بھوکے پیاسے رہنے سے کوئی دلچسپی اور فائدہ نہیں ہے، وہ اپنے
 بندوں میں پرہیزگاری، پارسائی، اعمال صالحہ اور تقویٰ دیکھنا چاہتا ہے، جس کے
 حصول کے لئے اس نے رمضان کے روزے فرض قرار دیئے ہیں، قرآن کریم میں
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ
 عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے

جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے ہیں تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو سکے۔ تقویٰ سے مراد اپنی نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھنا اور جذبات کو تلاطم خیزیوں سے بچانا ہے، روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا بدل کوئی دوسری عبادت نہیں ہو سکتی، روزہ سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے، روح کو تقویت حاصل ہوتی ہے، ایمان استوار ہوتا ہے اور یقین میں پختگی پیدا ہوتی ہے، روزہ خالق اور مخلوق کے درمیان ایک ایسا مخفی عمل ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا، روزہ انسان کو اس کے خالق کے قریب کر دیتا ہے اور اس کا اپنے مالک کے ساتھ گہرا رابطہ پیدا ہو جاتا ہے جو انسانیت کا جوہر ہے بشرطیکہ یہ آداب و شرائط کے ساتھ رکھا گیا ہو۔

جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے

قرآن مجید میں روزہ کے لئے صوم کا لفظ آیا ہے، صوم کے معنی رکنے، بچنے اور نگاہ رکھنے کے ہیں یعنی اپنے آپ کو حدودِ الہیہ کے اندر رکھنا اور ضبطِ نفس کرنا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان کا مقدس مہینہ آتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن کے روزے میں سحری کے کھانے سے مدد لو اور قیام اللیل یعنی رات کی نماز کیلئے قبلولہ سے مدد لو۔

سحری باعث برکت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سحری کھانے میں برکت ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کا فرق ہے۔ اگرچہ سحری کھانا واجب یا فرض نہیں لیکن بہر حال باعث برکت ہے۔

سحری کا وقت آدھی رات سے شروع ہوتا ہے، سحری کا کھانا مبارک ہے۔

افطار کا وقت

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے۔ افطاری جلدی کرنے کی صورت یہ ہے کہ سورج ڈوبنے کا یقین ہو جائے تو روزہ افطار کر لیا جائے ورنہ لگائی جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں میں مجھے وہ بندے بہت پیارے ہیں جو افطاری میں جلدی کریں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دین غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ یہود و نصاریٰ افطاری میں دیر کرتے ہیں۔ جلدی سے مراد وقت جواز میں جلدی ہے جب سورج ڈوب جائے پھر دیر نہ لگائی جائے، بلا وجہ دیر کرنا خلاف سنت ہے۔ معلوم ہوا کہ سنتوں کی پابندی بلکہ مستحبات پر عمل مسلمانوں کی شان و شوکت اور دین کے ظہور و ودبہ کا باعث ہے۔

روزہ میں جھوٹ بولنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو روزے دار جھوٹی باتیں اور برے کام نہ چھوڑے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس کا

کھانا پینا چھوڑ دینے کی پرواہ نہیں۔ جھوٹی بات سے مراد ہر قسم کی ناجائز گفتگو ہے۔ جھوٹ، بہتان، تہمت، چغلی، غیبت، گالی گلوچ وغیرہ سے بچنا ضروری ہے، برے کام سے مراد ہر ناجائز کام ہے۔ آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ کے گناہ اس میں شامل ہیں، اگرچہ برے کام ہر حالت میں برے اور ہمیشہ ہی رہیں گے مگر روزہ کی حالت میں زیادہ برے ہیں کہ ان کے کرنے سے روزہ کی بے حرمتی اور ماہ رمضان المبارک کی بے ادبی ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو فحش باتیں نہ کرے اور نہ جہالت کرے اور اگر کوئی اس سے جہالت کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بحالت روزہ بھول سے کچھ کھاپی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان میں بغیر شرعی عذر اور بغیر کسی بیماری کے (جس میں روزہ نہ رکھا جاسکے) اگر کوئی شخص ایک دن کا روزہ نہ رکھے گا تو اگرچہ عمر بھر روزے رکھے تو اس کی قضا نہ ہوگی۔ یعنی وہ درجہ اور ثواب نہ دیا جائے گا جو رمضان المبارک کے روزے سے ملتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے چند کھجوروں پر روزہ افطار فرماتے تھے، اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک چھوہاروں سے روزہ افطار کرتے، اگر چھوہارے نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ نوش فرمالتے۔

روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا میں آنکھوں کا مریض ہوں کیا میں روزہ کی حالت میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں!

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں سرمہ لگاتے تھے۔ مرد و خواتین سبھی اپنے رشتہ داروں اور اقرباء کو کبھی کسی روزے میں افطار کرائیں تاکہ آپس کی تعلق داری اور قرابت داری مضبوط ہو، ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق افطاری کرا سکتا ہے۔

افطار کرانے پر انعامات

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ افطار کرانے والے کے لئے تین انعامات ہیں۔ افطاری کرانے والے کے گناہوں کی بخشش، آگ سے آزادی، جتنا ثواب روزہ دار کو ملتا ہے اتنا ہی افطار کرانے والے کو بھی ملتا ہے۔ اگر کوئی خوب اچھی افطاری نہ کرا سکے بلکہ صرف پانی کا ایک گھونٹ یا دودھ کا ایک گھونٹ پلا کر یا کھجور سے افطار کرائے، اسے بھی مذکورہ بالا تینوں نیکیاں اور ثواب عطا کئے جاتے ہیں اور جو کوئی کسی روزہ دار کو افطاری کے بعد خوب سیر کرائے یعنی پیٹ بھر کھانا کھلائے تو ایسے لوگوں کو اللہ پاک رسول اکرم ﷺ کے حوض کوثر سے پانی پلائے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی ہے اور مسافر دودھ پلانے والی اور حاملہ کو روزہ کی رخصت عطا فرمائی ہے۔

امت محمدیہ کو رمضان کی رحمتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو رمضان کے بارے میں پانچ چیزیں خصوصی طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی۔ (۱) ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (۲) ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔ (۳) جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آویں۔ (۴) اس میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔ (۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شبِ قدر ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دیدی جاتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں پانچ خصوصیتیں ارشاد فرمائی ہیں جو اس امت کے لئے حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے مخصوص انعام ہوئی اور پہلی امت کے روزہ داروں کو مرحمت نہیں ہوئی۔

اول یہ کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو جو بھوک کی حالت میں ہوتی ہے حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ شرح حدیث کے اس لفظ کے مطلب میں مختلف اقوال ہیں مگر ان میں سے تین قول راجح ہیں۔ اول یہ کہ حق تعالیٰ شانہ آخرت میں اس بدبو کا بدلہ اور ثواب خوشبو سے عطا فرمائیں گے جو مشک سے زیادہ عمدہ اور دماغ پرور ہوگی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قیامت میں جب قبروں سے

اٹھیں گے تو یہ علامت ہوگی کہ روزہ دار کے منہ سے ایک خوشبو جو مشک سے بھی بہتر ہوگی وہ آئے گی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ دنیا ہی میں اللہ کے نزدیک اس بو کی قدر مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

مقصود روزہ دار کا کمال تقرب ہے، روزہ حق تعالیٰ شانہ کی محبوب ترین عبادتوں میں سے ہے اسی وجہ سے ارشاد ہے کہ ہر نیک عمل کا بدلہ ملائکہ دیتے ہیں مگر روزہ کا بدلہ میں خود عطا کرتا ہوں اس لئے کہ وہ خالص میرے لئے ہے۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ یہ لفظ اُجْزِیٰ بہ ہے یعنی یہ کہ اس کے بدلہ میں میں خود اپنے کو دیتا ہوں اور محبوب کے ملنے سے زیادہ اونچا بدلہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ساری عبادتوں کا دروازہ روزہ ہے یعنی روزہ کی وجہ سے قلب منور ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ہر عبادت کی رغبت پیدا ہوتی ہے مگر جب ہی کہ روزہ بھی روزہ ہو صرف بھوکا رہنا مراد نہیں۔

اس جگہ ایک ضروری مسئلہ قابلِ تنبیہ یہ ہے کہ اس منہ کی بدبو والی حدیثوں کی بنا پر بعض ائمہ روزہ دار کو شام کے وقت مسواک کرنے کو منع فرماتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک مسواک ہر وقت مستحب ہے اس لئے کہ مسواک سے دانتوں کی بوز اکل ہوتی ہے اور حدیث میں جس بو کا ذکر ہے وہ معدہ کے خالی ہونے کی ہے نہ کہ دانتوں کی۔

روزہ دار کے لئے مغفرت کی دعا

دوسری خصوصیت مچھلیوں کے استغفار کرنے کی ہے اس سے مقصود کثرت سے دعا کرنے والوں کا بیان ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ملائکہ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ مچھلیوں کی خصوصیت یہ ظاہر اس وجہ سے ہے کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ

وَدًّا۔ ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے (دنیا ہی میں) محبوبیت فرمادیں گے اور حدیث پاک میں ارشاد ہے جب حق تعالیٰ شانہ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے فلاں بندہ پسند ہے تم بھی اس سے محبت کرو وہ خود محبت کرنے لگتے ہیں اور آسمان پر آواز دیتے ہیں کہ فلاں بندہ اللہ کا پسندیدہ ہے تم سب اس سے محبت کرو، پس اس آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر اس کے لئے زمین پر قبولیت رکھ دی جاتی ہے اور عام قاعدہ کی بات ہے کہ ہر شخص کی محبت اس کے پاس رہنے والوں کو ہوتی ہے لیکن اس کی محبت اتنی عام ہوتی ہے کہ آس پاس رہنے والوں کو ہی نہیں بلکہ دریا کے رہنے والے جانوروں کو بھی اس سے محبت ہوتی ہے کہ وہ بھی دعا کرتے ہیں اور گویا بر سے متجاوز ہو کر بحر تک پہنچنا محبوبیت کی انتہا ہے۔ نیز جنگل کے جانوروں کا دعا کرنا بطریق اولیٰ معلوم ہو گیا۔

چوتھی خصوصیت سرکش شیاطین کا قید ہو جانا ہے کہ جس کی وجہ سے معاصی کا زور کم ہو جاتا ہے۔ رمضان المبارک میں رحمت کے جوش اور عبادت کی کثرت کا مقتضا یہ تھا کہ شیاطین بہکانے میں بہت ہی کوشش کرتے اور ایڑی چوٹی کا زور ختم کر دیتے اور اس وجہ سے معاصی کی کثرت اس مہینہ میں اتنی ہو جاتی کہ حد سے زیادہ۔ لیکن باوجود اس کے یہ مشاہدہ ہے کہ مجموعی طور سے گناہوں میں بہت کمی ہو جاتی ہے۔ کتنے شرابی کبابی ایسے ہیں کہ رمضان میں خصوصیت سے نہیں پیتے اور اسی طرح اور گناہوں میں کمی ہو جاتی ہے لیکن اس کے باوجود گناہ ہوتے ضرور ہیں مگر ان کے سرزد ہونے سے اس حدیث پاک میں تو کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ اس کا مضمون ہی یہ ہے کہ سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں اس بنا پر اگر وہ گناہ غیر سرکشوں کا اثر

ہو تو کچھ خلجان نہیں البتہ دوسری روایات میں سرکش کی قید کے بغیر مطلقاً شیاطین کے مقید ہونے کا ارشاد بھی موجود ہے پس اگر ان روایات سے بھی سرکش شیاطین کا ہی قید ہونا مراد ہے کہ بسا اوقات لفظ مطلق بولا جاتا ہے مگر دوسری جگہ سے اس کی قیودات معلوم ہو جاتی ہیں تب بھی کوئی اشکال نہیں رہا۔ البتہ اگر ان روایات سے سب شیاطین کا محبوس ہونا مراد ہو تب بھی ان معاصی کے صادر ہونے سے کچھ خلجان نہ ہونا چاہئے اس لئے کہ اگرچہ معاصی عموماً شیاطین کے اثر سے ہوتے ہیں مگر سال بھر تک ان کے تلبس اور اختلاط اور زہریلے اثر کے جماؤ کی وجہ سے نفس ان کے ساتھ اس درجہ مانوس اور متاثر ہو جاتا ہے کہ تھوڑی بہت غیبت محسوس نہیں ہوتی بلکہ وہی خیالات اپنی طبیعت بن جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ غیر رمضان میں جن لوگوں سے گناہ زیادہ سرزد ہوتے ہیں رمضان میں بھی انہی سے زیادہ تر صدور ہوتا ہے اور آدمی کا نفس چونکہ ساتھ رہتا ہے اسی لئے اس کا اثر ہے۔

دوسری بات ایک اور بھی ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب میں ایک کالا نقطہ لگ جاتا ہے اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے ورنہ لگا رہتا ہے اور اگر دوسری مرتبہ گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگ جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا قلب بالکل سیاہ ہو جاتا ہے پھر خیر کی بات اس کے قلب تک نہیں پہنچتی اسی کو حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام پاک میں كَلَّابِلُ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ سے ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے قلوب زنگ آلود ہو گئے ایسی صورت میں وہ قلوب ان گناہوں کی طرف خود متوجہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ ایک نوع کے گناہ کو بے تکلف کر لیتے ہیں لیکن اسی جیسا جب کوئی دوسرا گناہ سامنے ہوتا ہے تو قلب کو اس سے انکار ہوتا ہے۔ مثلاً جو لوگ شراب پیتے ہیں ان کو اگر سور کھانے کو کہا

جائے تو ان کی طبیعت کونفرت ہوتی ہے حالانکہ معصیت میں دونوں برابر ہیں تو اسی طرح جب کہ غیر رمضان میں وہ ان گناہوں کو کرتے رہتے ہیں تو دل ان کے ساتھ رنگے جاتے ہیں جس کی وجہ سے رمضان المبارک میں بھی ان کے سرزد ہونے کے لئے شیاطین کی ضرورت نہیں رہتی۔ بالجملہ اگر حدیث پاک سے سب شیاطین کا مقید ہو جانا مراد ہے تب بھی رمضان المبارک میں گناہوں کے سرزد ہونے سے کچھ اشکال نہیں اور اگر متمر اور خبیث شیاطین کا مقید ہونا مراد ہو تب تو کوئی اشکال ہے ہی نہیں۔

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ رمضان المبارک کی آخری رات میں سب روزہ داروں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ چونکہ رمضان المبارک کی راتوں میں شب قدر سب سے افضل رات ہے اس لئے صحابہ کرام نے خیال فرمایا کہ اتنی بڑی فضیلت اسی رات کے لئے ہو سکتی ہے مگر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے فضائل مستقل علیحدہ چیز ہے یہ انعام تو ختم رمضان کا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بار بار رمضان المبارک کی مبارک سعادتیں ہمیں نصیب فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



رمضان المبارک

میں قیام لیل کا اہتمام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ
اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنْزَلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ
اَمْرٍ ۝ سَلَامٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم بزرگو اور دوستو! رمضان المبارک کو حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کا
مہینہ قرار دیا ہے۔ رمضان المبارک وہ مقدس مہینہ ہے جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ
نے اپنی حاکمیت اور ربوبیت کا سب سے بڑا انعام اپنے بندوں کو عطا کیا ہے اور

اسے ہدایت و رہنمائی کے اس پاک دستور اور ضابطہ حیات سے نوازا جس کا نام قرآن کریم ہے۔ رمضان المبارک کے تیس روزے ہیں جو بقیہ سال کے گیارہ مہینوں کی تربیت فراہم کرتے ہیں۔

رمضان میں ثواب کا اجر

اس ماہ مبارک میں دو نفل پڑھنے کا ثواب بھی فرض کے برابر ملتا ہے، رمضان المبارک کی خصوصی عبادات مختلف اسلامی کتب میں مذکور ہیں جنہیں ادا کر کے ہر مسلمان زیادہ سے زیادہ اللہ کا رحم و کرم حاصل کر سکتا ہے، رمضان المبارک میں ہر نماز عشاء اور تراویح کے بعد روزانہ تین مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی بہت فضیلت ہے، پہلی مرتبہ پڑھنے سے گناہوں سے مغفرت ہوگی، دوسری مرتبہ پڑھنے سے دوزخ سے آزادی حاصل ہوگی اور تیسری بار پڑھنے والا جنت کا مستحق ہوگا۔ حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے میری امت میں سے جو مرد یا عورت خواہش کرے کہ میری قبر نور سے منور ہو تو شب قدر میں عبادت کرے۔

طاق راتوں کے عمل

رمضان المبارک کی اکیسویں شب کو اکیس مرتبہ سورہ قدر پڑھنا بھی بہت افضل ہے، تیسویں شب سورہ یسین ایک مرتبہ، سورہ رحمن ایک مرتبہ پڑھنا بہت افضل ہے، چھٹیویں شب کو سات مرتبہ سورہ دخان پڑھنے سے انشاء اللہ پاک عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا جبکہ اسی شب سات مرتبہ سورہ فتح پڑھنا ہر مراد کے لئے بہت افضل ہے، ستائیسویں شب کو سورہ ملک سات مرتبہ مغفرت کے واسطے پڑھنا بہت فضیلت رکھتی ہے، رمضان المبارک کی اثنیسویں شب کو سات مرتبہ سورہ واقعہ پڑھنے سے اللہ

تعالیٰ رزق میں ترقی دے گا۔ شب قدر کی عظمت و فضیلت قرآن کریم سے ثابت ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ہم نے قرآن کریم کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے، اس میں فرشتے اور روح الامین ہر امر خیر کو لے کر اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں، یہ رات طلوع فجر تک امن اور سلامتی ہے۔

پہلی شب یعنی اکیسویں شب کو چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھیں، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر ایک ایک بار، سورہ اخلاص ایک ایک بار پڑھیں، بعد سلام کے ستر مرتبہ درود پاک پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کے حق میں فرشتے دعائے مغفرت کریں گے۔

دوسری شب قدر ماہ رمضان کی تیسویں شب کو چار رکعت نماز دو سلام کے ساتھ پڑھیں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر ایک بار، سورہ اخلاص تین تین بار پڑھیں، گناہوں کی معافی کے لئے یہ نماز بہت افضل ہے۔ اس کے علاوہ اسی شب آٹھ رکعت نماز چار سلام سے پڑھیں، ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ نکاث ایک ایک بار، سورہ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھیں، اس نماز کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ موت کی سختی آسان کر دے گا اور عذاب قبر سے بھی محفوظ رکھے گا۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے جس نے ایمان کے ساتھ لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اس شب کو دو رکعت نماز پڑھیں، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر تین تین مرتبہ پڑھیں، سورہ اخلاص ستائیس مرتبہ پڑھ کر گناہوں کی مغفرت طلب کریں انشاء اللہ تعالیٰ پچھلے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔ پانچویں شب قدر انیسویں شب کو چار رکعت نماز دو سلام سے

پڑھیں، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر ایک ایک بار، سورہ اخلاص پانچ پانچ مرتبہ پڑھیں، بعد سلام کے درود شریف ایک سو دفعہ پڑھیں، مغفرت کے لئے یہ نماز بہت افضل ہے، محض روزے رکھنے سے رمضان المبارک کا مقصد پورا نہیں ہوتا بلکہ یہ ماہ مبارک تو پرہیزگاری اور تقویٰ اختیار کرنے کی عادت ڈالتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ان تمام کو اپنی زندگی میں بار بار پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قیام لیل کا اہتمام

رمضان المبارک کے علاوہ سال کے گیارہ مہینوں میں نماز تراویح کا اہتمام نہیں کیا جاتا، بقیہ مہینوں میں بھی اللہ کے بندے اپنا مخصوص تعلق قائم رکھیں اس کے لئے تہجد کی نماز کا اہتمام کیا گیا، تہجد کی نماز ماہ رمضان میں ادا کرنا اس وقت اور بھی آسان ہو جاتا ہے جبکہ مسلمان سحری کھانے کے لئے اٹھتے ہیں، سحری سے قبل تہجد کا اہتمام کرنا ہر مسلمان کے لئے ایک آسان عمل ہے خصوصاً ان لوگوں کے لئے بھی جن کے لئے بقیہ مہینوں میں یہ ایک مشکل کام ہے۔ درحقیقت رات کا اٹھنا نفس پر قابو پانے کے لئے بہت کارگر اور قرآن ٹھیک پڑھنے کے لئے زیادہ موزوں ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ معاملہ تب پیش آتا ہے جب ایک بندہ اللہ سے اپنا تعلق قائم کرنے کی خواہش دل میں رکھتا ہو، پھر اس تعلق کو قائم کرنے کے لئے وہ اس مخصوص وقت کا تعین کرتا ہے جبکہ دنیا غفلت کی نیند میں سرمست ہوتی ہے لیکن اللہ کے نیک بندے اپنی نیند کو قربان کرتے ہوئے اللہ سے لو لگاتے ہیں، اس کا ذکر کرتے ہیں، اس کے سامنے اپنی حاجات پیش کرتے ہیں، اپنے آپ کو ذلیل و کمتر سمجھتے ہیں، دنیا کی بے ثباتی کی تصدیق کرتے ہیں، اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور آئندہ آنے والی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اپنے قول و عمل سے

اظہار کرتے ہیں، نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور فکروں کے عمل میں تبدیلی آجاتی ہے، اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اصلاح کی توفیق مل جاتی ہے، اس کے برخلاف مکذبین کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے نعمت دی تو بجائے اس کے کہ ان کے اندر شکر گزاری کا جذبہ پیدا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے والوں میں شمار ہوں، اس کے برخلاف ان کا دماغ خراب ہو گیا، وہ اللہ اور اس کی ان تمام نعمتوں کو بھول گئے نیز وہ اپنے رب کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے ہیں۔ رب کے مقابلے میں کھڑے ہونے کے معنی یہ ہیں کہ انھوں نے رب کے احکامات کو اپنے قول و عمل سے جھٹلادیا، ایسے لوگوں سے سخت سوال و جواب ہوگا اور وہ ناکام و نامراد ٹھہریں گے، کہا کہ ان جھٹلانے والے خوش حال لوگوں سے نمٹنے کا کام تم مجھ پر چھوڑ دو اور انہیں ذرا کچھ دیر اسی حالت پر رہنے دو۔

قبل از قیام لیل

رات کی نماز ہو یا دن کی اس کی پہلی شرط وضو ہے، وضو کے ذریعہ انسان کا ہر ظاہری عضو دھل جاتا ہے، ساتھ ہی اس میں یہ بات بھی پوشیدہ ہے کہ یہی وہ اعضاء ہیں جو انسان کو نیکی یا برائی کے کام انجام دینے میں مددگار ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر انسان کے ہاتھ اور ان ہاتھوں کے ذریعہ انجام دیئے جانے والے کام، اس کی زبان اور اس زبان سے ادا کی جانے والی گفتار، اس کا چہرہ اور اس کا رخ کہ وہ کس جانب اپنے رخ کو موڑتا ہے، انسان کا سر اور اس سر میں آنے والے خیالات، انسان کے پیر اور ان پیروں کا مختلف سمتوں میں اٹھنا، یہ وہ تمام اعضاء ہیں جو انسان پہلے مرحلے میں وضو کے ذریعہ پاک کر لیتا ہے، اس طرح وہ معصیت اور برائیوں سے بچتے ہوئے ان تمام اعضاء کو اللہ رب العزت کے سامنے حاضر کرتا ہے، جو برائیوں

سے بچ کر بھلائیوں کو فروغ دینے، اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی اور اپنی حاجات کو پیش کرنے کیلئے اٹھے ہیں، یہی وہ پہلے مرحلے کی تیاری ہے جو انسان کو اپنے رب سے قریب کرتی ہے، اس کو یکسو کرتی ہے اور وہ اپنے ظاہر و باطن کے ساتھ اللہ رب العزت کے آگے رکوع و سجود بجالاتا ہے۔

یہ بات بھی قابل اہم ہے کہ اس طرز عمل کے نتیجہ میں انسان اللہ وحدہ لا شریک کی وحدت کا قائل ہو جاتا ہے، دل پر اطمینان کی کیفیت طاری ہونا اور پراگندہ خیالات و احساسات سے انسان کا بچ جانا یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

قیام لیل کیلئے جانے والا انسان اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ ایک اللہ اور اس کے رسول کے لائے ہوئے احکامات کی خلاف ورزی نہیں کرے گا، اس نظام حیات کو اپنی زندگی کے ہر چھوٹے اور بڑے مرحلے میں اختیار کرے گا جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا ہے، باطل افکار و خیالات اور نظریات سے وہ چھٹکارا حاصل کرے گا اور دنیا میں گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں میں نہ خود شمار ہوگا اور نہ ہی ان کا مددگار بنے گا، یہ اور اس طرح کے بے شمار فوائد قیام لیل سے حاصل ہوتے ہیں بشرطیکہ قیام لیل کا اہتمام فہم و شعور سے کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا قیام لیل

سورہ مزمل کی آیات میں اس بات کو واضح کر دیا گیا تھا کہ جو ذمہ داری اللہ کے رسول ﷺ کو دی جا رہی ہے وہ بہت بڑی ذمہ داری ہے اس لئے وہ اس ذمہ داری کو بحسن و خوبی انجام دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیں، اسی کام کی تیاری کے سلسلہ میں ہدایت دی گئی اور بتایا گیا کہ یہ بھاری ذمہ داری تب ہی ادا کر سکو گے جب کہ قیام لیل کا اہتمام کرو، فرمایا کہ رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر کم، آدھی

رات یا اس سے کچھ کم کر لو یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو۔ اور قرآن کریم کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ آدھی آدھی رات کھڑے رہو سے مراد تہجد کی نماز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بتایا گیا کہ تہجد وہ ذریعہ ہے جو تمہارے اندر اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی سکت پیدا کرے گا، رسول اللہ ﷺ کا تہجد میں یہ طریقہ رہا ہے کہ جب تک آپ ﷺ کے جسم میں کافی طاقت تھی اس وقت تک آپ بغیر درمیان میں بیٹھے ہوئے آٹھ رکعتیں مسلسل پڑھتے تھے، اس کے بعد بیٹھ کر آدھا تشہد پڑھتے، پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت اس میں اضافہ فرماتے تھے اور نویں رکعت پڑھنے کے بعد آپ پھر بیٹھ کر پورا تشہد پڑھ کر سلام پھیرتے، پھر دو رکعتیں اور پڑھتے تھے اس طرح کہ گیارہ رکعتیں آپ تہجد میں پڑھتے تھے، آپ کی ہر رکعت طویل ہوتی تھی کیونکہ قرآن مجید میں آپ کو ترتیل کا سبق دیا گیا تھا، ترتیل سے مراد یہ ہے کہ آہستہ آہستہ قرآن مجید کی ایک ایک آیت کو بڑے غور سے پڑھا کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قدر آہستہ آہستہ قرآن کریم پڑھتی تھیں کہ اگر کوئی چاہتا تو ایک ایک حرف کو گن سکتا تھا۔

اخلاص الی اللہ

درحقیقت رات کا اٹھنا نفس پر قابو پانے کے لئے بہت کارگر اور قرآن کریم ٹھیک پڑھنے کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ معلوم ہوا کہ رات کو اٹھنا بہت زیادہ موثر ہے، اس بارے میں کہ دل و زبان کے درمیان موافقت پیدا ہو جائے اس لئے جو آدمی اپنی نیند توڑ کر رات کو اٹھتا ہے بالکل اپنی خلوت میں جہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہے اٹھ کر نماز ادا کرتا ہے اور اپنے رب سے دیر تک خطاب کرتا ہے، توبہ بغیر خلوص کے ممکن ہی نہیں، جب تک آدمی بالکل مخلص نہ ہو جائے اور جب تک اللہ تعالیٰ کے

ساتھ اس کا انتہائی مخلصانہ تعلق نہ ہو، اس وقت یہ کام ممکن نہیں ہوتا۔ آدمی باجماعت نماز میں اور پانچ وقت کی نماز میں ریاکاری اور نمائش کر سکتا ہے اس غرض کے لئے کہ میرا شمار صالحین میں کیا جائے اور میرا لوگوں کے اندر اثر قائم ہو جائے لیکن تہجد کی نماز جو رات کو اٹھ کر پڑھی جائے گی وہ بنا اخلاص کے ممکن نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہ دن کے اوقات میں تو تمہارے لئے بہت مصروفیت ہے، کیونکہ انسان کو اپنی ذمہ داریاں بھی ادا کرنا ہیں، کاروبار کرنا ہے اور معیشت کو مستحکم کرنا ہے، تعلیم و تعلم کے فرائض انجام دینا ہے اور ساتھ ہی نظم و نسق قائم رکھنا ہے اس لئے ضروری ہوا کہ دن کی عبادات کو مختصر کرے اور رات کی عبادت جہاں اس کا اللہ رب رحیم سے خاص تعلق استوار ہوتا ہے اس کو قائم کرنے کی سعی و جدوجہد کرے، پھر فرمایا کہ اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو کر رہو۔ بتل اس بات کو کہتے ہیں کہ آدمی سب سے اپنا تعلق موڑ کر ایک اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہو جائے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے بتول کا لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے سارے تعلقات ختم کرو، ایک اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق جوڑ لو، اس کے بعد اب جو خلق کے ساتھ تعلق ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے واسطے سے ہوگا، براہ راست نہیں ہوگا، کسی سے دوستی کی جائے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اگر کسی سے دشمنی تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر، کسی قسم کی ذاتی غرض اس کے ساتھ نہیں ہوگی۔

داعی الی الخیر

فرمایا کہ رات کے بعض اوقات میں بھی اور نماز کے بعد بھی اس کے نام کا تزیہ کیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ داعی الی الخیر کی پہچان یہ ہے کہ وہ صبح و شام اللہ کی حمد و ثنایاں کرتا رہے، اس طرز عمل کے نتیجے میں وہ اللہ کا مقرب بندہ ہو جاتا ہے نیز اللہ

تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ پھر بتایا کہ جب نماز کا اہتمام نہیں کیا جاتا تو اس کی واحد وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس گروہ میں ایسے لوگ داخل ہو جاتے ہیں جو بدکردار ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ پھر ان کے بعد چند ناخلف ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو (چھوڑ دیا گویا اسے) کھو دیا اور خواہشات نفسانی کے پیچھے لگ گئے سو عنقریب ان کو گمراہی (کی سزا) ملے گی۔ خیر کو عام کرنے والے، خیر کو قائم کرنے والے اور خیر پر عمل کرنے والے لوگ وہ نہیں ہوتے جو بدکردار ہوں یا جو اپنے رب کو بھول جانے والے ہوں۔ اس کے برخلاف کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نیک صفت لوگوں کی جانشینی اختیار کرتے ہیں لیکن وہ خیر اور بھلائی اور نیکی اور سچائی پر عمل نہیں کرتے، اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے اپنی خواہشات کو ہی اپنا رب بنا لیا ہے لہذا ایسے لوگوں کو جلد ہی اس کی سزا مل کر رہے گی اور وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب آگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



ماہ رمضان المبارک

اور

خواتین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا ضَلٰلَ لَهٗ وَمَنْ يُّضِلِّهٗ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِحْلَ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفْقُ اِلَى نِسَاءِ كُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ
لَّهُنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”تمہارے لئے روزوں کے زمانے میں اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا

گیا ہے وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔“

محترم بزرگوار دوستانو نیز پردہ نشین خواتین! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ الْمُبَارَكُ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ گویا رمضان المبارک میں کلام الہی سے نسبت بڑھائی جانی چاہئے، رمضان المبارک کے آغاز پر ہی ہم کوئی ایک اچھی عادت اپنانے کا ارادہ کر لیں، بری عادت چھوڑ دیں اور پورے مہینے اس پر کاربند رہیں۔ جس طرح ہم ہر وقت کوشش کرتے ہیں کہ اپنے ظاہری لباس کو خوب سے خوب تر بنائیں، اسی طرح تقویٰ کا لباس بہترین سے بہترین بنانے کے لئے کوشش تیز کر دینی چاہئے۔

رمضان المبارک کے استقبال کے لئے ہم جہاں گھر کی صفائی خوب توجہ اور خاص محنت سے کرتے ہیں، ایسی ہی صفائی اپنی روحانی دنیا کی بھی کرنی چاہئے، تقویٰ جو دل میں اپنا مقام بناتا ہے، اس دل کی صفائی کتنی کر لی گئی ہے، کتنے اخلاقی اوصاف اس گھر میں سجائے گئے ہیں اور اخلاقی برائیوں کے کتنے جالے اور جھاڑ جھنکار اس گھر میں لگے ہوئے ہیں جب تک اس اندرونی گھر کی صفائی نہ ہوگی گھروں، کپڑوں اور جسم کی صفائی ادھوری رہے گی۔

رمضان المبارک میں کچن کے معاملات میں تھوڑی سی سمجھداری سے کام لیا جائے تو بہت سا وقت اور بہت سی پریشانی سے بچا جاسکتا ہے۔

سادگی کو رواج دیں

افطاری میں ڈھیر سارے کھانے دسترخوان پر سجانے کی بجائے سادگی کو رواج دیا جائے، اس میں سہولت بھی ہے بچت بھی اور صحت بھی۔ گھر میں کام کرنے والے ملازموں سے مشقت میں کمی کرنا اور ان کا ہاتھ بٹانا بہت زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہے، اس کے لئے بھی خصوصی اور شعوری کوشش کرنی چاہئے، برتنوں کا کم سے کم

استعمال کیا جائے اور گھر کے ہر فرد کو ہدایت کی جائے کہ اپنا گلاس اور پلیٹ خود دھو کر رکھ دے، ان کو احساس دلایا جائے کہ اس کا کتنا اجر ہے۔

عید الفطر کی تیاری بھی پہلے مکمل کر لی جائے، ورنہ ہوتا یہ ہے کہ شب قدر جیسی عظیم راتیں اور چاند رات جیسی قیمتی رات کو اس وقت مزدور کا مزدوری لینے کا وقت ہے خواتین چوڑیوں، کپڑوں، دوپٹوں اور بٹن دھاگوں کے مسائل میں الجھی رہتی ہیں، یوں شیطان ان سے وہ تمام محنتیں ضائع کر دیتا ہے جو پورے مہینے کی تھیں۔ یاد رکھئے کہ رمضان المبارک کے دن اور رات کا ایک لمحہ اتنا قیمتی ہے کہ ایک پوری زندگی دے کر بھی اس کا نعم البدل ملنا محال ہے، عید کے موقع پر نئے کپڑے اور زیور بنانا آپ کا حق ہے مگر کیا ہم اپنے ارد گرد تمام انسانوں کی ضروریات پوری کر چکے ہیں یا جتنا ہم کر سکتے ہیں کر لیا ہے؟ کیا ہمارے لباس پر خرچ ہونے والی رقم کا اس سے بہتر مصرف نہیں؟ کیا ہم سے زیادہ ضرورت مند موجود نہیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندوں کے عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سات درجے پر ہیں۔ دو عمل ایسے ہیں کہ جو دو چیزوں کو واجب کرتے ہیں اور دو عمل ایسے ہیں کہ ان میں بدلہ عمل کے برابر ملتا ہے۔ ایک عمل وہ ہے جس کے بدلے سات سونکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک عمل ایسا ہے کہ اس کے ثواب کی کوئی حد سوائے اللہ پاک کے اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ عمل جس کا بدلہ سات سو گنا تک ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا ہے اور وہ عمل جسکے اجر کی کوئی حد نہیں، رمضان المبارک کا روزہ رکھنا ہے۔

جب رمضان المبارک میں روزہ کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اس قدر ثواب کا مستحق بنا دیتا ہے تو ہمیں ضرور اس کو پانے کی کوشش کرنی چاہئے، ہمارے

پاس اگر اتنی گنجائش نہیں کہ خوب خرچ کریں تو یہ ایشیا تو کر سکتے ہیں کہ قیمتی لباس کے بجائے سادہ لباس بنالیں یا اس لباس کو کسی ایسے کو دے دیں جو زیادہ مستحق ہو۔

رمضان میں اولاد پر خصوصی توجہ دیں

رمضان المبارک میں اپنی اولاد کی طرف اس طرح خصوصی نظر کریں کہ جس طرح اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے، روزے کے ساتھ چند دن تو ایسی مشق کی جاسکتی ہے کہ بچوں کے سامنے ایک بہتر نمونہ موجود ہو، روزہ رکھ کر چیخنا چلانا روزے کو خراب کرتا ہے، روزہ رکھ کر بدزبانی اور غیبت کرنا حرام ہے، اس روزے کا کوئی فائدہ نہیں جس میں زبان کی حفاظت نہ کی گئی ہو، اپنے بچوں کو روزے کی اہمیت کا احساس دلائیں، روزے کی محبت ان کے دل میں جاگزیں کرنا چاہئے۔

افطار کے وقت ہر عمر کے بچے کو روزہ دار ہونا چاہئے، عمر کے لحاظ سے روزہ رکھوایا جاسکتا ہے، اسکول جانے والے چھوٹے بچے اسکول سے آ کر عصر سے مغرب تک روزہ رکھ سکتے ہیں حتیٰ کہ دو سال کا بچہ بھی افطاری سے چند منٹ پہلے روزے کا احساس کر سکتا ہے، بچوں کی تربیت کرنا اور ان کو افطار کی خوشی میں شریک کرنا چاہئے، افطاری مغرب کی اذان سے پندرہ بیس منٹ پہلے تیار کر لینی چاہئے، تمام کاموں سے فارغ ہو کر ذرا الہی کیا جائے، تمام اہل خانہ سمیت اجتماعی و انفرادی دعائیں کی جاسکتی ہیں۔

خواتین کا اپنے رب سے راز و نیاز

سحری کے وقت خواتین اپنے رب سے راز و نیاز کر سکتی ہے، چند منٹ پہلے اٹھ کر اپنے رب کے حضور سجدہ کر کے بھی اپنے گناہوں کی معافی چاہنا اللہ کو بے حد پسند ہے، توبہ و استغفار سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے تو دنیاوی پریشانیوں سے بھی

نجات ملتی ہے۔ شب قدر کی تلاش اور اس کی معراج ہر روزہ دار کی آرزو ہوتی ہے، اپنے قلب و روح، مزاج و انداز، فکر و عمل کو اپنے اللہ کے رنگ میں رنگنے کی جستجو اور کوشش جاری رہے تو یہ نعمت بھی ملنا ناممکن نہیں، خود پسندی، تکبر، اللہ کے سامنے عاجزی اختیار کرنے میں مانع ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو اپنا قرب عطا نہیں کرتا جو خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہوں۔

رمضان المبارک نیکیوں کا موسم بہا رہے، ہر عمل نیکی کے بیج سے پھوٹ کر پھل پھول لا رہا ہوتا ہے۔ رمضان المبارک سالانہ نیکیوں کا میلہ ہے جس کے تین حصے بنائے گئے، رحمت و مغفرت اور آگ سے رہائی، ہر کوئی اپنے ظرف کے مطابق وصول کر رہا ہے، جو محروم رہ گیا وہ نہ جانے دوبارہ اس میلے میں شریک ہو سکے گا یا نہیں؟ نیکیوں کی سیل لگی ہوئی ہے، کم دام دے کر زیادہ چیزیں خرید لو، نقلی نیکی کا فرض کے برابر اور فرض کا 70 فرضوں کے برابر ثواب، رحمت خداوندی جوش میں ہے، خوش نصیب ہیں جو اس سے فیض حاصل کر لیں۔

رمضان المبارک ہمارے لئے سالانہ امتحان کا سا درجہ رکھتا ہے، جنت اور رضائے الہی ہمارا مقصود و مطلوب ہے، یہی ہماری منزل ہے، اس منزل کے پانے کے لئے ہم درجہ بہ درجہ اوپر کی طرف جا رہے ہیں یا دور ہو رہے ہیں؟ یہ ہمارے جائزے کا وقت ہے، رمضان المبارک ہمارے لئے سالانہ منصوبہ بندی کا وقت ہے، اس رمضان اور آئندہ رمضان کے دوران ہم کو کیا حاصل کرنا ہے کیا چھوڑنا ہے، کیا خریدنا ہے، کیا چیزیں ضروری ہیں، کتنا دین کا علم حاصل کرنا ہے اور آگے پھیلانا ہے؟ قرآن و حدیث کی تعلیم کا نصاب بنانا، حقوق اللہ اور حقوق العباد میں توازن پیدا کرنا اور خوب ترقی تلاش کرنا کیسے ممکن ہے؟

روزہ کا مقصد تقویٰ

گھر کی کون سی چیزیں ضروری خریدنا ہے اور کن کے بغیر گزارا ہو جائے گا، اپنے بچوں کے لباس اور دیگر مشاغل میں سادگی کا عنصر کتنا بڑھایا جاسکتا ہے، کون سی اخلاقی خوبیاں اپنے اندر اجاگر کرنا ہے اور کون سی برائیاں چھوڑنا ہے؟ اس بابرکت مہینے میں جو بھی منصوبہ بنایا جائے گا اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت شامل ہوگی، پورا نہیں تو کچھ مفید منصوبہ پورا ہوگا، زندگی ایک منظم طریقے سے بسر ہوگی، دل کو اطمینان اور خوشی ملے گی اور آئندہ رمضان اگر نصیب ہو تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم اپنے دفتر میں کیا جمع کر رہے ہیں۔

روزوں کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے، ضبط نفس پرہیزگاری اور تقویٰ ہے، دراصل پیٹ کے روزے سے مومن کو یہ باور کرانا مقصود ہے کہ جب اپنی قوت ارادی سے بھوک، پیاس اور نفسانی خواہشات پر قابو پاسکتے ہو تو دیگر خواہشات اور اعضاء اور فکر و عمل پر پابندی لگانا اور ان پر قابو پانا تو آسان ہے۔

خواتین کا اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ آپ ﷺ نے ایک سال کے سوا ہمیشہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ اعتکاف میں گزارا۔ خواتین کا اعتکاف گھروں میں ہوتا ہے۔ اعتکاف مرد کا ہو یا عورت کا اس میں روزہ شرط ہے۔

رسول اللہ ﷺ لیلۃ القدر کی فضیلت پانے کے لئے رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے آخری دس دن کا اعتکاف کیا

گویا اس نے حج اور عمرے کا ثواب پایا۔ ایک اور موقع پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کی رضا کی خاطر ایک دن کا اعتکاف کیا اللہ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین دیواریں کھڑی کر دے گا جس میں سے ہر ایک کی چوڑائی زمین سے عرش تک کے فاصلے کے برابر ہوگی۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اعتکاف کا اصل مقصد دل و دماغ کی تمام سوچوں کو ہر شے سے ہٹا کر صرف اللہ کی ذات پر مرکوز رکھنا ہے تاکہ بندے کا اس کے خالق سے روحانی تعلق قائم ہو جائے اور ساری محبت اور تمام خواہشات کا مرکز صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہی ذات ہو۔

خواتین کو چاہئے کہ وہ لیلیۃ القدر اور اعتکاف کے فیوض حاصل کرنے کیلئے اپنے گھروں میں اعتکاف کا خصوصی اہتمام کریں۔ اس کے علاوہ اگر خواتین کا کوئی ادارہ یا مرکز ہو اور وہ وہاں مقیم ہوں تو وہاں بھی کسی کمرہ کو مختص کر کے اعتکاف کر سکتی ہیں۔

ماں کا اثر اولاد پر

اعتکاف کرنے والی خواتین اپنے لئے تو بے پناہ اجر و ثواب سمیٹتی ہی ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے خاندان کیلئے نمونہ بھی ہوتی ہیں، جب ایک ماں اعتکاف کا اہتمام کرتی ہے تو اس کے زیر سایہ پرورش پانے والے بچے بھی اس عمل کو دیکھتے ہیں اور ماں کے طرز عمل سے سیکھتے ہیں کہ رضائے الہی کے حصول کیلئے اسلام کے بتائے گئے کون سے طریقے ہیں؟ ماں کو بچے کی اولین درسگاہ کہا گیا ہے، ماں اپنی اولاد کی اس سے بہترین تربیت اور کیا کر سکتی ہے کہ وہ خود عملی طور پر عبادت میں مشغول ہو کر اپنے بچوں کو اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع کرنے کی رغبت دلائے، اسی طرح اگر

عورت بحیثیت بیٹی اور بہن گھر میں اعتکاف کا اہتمام کرتی ہے تو وہ مستقبل میں جب ماں بنے گی تو اپنی اولاد کو بھی اعتکاف کا اہتمام کرنے کی ترغیب دے گی۔ خواتین کو چاہئے کہ وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کو رات دیر تک بازاروں کے چکر لگا کر عید کے لئے مختلف اقسام کے ملبوسات اور لوازمات اکٹھا کرنے کی بجائے اس آخری عشرہ میں اعتکاف کا خصوصی اہتمام کریں اور خاندان کے دوسرے افراد کو بھی اس کی ترغیب دے کر بے پناہ اجر و ثواب کی حقدار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



آپ زکوٰۃ کس طرح ادا کریں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ
لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ
اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْنَ يُؤْمِنُونَ
بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”جو غیب پر ایمان لاتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے دیا ہے اس

میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

بزرگوار دوستو، میرے پیارے نوجوانو! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک عورت آئی، اس نے ہاتھ آستین میں چھپا رکھا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ہاتھ باہر کیوں نہیں نکالتی؟ اس نے جواب سے گریز کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ضرور بتانا ہوگا۔ کہنے لگی ام المومنین! قصہ یہ ہے کہ میرے والد

صاحب صدقہ کا جتنا شوق رکھتے تھے والدہ اتنا ہی ناپسند کرتی تھی اور کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا کہ اس نے چربی کے ٹکڑے یا کسی پرانے کپڑے کے سوا کچھ صدقہ کیا ہو، قضائے الہی سے دونوں فوت ہو گئے، میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور میری ماں بھری خلقت میں یوں کھڑی ہے کہ پرانے کپڑے سے بدن کا پردہ کیا ہوا ہے اور چربی کا ٹکڑا ہاتھ میں لئے چاٹ رہی ہے اور ہائے پیاس پکار رہی ہے، ادھر میرے والد ایک حوض کے کنارے بیٹھے لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں اور یہی عمل میرے والد کو دنیا میں بھی محبوب تھا، میں نے ایک پیالہ پانی کالے کر اپنی والدہ کو پلایا، اتنے میں اوپر سے آواز آئی جس نے اسے پانی پلایا ہے اس کا ہاتھ شل ہو جائے، چنانچہ میں بیدار ہوئی تو ہاتھ شل تھا۔

مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کی بیوی کا قصہ

کہتے ہیں کہ ایک دن مالک بن دینار رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک سائل نے آکر کچھ مانگا، گھر میں کھجوروں کی ٹوکری پڑی تھی، بیوی سے منگوا کر نصف سائل کو دے دی اور نصف واپس کر دی، بیوی کہنے لگی سبحان اللہ! تیرے جیسے بھی زاہد کہلاتے ہیں، کیا ایسا شخص بھی دیکھا ہے جو بادشاہ کے حضور ناقص ہدیہ بھیجے، مالک نے سائل کو واپس بلا لیا اور بقیہ کھجوریں بھی اس کو دیدیں، پھر بیوی کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اری محنت کیا کر اور خوب ہمت سے کام لے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس شخص کو پکڑو اور اس کو طوق پہنا دو پھر دوزخ میں داخل کرو، پھر ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے اس کو جکڑ دو۔

سوال ہوگا یہ سختی کس وجہ سے ہے؟ تو جواب ملے گا کہ یہ شخص خدائے تعالیٰ پر

ایمان نہ رکھتا تھا اور غریب آدمیوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا تھا۔ اے اللہ کی

بندی خوب جان لے کہ ہم نے اس وبال کا ایک حصہ تو ایمان لا کر اپنی گردن سے اتار دیا ہے اور دوسرا نصف حصہ صدقہ خیرات کے ذریعے اتارنا چاہئے۔

ایک بدوی کا قصہ

ایک بدوی کے پاس بکریاں تھیں مگر وہ صدقہ وغیرہ بہت کم کرتا تھا، ایک دفعہ اس نے ایک بکری کا لاغر بچہ صدقہ میں دیا، خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ اس کی تمام بکریاں جمع ہیں اور اسے سینگ مار رہی ہیں اور وہ لاغر بچہ اس کی مدافعت کر رہا ہے، یہ بیدار ہوا تو کہنے لگا بخدا ہمت ہوئی تو میں تیرا ساتھی بناؤں گا، پھر اس کے بعد خوب صدقہ و خیرات کرنے لگا۔

حضرت عدی بن حاتم رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ تم میں سے ہر شخص کی اپنے رب سے گفتگو ہوگی اور وہ اپنے دائیں بائیں اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو دیکھے گا اور سامنے نظر کرے گا تو دوزخ دکھائی دے گی لہذا آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہی سہی۔

دس اچھی خصلتیں

دس خصلتیں ایسی ہیں جن سے آدمی اچھے لوگوں میں شامل ہوتا ہے اور درجے پاتا ہے، پہلی صفت صدقہ کی کثرت ہے، دوسری تلاوت قرآن کی کثرت، تیسری ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنا جو آخرت کی یاد دلائیں اور دنیا سے بے رغبتی سکھائیں، چوتھی صلہ رحمی کرنا، پانچویں بیمار کی مزاج پرسی کرنا، چھٹی ایسے اغنیاء سے میل جول نہ رکھنا جو آخرت سے غافل ہوں، ساتویں آنے والے دن کی فکر میں لگے رہنا، آٹھویں امیدوں میں کمی اور موت کو بکثرت یاد کرنا، نویں خاموشی اختیار کرنا اور کلام میں کمی رکھنا

اور دسویں خصلت تو اضع ہے یعنی گھٹیا لباس پہننا، فقراء سے محبت کرنا، ان کے ساتھ مل جل کر رہنا، مساکین اور یتیموں کے قریب رہنا اور ان کے سروں پر ہاتھ رکھنا۔

صدقہ کو بڑھانے والی خصلتیں

سات خصلتیں صدقہ کو بڑھاتی ہیں اور اس میں عظمت پیدا کرتی ہیں، پہلی یہ کہ حلال مال سے صدقہ کرنا، اللہ پاک کا ارشاد ہے خرچ کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی سے۔ دوسری یہ کہ قلیل مال سے بھی بقدر ہمت دینا، تیسری یہ کہ جلدی دینا کہ کہیں موقع نہ جاتا رہے، چوتھی یہ کہ بہترین اور عمدہ مال سے دینا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ردی چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو کہ اس میں سے خرچ کر دو حالانکہ تم خود کبھی اس کے لینے والے نہیں ہاں مگر چشم پوشی کر جاؤ اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں تعریف کے لائق ہیں۔ یعنی جس طرح تم کو کسی سے قرض لینا ہو تو ردی مال نہیں لیتے سوا اس کے کہ چشم پوشی اور درگزر کر جاؤ، پانچویں یہ کہ ریا سے بچتے ہوئے چھپا کر صدقہ کرنا، چھٹی یہ کہ اس پر احسان بھی نہ جتنا کہ جس سے اجر باطل ہو جائے، ساتویں یہ کہ اس کے بعد تکلیف نہ پہنچانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم احسان جتا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد نہ کرو۔

اموال زکوٰۃ میں عقل کونہ چلائیں

حضرات گرامی! زکوٰۃ اللہ تبارک و تعالیٰ کا عائد کیا ہوا ایک فریضہ ہے۔ بعض لوگ زکوٰۃ کے اندر اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہیں اور یہ سوال کرتے ہیں کہ اس پر زکوٰۃ کیوں واجب ہے اور فلاں چیز پر زکوٰۃ کیوں واجب نہیں؟ یاد رکھئے کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا عبادت ہے اور عبادت کے معنی ہی یہ ہیں کہ چاہے وہ انسان کی سمجھ میں

آئے یا نہ آئے مگر اللہ کا حکم ماننا ہے، مثلاً کوئی شخص کہے کہ سونے چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے تو ہیرے جواہرات پر زکوٰۃ کیوں واجب نہیں؟ یا پلاٹینم پر زکوٰۃ کیوں نہیں؟ یہ سوال بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ حالت سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں قصر ہے اور چار رکعت کی بجائے دو رکعت ہی پڑھی جاتی ہیں تو پھر مغرب میں قصر کیوں نہیں؟ یا مثلاً کوئی شخص کہے کہ ایک آدمی ہوائی جہاز میں فرسٹ کلاس کے اندر سفر کرتا ہے اور اس سفر میں اس کو کوئی مشقت بھی نہیں ہوتی مگر اس کی نماز آدھی ہو جاتی ہے اور میں بس میں بڑی مشقت کے ساتھ سفر کرتا ہوں میری نماز آدھی کیوں نہیں ہوتی؟ ان سب کا ایک ہی جواب ہے وہ یہ کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے عبادت کے احکام ہیں، عبادات میں ان احکام کی پابندی کرنا ضروری ہے ورنہ وہ کام عبادت نہیں رہے گا۔

عبادت کرنا اللہ کا حکم ہے

یا مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ۹/ذی الحجہ کو حج ہوتا ہے مجھے تو آسان یہ ہے کہ آج جا کر حج کر آؤں اور ایک دن کے بجائے عرفات میں تین دن قیام کروں گا، اب اگر وہ شخص ایک دن کے بجائے تین دن بھی وہاں بیٹھا رہے گا تب بھی اس کا حج نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کا جو طریقہ بتایا تھا اس کے مطابق نہیں کیا، یا مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ حج کے تین دن میں جمرات کی رمی کرنے میں بہت ہجوم ہوتا ہے اس لئے میں چوتھے دن اکٹھی سارے دنوں کی ایک ساتھ رمی کر لوں گا، یہ رمی درست نہیں ہوگی، اس لئے کہ یہ عبادت ہے اور عبادت کے اندر یہ ضروری ہے کہ جو طریقہ بتایا گیا ہے اور جس طرح بتایا گیا ہے اس کے مطابق وہ

عبادت انجام دی جائے گی تو وہی عبادت درست ہوگی ورنہ درست نہیں ہوگی، لہذا اعتراض کرنا کہ سونے اور چاندی پر زکوٰۃ کیوں ہے اور ہیرے پر کیوں نہیں؟ یہ عبادت کے فلسفے کے خلاف ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے سونے چاندی پر زکوٰۃ رکھی ہے چاہے استعمال کا ہویا نہ ہو اور نقد روپیہ پر زکوٰۃ رکھی ہے۔

سامان تجارت کی قیمت کے تعین کا طریقہ

دوسری چیز جس پر زکوٰۃ فرض ہے وہ ہے سامان تجارت، مثلاً کسی کی دوکان میں جو سامان برائے فروخت رکھا ہوا ہے اس سارے اسٹاک پر زکوٰۃ واجب ہے، البتہ اسٹاک کی قیمت لگاتے ہوئے اس بات کی گنجائش ہے کہ آدمی زکوٰۃ نکالتے وقت یہ حساب لگائے کہ اگر میں پورا اسٹاک اکٹھا فروخت کروں تو بازار میں اس کی کیا قیمت لگے گی؟ دیکھو ایک ریٹیل پرائس ہوتا ہے اور دوسرا ہول سیل پرائس، تیسری صورت یہ ہے کہ پورا اسٹاک اکٹھا فروخت کرنے کی صورت میں کیا قیمت لگے گی؟ لہذا جب دکان کے اندر جو مال ہے اس کی زکوٰۃ کا حساب لگایا جا رہا ہو تو اس کی گنجائش ہے کہ تیسری قسم کی قیمت لگائی جائے، وہ قیمت نکال کر پھر اس کو ڈھائی فیصد زکوٰۃ میں نکالنا ہوگا، البتہ احتیاط اس میں ہے کہ عام ہول سیل قیمت سے حساب لگا کر اس پر زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔

مال تجارت میں کیا کیا داخل ہے؟

مال تجارت میں ہر وہ چیز شامل ہے جس کو آدمی نے بیچنے کی غرض سے خریدا ہو، لہذا اگر کسی شخص نے بیچنے کی غرض سے کوئی پلاٹ خریدا یا زمین خریدی یا کوئی مکان

خریدایا گاڑی خریدی اور اس مقصد سے خریدی کہ اس کو بیچ کر نفع کماؤں گا تو یہ سب چیزیں مال تجارت میں داخل ہیں، لہذا اگر کسی شخص نے پلاٹ یا زمین خریدتے وقت شروع میں یہ نیت کی کہ میں اس کو فروخت کروں گا تو اس کی مالیت پر زکوٰۃ واجب ہے۔ بہت سے لوگ وہ ہوتے ہیں جو انویسٹ منٹ کی غرض سے پلاٹ خرید لیتے ہیں اور شروع سے یہ نیت ہوتی ہے کہ جب اس پر اچھے پیسے ملیں گے تو اس کو فروخت کر دوں گا اور فروخت کر کے اس سے نفع کماؤں گا تو اس پلاٹ کی مالیت پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، لیکن اگر پلاٹ اس نیت سے خریدا کہ اگر موقع ہو تو اس پر رہائش کے لئے مکان بنالیں گے یا موقع ہوگا تو کرایہ پر چڑھا دیں گے یا کبھی موقع ہوگا تو اس کو فروخت کریں گے، کوئی ایک واضح نیت نہیں ہے بلکہ ویسے ہی خرید کر ڈال دیا ہے، اب اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ آئندہ کسی وقت اس کو مکان بنا کر وہاں رہائش اختیار کر لیں گے، اور یہ احتمال بھی ہے کہ کرائے پر چڑھا دیں گے، اور یہ احتمال بھی ہے کہ فروخت کر دیں گے، تو اس صورت میں اس پلاٹ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، لہذا زکوٰۃ صرف اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب خریدتے وقت ہی اس کو دوبارہ فروخت کرنے کی نیت ہو، یہاں تک کہ اگر پلاٹ خریدتے وقت شروع میں یہ نیت تھی کہ اس پر مکان بنا کر رہائش اختیار کریں گے بعد میں ارادہ بدل گیا اور یہ ارادہ کر لیا کہ اب اس کو فروخت کر کے پیسے حاصل کر لیں گے تو محض نیت اور ارادہ کی تبدیلی سے فرق نہیں پڑتا جب تک آپ اس پلاٹ کو واقعہً فروخت نہیں کر دیں گے اور اس کے پیسے آپ کے پاس نہیں آجائیں گے اس وقت تک اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ بہر حال وہ چیز جسے خریدتے وقت ہی اس کو فروخت کرنے کی نیت ہو وہ مال تجارت ہے اور اس کی مالیت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہے۔

کس دن کی مالیت معتبر ہوگی؟

یہ بات بھی یاد رکھیں کہ مالیت اس دن کی معتبر ہوگی جس دن آپ زکوٰۃ کا حساب کر رہے ہیں، مثلاً ایک پلاٹ آپ نے ایک لاکھ روپے میں خریدا تھا اور آج اس پلاٹ کی قیمت دس لاکھ ہوگئی اب دس لاکھ پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ نکالی جائے گی، ایک لاکھ پر نہیں نکالی جائے گی۔

کمپنیوں کے شیئرز پر زکوٰۃ کا حکم

اسی طرح کمپنیوں کے شیئرز بھی سامان تجارت میں داخل ہیں اور ان کی دو صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کہ آپ نے کسی کمپنی کے شیئرز اس مقصد سے خریدے ہیں کہ اس کے ذریعہ کمپنی کا منافع حاصل کریں گے اور اس پر ہمیں سالانہ منافع کمپنی کی طرف سے ملتا رہے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ نے کسی کمپنی کے شیئرز کیپٹل گین کے لئے خریدے ہیں یعنی نیت یہ ہے کہ جب بازار میں ان کی قیمت بڑھ جائے گی تو ان کو فروخت کر کے نفع کمائیں گے، اگر یہ دوسری صورت ہے یعنی شیئرز خریدتے وقت شروع ہی میں ان کو فروخت کرنے کی نیت تھی تو اس صورت میں پورے شیئرز کی پوری بازاری قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی، مثلاً آپ نے پچاس روپے کے حساب سے شیئرز خریدے اور مقصد یہ تھا کہ جب ان کی قیمت بڑھ جائے گی تو ان کو فروخت کر کے نفع حاصل کریں گے، اس کے بعد جس دن آپ نے زکوٰۃ کا حساب نکالا اس دن شیئرز کی قیمت ساٹھ روپے ہوگئی تو اب ساٹھ روپے کے حساب سے ان شیئرز کی مالیت نکالی جائے گی اور اس پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی، لیکن اگر پہلی صورت ہے یعنی آپ نے کمپنی کے شیئرز اس نیت

سے خریدے کہ کمپنی کی طرف سے اس پر سالانہ منافع ملتا رہے گا اور فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی تو اس صورت میں آپ کے لئے اس بات کی گنجائش ہے کہ یہ دیکھیں کہ جس کمپنی کے یہ شیئرز ہیں اس کمپنی کے کتنے اثاثے جامد ہیں مثلاً بلڈنگ، مشنری، کاریں وغیرہ، اور کتنے اثاثے نقد، سامان تجارت اور خام مال کی شکل میں ہیں، یہ معلومات کمپنی سے حاصل کی جاسکتی ہیں، مثلاً فرض کرو کہ کسی کمپنی کے ساٹھ فیصد اثاثے نقد، سامان تجارت، خام مال اور تیار مال کی صورت میں ہیں اور چالیس فیصد اثاثے بلڈنگ، مشنری اور کار وغیرہ کی صورت میں ہیں تو اس صورت میں آپ ان شیئرز کی بازاری قیمت لگا کر اس کی ساٹھ فیصد قیمت پر زکوٰۃ ادا کریں، مثلاً شیئرز کی بازاری قیمت ساٹھ روپے تھی اور کمپنی کے ساٹھ فیصد اثاثے قابل زکوٰۃ تھے اور چالیس فیصد اثاثے ناقابل زکوٰۃ تھے تو اس صورت میں آپ اس شیئرز کی پوری قیمت یعنی ساٹھ روپے کی بجائے ۳۶ روپے پر زکوٰۃ ادا کریں، اور اگر کسی کمپنی کے اثاثے کی تفصیل معلوم نہ ہو سکے تو اس صورت میں احتیاطاً ان شیئرز کی پوری بازاری قیمت پر زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔

شیئرز کے علاوہ اور جتنے فائنانشیل انسٹرومنٹس ہیں چاہے وہ بونڈز ہوں یا سٹریفیکٹس ہوں یہ سب نقد کے حکم میں ہیں ان کی اصل قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے۔

کارخانہ کی کن اشیاء پر زکوٰۃ واجب ہے؟

ان کے علاوہ بہت سی رقمیں وہ ہوتی ہیں جو دوسروں سے واجب الوصول ہوتی ہیں، مثلاً دوسروں کو قرض دے رکھا ہے یا مثلاً مال ادھار فروخت کر رکھا ہے اور اس کی قیمت ابھی وصول ہونی ہے تو جب آپ زکوٰۃ کا حساب لگائیں اور اپنی مجموعی مالیت

نکالیں تو بہتر یہ ہے کہ ان قرضوں کو اور واجب الوصول رقموں کو آج ہی آپ اپنی مجموعی مالیت میں شامل کر لیں، اگرچہ شرعی حکم یہ ہے کہ جو قرضے ابھی وصول نہیں ہوئے تو جب تک وہ وصول نہ ہو جائیں اس وقت تک شرعاً ان پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی، لیکن جب وصول ہو جائیں تو جتنے سال گزر چکے ہیں تو ان تمام پچھلے سالوں کی بھی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی، مثلاً فرض کریں کہ آپ نے ایک شخص کو ایک لاکھ روپے قرض دے رکھا تھا اور پانچ سال کے بعد قرضہ آپ کو واپس ملا تو اگرچہ اس ایک لاکھ روپے پر ان پانچ سالوں کے دوران تو زکوٰۃ کی ادائیگی واجب نہیں تھی لیکن جب وہ ایک لاکھ روپے وصول ہو گئے تو اب گزشتہ پانچ سالوں کی بھی زکوٰۃ دینی ہوگی، تو چونکہ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ایک مشقت ادا کرنے میں بعض اوقات دشواری ہوتی ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ ہر سال اس قرض کی زکوٰۃ کی ادائیگی بھی کر دی جائے کرے، لہذا جب زکوٰۃ کا حساب لگائیں تو ان قرضوں کو بھی مجموعی مالیت میں شامل کر لیا کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



صلوٰۃ التَّسْبِيحِ

اور اس کے ضروری مسائل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ
وَمَنْ يُّضِلِّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَمَّا
بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۤءِ
وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ الْكَبِیْرُ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑی

چیز ہے، اگر جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔“

محترم بزرگو اور عزیز طلبہ! رمضان المبارک میں ایک عمل ایسا بھی ہے جو حضور

اقدس ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا تھا اور یہ عمل گناہوں کو

دور کرنے میں بڑا موثر ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس! اے میرے چچا! میں تمہیں ایک عطیہ کروں ایک بخشش کروں، ایک چیز بتاؤں، تمہیں دس چیزوں کا مالک بناؤں۔ جب تم اس کام کو کرو گے تو حق تعالیٰ شانہ تمہارے سب گناہ اگلے اور پچھلے، پرانے اور نئے، غلطی سے کئے ہوئے اور جان بوجھ کر کئے ہوئے، چھوٹے اور بڑے، چھپ کر کئے ہوئے اور کھلم کھلا کئے ہوئے سب ہی معاف فرمادیں گے۔ وہ کام یہ ہے کہ چار رکعت نفل (صلوٰۃ التبیح کی نیت باندھ کر) پڑھو اور ہر رکعت میں جب الحمد اور سورت پڑھ چکو تو رکوع سے پہلے سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پندرہ مرتبہ پڑھو، پھر جب رکوع کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو، پھر جب رکوع سے کھڑے ہو تو دس مرتبہ پڑھو، پھر سجدہ کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو، پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھو تو دس مرتبہ پڑھو، پھر جب دوسرے سجدہ میں جاؤ تو دس مرتبہ اس میں پڑھو، پھر جب دوسرے سجدہ سے اٹھو تو (دوسری رکعت میں) کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ کر دس مرتبہ پڑھو۔ ان سب کی میزان چکھتر ہوئی۔ اسی طرح ہر رکعت میں چکھتر دفعہ ہوگا۔ اگر ممکن ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو، یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ پڑھ ہی لو۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے حضور ﷺ سے فرمایا کل صبح کو آنا تم کو ایک بخشش کروں گا ایک چیز دوں گا ایک عطیہ کروں گا۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ان الفاظ سے یہ سمجھا کہ کوئی (مال) عطا فرمائیں گے (جب میں حاضر ہوا) تو فرمایا کہ جب دوپہر کو آفتاب ڈھل چکے تو چار رکعت نماز پڑھو۔ اسی طریقہ سے بتایا۔ اور یہ بھی

فرمایا کہ اگر تم ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ گنہگار ہو گے تو تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت میں کسی وجہ سے نہ پڑھ سکوں تو ارشاد فرمایا کہ جس وقت ہو سکے دن میں یا رات میں پڑھ لیا کرو۔

حضور اقدس ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو حبشہ بھیج دیا تھا۔ جب وہ وہاں سے واپس مدینہ طیبہ پہنچے تو حضور ﷺ نے ان کو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر فرمایا میں تجھے ایک چیز دوں، ایک خوش خبری سناؤں، ایک بخشش کروں، ایک تحفہ دوں؟ انھوں نے عرض کیا ضرور۔ حضور ﷺ نے فرمایا چار رکعت نماز پڑھ۔ پھر اسی طریقہ سے بتائی جو ابھی بیان ہوئی۔ اس حدیث میں ان چار کلموں کے ساتھ لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ بھی آیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن المبارک رضی اللہ عنہ اور بہت سے علماء سے اس نماز کی فضیلت نقل کی گئی ہے اور اس کا یہ طریقہ نقل کیا گیا ہے کہ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ پڑھنے کے بعد الحمد شریف پڑھنے سے پہلے پندرہ دفعہ ان کلموں کو پڑھے، پھر اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف اور پھر کوئی سورت پڑھے، سورت کے بعد رکوع سے پہلے دس مرتبہ پڑھے، پھر رکوع میں دس مرتبہ، پھر رکوع سے اٹھ کر، پھر دونوں سجدوں میں، اور دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھ کر دس دس مرتبہ پڑھے۔ یہ چکھتر پوری ہوگئی (لہذا دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی) رکوع میں پہلے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ اور سجدہ میں پہلے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھے پھر ان کلموں کو پڑھے (حضور اقدس ﷺ سے بھی اس طریقہ سے نقل کیا گیا ہے)۔

صلوٰۃ التسبیح کے آداب

صلوٰۃ التسبیح بڑی اہم نماز ہے جس کا اندازہ اس حدیث سے ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کس قدر شفقت اور اہتمام سے اس کو تعلیم فرمایا ہے۔ علمائے امت، محدثین، فقہاء، صوفیہ ہر زمانے میں اس کا اہتمام فرماتے رہے ہیں۔ امام حدیث حاکم نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ تبع تابعین کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک مقتدا حضرات اس پر مداومت کرتے اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے ہیں۔ جن میں عبداللہ بن مبارک بھی ہیں، یہ عبداللہ بن مبارک امام بخاری کے استادوں کے استاد ہیں۔ بیہقی کہتے ہیں کہ ابن مبارک سے پہلے ابوالجوزاء جو معتمد تابعی ہیں اس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ روزانہ جب ظہر کی اذان ہوتی تو مسجد میں جاتے اور جماعت کے وقت تک اس کو پڑھ لیا کرتے۔ عبدالعزیز بن ابی رواد جو ابن مبارک کے بھی استاد ہیں بڑے عابد، زاہد، متقی لوگوں میں ہیں کہتے ہیں کہ جو جنت کا ارادہ کرے اس کو ضروری ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑ لے۔ ابو عثمان حیری جو بڑے زاہد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالہ کے لئے صلوٰۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ علامہ تقی سبکی فرماتے ہیں کہ یہ نماز بڑی اہم ہے بعض لوگوں کے انکار کی وجہ سے دھوکہ میں نہ پڑنا چاہئے جو شخص اس نماز کے ثواب کو سن کر بھی غفلت کرے وہ دین کے بارے میں سستی کرنے والا ہے، صلحاء کے کاموں سے دور ہے اس کو پکا آدمی نہ سمجھنا چاہئے۔ مرقات میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے۔

بعض علماء نے اس وجہ سے اس حدیث کا انکار کیا ہے کہ اتنا زیادہ ثواب صرف چار رکعت پر مشکل ہے بالخصوص کبیرہ گناہوں کا معاف ہونا۔ لیکن جب روایت بہت

سے صحابہ سے منقول ہے تو انکار مشکل ہے البتہ دوسری آیات اور احادیث کی وجہ سے کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کی شرط ہوگی۔

حدیث میں اس نماز کے دو طریقے بتائے گئے ہیں اول یہ کہ کھڑے ہو کر الحمد شریف اور سورت کے بعد پندرہ مرتبہ چاروں کلمے سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، پڑھے پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کے بعد دس مرتبہ پڑھے، پھر رکوع سے کھڑے ہو کر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کے بعد دس مرتبہ پڑھے، پھر دونوں سجدوں میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کے بعد دس مرتبہ پڑھے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے بیٹھے دس مرتبہ پڑھے، اور جب دوسرے سجدہ سے اٹھے تو اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھے اور بجائے کھڑے ہونے کے بیٹھ جائے اور دس مرتبہ پڑھ کر بغیر اللہ اکبر کے کہنے کے کھڑا ہو جائے اور دو رکعت کے بعد اسی طرح چوتھی رکعت کے بعد پہلے ان کلموں کو دس دس مرتبہ پڑھے پھر التحیات پڑھے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کے بعد الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھے اور پھر الحمد اور سورت کے بعد دس مرتبہ پڑھے اور باقی سب طریقہ بدستور۔ البتہ اس صورت میں نہ تو دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھنے کی ضرورت ہے اور نہ التحیات کے ساتھ پڑھنے کی۔ علماء نے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ کبھی اس طرح پڑھ لیا کرے کبھی اس طرح۔

خصوصی مسائل

چونکہ یہ نماز عام طور سے رائج نہیں ہے اس لئے اس کے متعلق چند مسائل بھی لکھے جاتے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت ہو۔

مسئلہ ۱۔ اس نماز کے لئے کوئی سورت قرآن کی متعین نہیں، جوئی سورت دل چاہے پڑھے۔ لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ سورۃ حدید، سورۃ حشر، سورۃ صف، سورۃ جمعہ اور سورۃ تغابن میں سے چار سورتیں پڑھے۔ بعض حدیثوں میں بیس آیات کے بقدر آیا ہے اس لئے ایسی سورتیں پڑھے جو بیس آیتوں کے قریب قریب ہوں۔ بعض نے سورۃ اذ اززلت، سورۃ والعیادیات، سورۃ تکاثر، سورۃ والعصر، سورۃ کافرون، سورۃ نصر اور سورۃ اخلاص لکھا ہے کہ ان میں سے پڑھ لیا کرے۔

مسئلہ ۲۔ ان تسبیحوں کو زبان سے ہرگز نہ گئے، زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ انگلیوں کو بند کر کے گننا اور تسبیح ہاتھ میں لے کر اس پر گننا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ انگلیاں جس طرح اپنی جگہ پر رکھی ہیں ویسی ہی رہیں اور ہر کلمہ پر ایک ایک انگلی کو اسی جگہ دباتا رہے۔

مسئلہ ۳۔ اگر کسی جگہ تسبیح پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اس کو پورا کر لے البتہ بھولے ہوئے کی قضا رکوع سے اٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیان نہ کرے، اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اگر بیٹھے تو ان میں بھی بھولے ہوئے کی قضا نہ کرے بلکہ صرف ان کی ہی تسبیح پڑھے اور ان کے بعد جو رکن ہو اس میں بھولی ہوئی بھی پڑھے لے مثلاً اگر رکوع میں پڑھنا بھول گیا تو ان کو پہلے سجدہ میں پڑھ لے۔ اسی طرح پہلے سجدہ کی دوسرے سجدہ میں، اور دوسرے سجدہ کی دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھے اور اگر رہ جائے تو آخری قعدہ میں التحیات سے پہلے پڑھے۔

مسئلہ ۴۔ اگر سجدہ سہو کسی وجہ سے پیش آجائے تو اس میں تسبیح نہیں پڑھنا چاہئے۔ اس لئے کہ مقدار تین سو ہے وہ پوری ہو چکی، ہاں اگر کسی وجہ سے اس مقدار میں کمی رہی ہو تو سجدہ سہو میں پڑھے۔

مسئلہ ۵۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ التحيات کے بعد سلام سے پہلے یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ تَوْفِيقَ اَهْلِ الْهُدٰى وَاَعْمَالَ اَهْلِ الْيَقِيْنِ وَمُنَاصِحَةَ اَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَهْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَهْلِ الْخَشِيَّةِ وَطَلَبَ اَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ اَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰى اَخَافَكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ مَخَافَةً تَجْحُزْنِىْ بِهَا عَنْ مَعَاصِيْكَ وَحَتّٰى اَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ بِهِ رِضَاكَ وَحَتّٰى اُنَاصِحَكَ فِى التَّوْبَةِ خَوْفًا مِّنْكَ وَحَتّٰى اَخْلَصَ لَكَ النَّصِيْحَةَ حُبًّا لِّكَ وَحَتّٰى اَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فِى الْاُمُوْرِ حُسْنَ الظَّنِّ بِكَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ رَبَّنَا اَتِمِّمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

اے اللہ میں آپ سے ہدایت والوں کی سی توفیق مانگتا ہوں اور یقین والوں کے عمل اور توبہ والوں کا خلوص مانگتا ہوں اور صابرین کی پختگی اور آپ سے ڈرنے والوں کی سی کوشش مانگتا ہوں اور رغبت والوں کی سی طلب اور پرہیزگاروں کی سی عبادت اور علماء کی سی معرفت تاکہ میں آپ سے ڈرنے لگوں ایسا ڈر جو مجھے آپ کی نافرمانی سے روک دے اور تاکہ میں آپ کی اطاعت سے ایسے عمل کرنے لگوں جن کی وجہ سے آپ کی رضا و خوشنودی کا مستحق بن جاؤں تاکہ خلوص کی توبہ آپ کے ڈر سے کرنے لگوں اور تاکہ سچا اخلاص آپ کی محبت کی وجہ سے کرنے لگوں اور تاکہ آپ کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے آپ پر توکل کرنے لگوں۔ اے نور کے پیدا کرنے والے! تیری ذات پاک ہے اے ہمارے رب ہمیں کامل نور عطا فرما اور تو ہماری مغفرت فرما بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے درخواست کو قبول فرما۔

مسئلہ ۶۔ اس نماز کا اوقات مکروہہ کے علاوہ باقی دن رات کے تمام اوقات میں پڑھنا جائز ہے۔ البتہ زوال کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے پھر دن میں کسی وقت پھر رات کو۔

مسئلہ ۷۔ بعض حدیثوں میں سوم کلمہ کے ساتھ لا حَوْلَ كُوْبْحِي ذَكَرَ كَيْفَا كَيْفَا جَيْسَا كَهْ اُو پَر تَيْسَرِي حَدِيثِ مِيں گزرا، اسلئے اگر كَبْحِي كَبْحِي اس كو بڑھالے تو اچھا ہے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ .



قرآن کریم

اور رمضان المبارک کا آخری عشرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرٍ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاْتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِیْهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ یُّضِلِّهِ فَلَا هَادِیَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرَاکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ
اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنْزَلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ
اَمْرِ ۝ سَلَامٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

بزرگان محترم نوجوانان اسلام! جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ نبیوں اور رسولوں کا
سلسلہ ختم کرنے کے ساتھ کائنات کی رہنمائی اور فلاح و سعادت کے لئے ایک ایسا
صحیفہ نازل کرے جو رہتی دنیا تک رشد و ہدایت کا فرض انجام دیتا رہے، جو ابد تک

کے لئے روشنی کا مینار ہو، جس سے آئندہ آنے والی قومیں رہنمائی حاصل کرتی رہیں، جس کا پیغام اور جس کی رہنمائی قوم، وطن، جغرافیائی حدود حتیٰ کہ زمان و مکان کی قید سے ماورا ہو تو اس نے اپنے آخری نبی ﷺ پر دین و دنیا کی فلاح و سعادت اور رشد و ہدایت کا ایک جامع اور کامل ترین دستور نازل کیا جو قرآن کریم کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو تمام انبیاء کرام کے علمی و عملی کمالات اور فضائل و محاسن کا مجموعہ بنایا اور کمالات نبوت کو آپ ﷺ کی ذات پر ختم کر کے خاتم النبیین کے منصب پر فائز کیا اسی طرح آپ پر نازل ہونے والے اس دستور ہدایت اور آئین فلاح و سعادت کو تمام کچھلی آسمانی کتابوں اور الہی علوم و معارف کا خلاصہ، لب و لباب اور گنج گراں مایہ بنایا۔

اس میں انفرادی مشکلات و مصائب کا حل بھی موجود ہے اور اجتماعی مسائل کا بھی، کوئی پہلو ایسا نہیں چاہے وہ معاش و اقتصاد سے متعلق ہو یا اصلاح معاشرہ سے یا اس کا تعلق امور مملکت سے ہو، غرضیکہ کوئی ایسا پہلو نہیں جس کے متعلق اس کتاب میں مکمل رہنمائی موجود نہ ہو۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تمام آسمانی صحیفوں کا خلاصہ اور نچوڑ قرآن کریم ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم پر ایمان لانا تمام آسمانی صحیفوں پر ایمان لانے کے مترادف ہے اور قرآن کریم کا انکار تمام الہی کتابوں کا انکار ہے، اس ابدی دستور اور کامل ترین کتاب کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلاشبہ یہ قرآن سیدھے راستے کی نشاندہی کرتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کو ادھورا نہیں چھوڑا، تمام خوبیاں اس پروردگار کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے بندے (حضرت محمد ﷺ) پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرہ برابر کمی نہیں رکھی۔ (سورہ کہف)

حضور اقدس ﷺ نے بھی اپنے بے شمار ارشادات میں قرآن کریم کی فضیلت و عظمت بیان فرمائی ہے۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلام پر وہی ہے جو خود اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام مخلوقات پر ہے۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ قرآن شفاعت کرنے والا ہے اور اس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور مخالفت بھی کرنے والا ہے، اس کی مخالفت بھی سنی جائے گی، جو شخص اس کو پیشوا بنا لے گا اس کو وہ جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گا اس کو وہ جہنم میں پہنچائے گا۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ قرآن کریم کے حافظ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جو ان سے دشمنی کرے گا وہ گویا اللہ تعالیٰ سے دشمنی کرے گا اور جو ان سے دوستی کرے گا وہ گویا اللہ تعالیٰ سے دوستی کرے گا۔

قرآن کریم کی خصوصیات

چونکہ قرآن کریم قیامت تک ہر دور اور قوم کے لئے ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ ہے اس لئے اس کی حفاظت کا خاص وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم جس زبان میں نازل ہوا وہ ایک زندہ زبان ہے، آج بھی دنیا کے بیس سے زائد ممالک میں یہ زبان بولی جاتی ہے اور ان کی قومی زبان ہے۔ یہ زبان دنیا کی چند بڑی زبانوں میں سے ایک ہے جبکہ پہلی جتنی آسمانی کتابیں جن زبانوں میں نازل ہوئیں وہ مردہ ہو چکی ہیں۔

قرآن کریم کے علاوہ باقی تمام آسمانی کتابیں صرف کسی خاص ملک یا خاص قوم کیلئے تھیں مگر قرآن کریم ساری دنیا کی انسانیت کیلئے پیغام ہدایت ہے، یہ ایک عالمگیر کتاب ہے جس کی تعلیمات ہر دور اور ہر ملک میں قابل عمل اور واجب العمل ہیں۔

اسی طرح پہلی کتابوں میں سے بعض کتابیں صرف اخلاقی تعلیمات پر مشتمل تھیں بعض صرف مناجات اور دعاؤں کا مجموعہ تھیں، بعض فقہی مسائل کا مجموعہ تھیں، کسی میں عقائد کا بیان تھا مگر قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس میں ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس میں عقائد و اعمال، اخلاق و روحانیت، تاریخی واقعات، مناجات، فقہی مسائل، تجارت، سیاست، معاشرتی آداب، تہذیب و ثقافت کے اصول غرض یہ کہ یہ ایسی جامع کتاب ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتی ہے۔

قرآن کریم میں کوئی بات ایسی نہیں جو عقل کے خلاف ہو اور جسے تجربہ اور دلیل سے غلط ثابت کیا جاسکے، اس میں کوئی غیر اخلاقی بات نہیں، اس نے تمام انبیاء کا ادب و احترام سکھایا، ان کے بارے میں بتایا کہ وہ نیک اور پرہیزگار تھے۔

قرآن کریم فصاحت و بلاغت کا وہ شاہکار ہے جس کا مقابلہ کرنے سے عرب و عجم کے تمام فصیح و بلیغ لوگ عاجز رہے، قرآن کریم میں سب مخالفوں کو دعوت دی گئی کہ وہ ایک چھوٹی سی قرآنی سورت کے مقابلے میں کوئی سورت بنا لائیں مگر کوئی بھی مقابلہ کی جرأت نہ کر سکا، کیونکہ یہ تو خدا کا کلام ہے کسی بندے کا بنایا ہوا کلام نہیں پھر کوئی بندہ اس کا مقابلہ کس طرح کر سکتا ہے؟ اس کی دعوت اور پیغام بھی سچائی سے بھر پور ہے، اس کے دلائل نہایت مضبوط اور مستحکم ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی خصوصیات ہیں جو علمائے کرام سے معلوم کر سکتے ہیں۔

آخری عشرہ سعادتوں کا مجموعہ

حضرات گرامی! رمضان المبارک کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی اور خلاصی کا ہے۔ رمضان المبارک شروع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بندگان مومن پر تقسیم ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور دوسرے عشرہ میں

مغفرت بٹی ہے اور رمضان المبارک کے ختم ہوتے ہوتے امت مسلمہ کی مغفرت کے فیصلے ہو جاتے ہیں، اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے کہ ہم پہلے عشرہ میں اللہ کی رحمتوں سے سرفراز ہو کر دوسرے عشرہ میں مغفرت کی عظیم نعمت سے مالا مال ہو کر اب ہم رمضان المبارک کے تیسرے عشرے میں پہنچے ہیں اور یہ اپنی تمام خصوصیتوں اور سعادتوں کے ساتھ ہم سب امت مسلمہ پر سایہ فگن ہے۔ رمضان المبارک کو تمام مہینوں پر فضیلت حاصل ہے اس لئے کہ اس مبارک ماہ میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہات و عنایات اپنے بندوں پر ہوتی ہیں، پس جس طرح سے اس مہینہ کی فضیلت پورے سال کے مہینوں پر ہے اسی طرح اس مہینہ کے آخری عشرے کو دوسرے عشروں پر فضیلت حاصل ہے، اس لئے سرکارِ دو عالم ﷺ اس عشرے میں عبادت کا بہت ہی زیادہ اہتمام و انصرام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عبادت میں اور دنوں کے مقابل خوب مجاہدہ فرماتے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ عبادت کے لئے کمر کس لیتے۔ مطلب یہ کہ پوری طرح تیار ہو جاتے عبادت کے لئے، شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔

یہ بات عام طور پر معاشرہ میں ہوگی کہ رمضان المبارک کے ابتدائی ایام میں مسلمانوں کے اندر عبادات، نماز، روزہ، نماز تراویح، تلاوت قرآن، ذکر و وظائف، توبہ و استغفار کے لئے بڑا ہی جوش و خروش پایا جاتا ہے مگر جیسے جیسے رمضان المبارک کے یہ رحمتوں و برکتوں والے ایام گذرتے ہیں صورت حال یہ ہو جاتی ہے کہ مسجدیں نمازیوں سے خالی ہو جاتی ہیں، آخری عشرے میں نماز تراویح میں وہی لوگ بچتے ہیں

جو بیچ وقتہ نمازوں کے پابند ہوتے ہیں، یہ صورت حال بے حد نقصان دہ اور خسارہ والی ہے اس لئے کہ رمضان المبارک کا یہ آخری عشرہ بہ نسبت دوسرے عشرہ کے زیادہ مبارک و بابرکت ہے، ان میں بندگان مومن عبادتوں سے غافل ہو جاتے ہیں جب کہ سنت نبوی کے مطابق ان دنوں میں عبادات کا اہتمام دوسرے ایام کے مقابلہ میں زیادہ کرنا چاہئے۔ شب قدر کے ہونے کے زیادہ امکانات بھی اسی آخری عشرے میں ہوتے ہیں، شب قدر ایسی رات ہے جو ثواب کے لحاظ سے ہزاروں مہینوں سے زیادہ افضل و بہتر ہے، جس عشرہ میں یہ خصوصی انعام اور اتنی قیمتی اور مبارک رات کے ہونے کے امکانات ہوں پھر تو اس میں اور بھی زیادہ اس کے حصول اور رب کی رضا و خوشنودی کی تلاش و جستجو اور طلب ہونی چاہئے۔

احادیث کے ذخیرے سے مستخرج ہے کہ شب قدر طاق راتوں میں ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ میں ہونے کے زیادہ امکانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک بندے کو اس سے مستفید ہونے کے مواقع فراہم کر دیئے تاکہ بندے ان راتوں میں اپنے اپنے طریقہ سے عبادتوں میں مشغول و مصروف ہو جائیں اور جسے وہ مبارک شب نصیب ہو جائے زہے قسمت، پھر کیا کہنا؟ اور اگر نہ بھی مل سکی تو رمضان کی مبارک ساعتوں میں کئے ہوئے اعمال کا بدلہ اور ثواب تو ضرور اس کے نامہ اعمال کو نیکیوں سے بھر دے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ آج شب قدر ہے تو میں کیا دعا مانگوں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا کیا کرو اللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ حَبُّ الْعَفْوِ فَاعْفُ عَنِّي. اے اللہ! آپ بے شک معاف کرنے والے ہیں معافی کو پسند فرماتے ہیں مجھے معاف فرما دیجئے۔

اس حدیث میں شب قدر کی سب سے بڑی عبادت تو بہ ہی کو قرار دیا ہے اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس مبارک رات میں اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور معافی مانگنے کا پورا اہتمام کرے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شب قدر اس امت کیلئے اللہ جل شانہ کی طرف سے امتیازی انعام ہے کہ ایک رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینے کے برابر نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ ایک ہزار مہینے کے تر اسی برس چار ماہ ہوتے ہیں پھر اس میں رحمت کے فرشتوں کا نزول اور عبادت گزار نے کیلئے رحمت کی دم بہ دم دعائیں بھی ہیں، تمام گناہوں کی مغفرت کا وعدہ بھی اور اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ منادی بھی ہوتی ہے کہ ہم سے جو دعا مانگی جائے گی قبول کریں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو یعنی اکیسویں، تیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انیسویں میں۔ ان راتوں میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہوگی۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.



آخری عشرہ

عبادتوں کا مجموعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَيْرٌ مِّنْ
اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنْزَلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝
سَلَامٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بڑی رحمتوں اور برکتوں

سے نوازا ہے، دوسری امتوں کے مقابلے میں اس امت کو کچھ خصوصی امتیازات عطا

فرمائے ہیں، انہیں امتیازی فضائل میں سے شب قدر بھی ہے جو سال بھر میں ایک مرتبہ آتی ہے اور صرف اس رات کو عبادت میں مشغول کر دینے والوں کو ایک ہزار مہینے کی اصل عبادت سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔ قرآن کریم کی جو سورت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لیلۃ القدر ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اس میں زیادہ کی کوئی حد نہیں مقرر فرمائی کہ کتنی زیادہ ہے، اللہ جل شانہ کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ وہ اس کو ایک ہزار سال کے برابر بنا دیں۔

مؤطا امام مالک اور ترمذی میں ایک حدیث ہے جس میں شب قدر کو شب قدر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام مخلوقات کی عمریں اور رزق اور بھلے برے مختلف قسم کے حالات جو روز اول سے لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں اس رات میں اس سال کا پورا بجٹ اور سب کی مقداریں فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہیں کہ کس کی کتنی عمر ہوگی؟ کتنا رزق ملے گا اور کیسے کیسے حالات سے گزرے گا۔

اس رات کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ نزول قرآن اس رات میں ہوا۔ درمنثور کی ایک روایت میں ہے کہ اسی رات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا، سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایہ ارشاد منقول ہے کہ شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر و عبادت میں مشغول دیکھتے ہیں اس کے لئے رحمت کی دعا فرماتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے شب قدر میں قیام کیا ایمان کے ساتھ خاص ثواب کی نیت سے کہ اس سے کوئی دنیوی غرض نہیں تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو گئے، قیام کرنے سے مراد کسی عبادت میں لگنا ہے جس میں نماز پڑھنا بھی داخل ہے اور ذکر و تلاوت وغیرہ

بھی، گناہوں سے معافی کے متعلق شریعت کا اصل ضابطہ یہ ہے کہ صغیرہ گناہ تو نفلی عبادات اور دوسری نیکیوں کے ذریعہ بھی خود بخود معاف ہو جاتے ہیں مگر کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے صغیرہ کی معافی کی قید نہیں لگائی بلکہ عام رکھا ہے، اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اول تو مومن سے گناہ کبیرہ میں مبتلا ہونا بعید ہے اور اگر ہو بھی گیا تو مومن کو اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک توبہ نہ کر لے، فرض کرو کہ پہلے غفلت ہی ہوتی رہی، اب جبکہ شب قدر میں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے اس سے اپنی مغفرت کی دعا اور دوسری مرادیں مانگ رہا ہے تو یقیناً اس کو اپنے پچھلے کئے ہوئے گناہوں پر ندامت و شرمندگی بھی ہوگی، آئندہ ان سے بچنے کا پختہ ارادہ بھی کرے گا، اسی کا نام توبہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی عبادت کیلئے پچھلے گناہوں سے توبہ لازم و ملزوم ہے۔

آخری عشرہ کی اہم عبادت اعتکاف

اس اخیر عشرہ میں آخری عشرہ کی اہم عبادتوں میں سے ایک اہم عبادت اعتکاف بھی ہے۔ اعتکاف کہتے ہیں مسجد میں اعتکاف کی نیت کر کے ٹھہرنے کو، حنفیہ کے نزدیک اس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک واجب جو منت اور نذر کی وجہ سے ہو جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا یا بغیر کسی کام پر موقوف کرنے کے یوں کہہ لے کہ میں نے اتنے دنوں کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کر لیا، یہ واجب ہوتا ہے اور جتنے دنوں کی نیت کی ہے اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ دوسری قسم سنت ہے جو رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ ان ایام کے اعتکاف فرمانے کی تھی۔ تیسرا اعتکاف نفل ہے جس کے

لئے نہ کوئی وقت نہ ایام کی مقدار، جتنے دن کا جی چاہے کر لے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص تمام عمر کے اعتکاف کی نیت کر لے تب بھی جائز ہے، البتہ کمی میں اختلاف ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک دن سے کم کا جائز نہیں لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تھوڑی دیر کے لئے بھی جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اس لئے ہر شخص کے لئے مناسب ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوا اعتکاف کی نیت کر لیا کرے کہ اتنے نماز وغیرہ میں مشغول رہے اعتکاف کا ثواب بھی رہے۔ بزرگان دین کو ہمیشہ اس کا اہتمام رہا ہے کہ جب وہ مسجد میں تشریف لے جاتے تو دایاں پاؤں اندر داخل کرتے ہی اعتکاف کی نیت فرماتے تھے۔ اعتکاف کا بہت زیادہ ثواب ہے اور اس کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی در پر جا پڑے کہ جب تک میری درخواست قبول نہ ہو گی اس در سے نہیں ہٹوں گا۔

اگر حقیقت یہی حال ہو تو سخت سے سخت دل والا بھی پسیجتا ہے اور اللہ جل شانہ کی کریم ذات تو بخشش کیلئے بہانہ ڈھونڈتی ہے بلکہ بے بہانہ بھی مرحمت فرماتے ہیں۔ اس لئے جب کوئی شخص اللہ کے دروازے پر دنیا سے منقطع ہو کر جا پڑے تو اس کے نوازے جانے میں کیا تا مل ہو سکتا ہے اور اللہ جل شانہ جس کو اکرام فرمادیں اس کے بھرپور خزانوں کا بیان کون کر سکتا ہے؟

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینا ہے کہ سب کی طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہو جائے اور ساری مشغولیوں کے بدلہ میں اسی کی پاک ذات سے مشغول ہو جائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر ایسی طرح اس میں لگ جاوے کہ خیالات

وتفکرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر اور اس کی محبت سما جاوے حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ انس کے بدلہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس پیدا ہو جائے کہ یہ انس قبر کی وحشت میں کام دے، کہ اس دن اللہ کی پاک ذات کے سوا کوئی نہ مونس نہ دل بہلانے والا، اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہو چکا ہوگا تو کس قدر لذت سے وقت گزرے گا۔

اعتکاف افضل ترین عبادت

صاحب مراقی الفلاح کہتے ہیں کہ اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال میں سے ہے، اس کی خصوصیتیں حد احصاء سے خارج ہیں، کہ اس میں قلب کو دنیا و مافیہا سے یکسو کر لینا ہے، اور نفس کو مولیٰ کے سپرد کر دینا اور آقا کی چوکھٹ پر پڑ جانا ہے۔ نیز اس میں ہر وقت عبادت میں مشغولی ہے، کہ آدمی سوتے جاگتے ہر وقت عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تقرب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں، اور جو میری طرف (آہستہ بھی) چلتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ نیز اس میں اللہ تعالیٰ کے گھر پر جانا ہے اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے قلعہ میں محفوظ ہونا ہے کہ دشمن کی رسائی وہاں تک نہیں۔ وغیرہ وغیرہ بہت سے فضائل اور خواص اس اہم عبادت کے ہیں۔

مرد کے لئے سب سے افضل جگہ مسجد مکہ ہے پھر مسجد مدینہ منورہ، پھر مسجد بیت المقدس، ان کے بعد پھر مسجد جامع، پھر اپنی مسجد۔ امام صاحب کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کرے اس میں پانچوں وقت کی جماعت ہوتی ہو۔ صاحبین کے نزدیک شرعی مسجد ہونا کافی ہے اگرچہ جماعت نہ ہوتی ہو۔ عورت کے لئے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہئے، اگر گھر میں کوئی جگہ مسجد کے نام سے

متعین نہ ہو تو کسی کو نہ کو اس کے لئے مخصوص کر لے۔ عورتوں کے لئے اعتکاف بہ نسبت مردوں کے زیادہ سہل ہے کہ گھر میں بیٹھے کاروبار بھی گھر کی لڑکیوں وغیرہ سے بیٹھے لیتی رہیں اور مفت کا ثواب بھی حاصل کرتی رہیں مگر اس کے باوجود عورتیں اس سنت سے بالکل ہی محروم رہتی ہیں۔

حضور ﷺ کا اعتکاف

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ کا اعتکاف فرمایا اور پھر دوسرے عشرہ کا بھی، پھر ترقی خیمہ سے جس میں اعتکاف فرما رہے تھے چہرہ انور باہر نکال کر ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش اور اہتمام کی وجہ سے کیا تھا پھر مجھے کسی بتلانے والے (یعنی فرشتہ) نے بتلایا کہ وہ رات اخیر عشرہ میں ہے، لہذا جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف کر رہے ہیں وہ اخیر عشرہ کا بھی اعتکاف کریں، مجھے یہ رات دکھلا دی گئی تھی پھر بھلا دی گئی (اس کی علامت یہ ہے) کہ میں نے اپنے آپ کو اس رات کے بعد کی صبح میں کچھڑ میں سجدہ کرتے دیکھا، لہذا اب اس کو اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ اس رات میں بارش ہوئی اور مسجد چھپر کی تھی وہ ٹپکی اور میں نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک پر کچھڑ کا اثر اکیس کی صبح کو دیکھا۔

نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ اعتکاف کی ہمیشہ رہی ہے، اس مہینہ میں تمام مہینہ کا اعتکاف فرمایا اور جس سال وصال ہوا ہے اس سال بیس روز کا اعتکاف فرمایا تھا، لیکن اکثر عادت شریفہ چونکہ اخیر عشرہ ہی کے اعتکاف کی رہی ہے، اس لئے علماء کے نزدیک سنت مؤکدہ وہی ہے۔ حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ اس اعتکاف کی بڑی غرض شب قدر کی تلاش ہے اور حقیقت میں اعتکاف اس کے لئے

بہت ہی مناسب ہے کہ اعتکاف کی حالت میں اگر آدمی سوتا ہوا بھی ہو تب بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

نیز اعتکاف میں چونکہ آنا جانا اور ادھر ادھر کے کام بھی کچھ نہیں رہتے اس لئے عبادت اور کریم آقا کی یاد کے علاوہ اور کوئی مشغلہ بھی نہ رہے گا۔ لہذا شب قدر کے قدر دانوں کے لئے اعتکاف سے بہتر صورت نہیں۔ نبی کریم ﷺ اول تو سارے ہی رمضان میں عبادت کا بہت زیادہ اہتمام اور کثرت فرماتے تھے، لیکن اخیر عشرہ میں کچھ حد ہی نہیں رہتی تھی، رات کو خود بھی جاگتے اور گھر کے لوگوں کو بھی جگانے کا اہتمام فرماتے تھے، جیسا کہ صحیحین کی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اخیر عشرہ میں حضور ﷺ لنگی کو مضبوط باندھ لیتے اور راتوں کا احیاء فرماتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی جگاتے۔ لنگی مضبوط باندھنے سے کوشش میں اہتمام کی زیادتی بھی مراد ہو سکتی ہے اور بیویوں سے بالکل یہ احتراز بھی مراد ہو سکتا ہے۔

معتکف گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کے لئے۔

دو مخصوص نفع اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے حفاظت ہو جاتی ہے ورنہ بسا اوقات کوتاہی اور لغزش سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اس میں آدمی گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے اور ایسے متبرک وقت میں معصیت کا ہو جانا کس قدر ظلم عظیم ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے ان سے امن اور حفاظت رہتی ہے۔ دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ

جنازہ کی نماز میں شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کر سکتا۔ اس لئے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رکارہا ان کا اجر بغیر کئے بھی ملتا رہے گا۔ اللہ اکبر کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت کرے اور دس عبادتوں کا ثواب مل جائے۔ درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے اور تھوڑی سی توجہ اور مانگ سے دھواں دھار برستی ہے، مگر ہم لوگوں کو سرے سے اس کی قدر ہی نہیں ضرورت ہی نہیں، توجہ کون کرے اور کیوں کرے کہ دین کی وقعت ہمارے قلوب میں نہیں ہے۔

ایک اہم ترین عبادت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ مسجد نبوی ﷺ میں معتکف تھے آپ ﷺ نے کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کر کے چپ چاپ بیٹھ گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں غمزہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے! میں بے شک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے اور نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس قبر والے کی عزت کی قسم! میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا میں اس سے تیری سفارش کروں؟ اس نے عرض کیا جیسا آپ مناسب سمجھیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ سن کر جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے، اس شخص نے عرض کیا کہ آپ اپنا اعتکاف بھول گئے؟ فرمایا بھولا نہیں ہوں بلکہ میں نے بھی اس قبر والے حضور ﷺ سے سنا ہے اور ابھی زمانہ کچھ زیادہ نہیں گذرا (یہ لفظ کہتے ہوئے) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کہ حضور ﷺ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں چلے پھرے اور کوشش کرے اس کیلئے دس برس

کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرمادیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے زیادہ چوڑی ہے (اور جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو دس برس کے اعتکاف کی کیا کچھ مقدار ہوگی)۔

شکستہ دلوں کی قدر

اس حدیث سے دو مضمون معلوم ہوئے ہیں اول یہ کہ ایک دن کے اعتکاف کا ثواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرمادیتے ہیں اور ہر خندق اتنی بڑی ہے جتنا سارا جہان اور ایک دن سے زیادہ جس قدر زیادہ دنوں کا اعتکاف ہوگا اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا۔

علامہ شعرانی نے کشف الغمہ میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص عشرہ رمضان کا اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ہے اور جو شخص مسجد جماعت میں مغرب سے عشاء تک کا اعتکاف کرے کہ نماز، قرآن کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے حق تعالیٰ شانہ اس کیلئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔

دوسرا مضمون جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے وہ مسلمانوں کی حاجت روائی کہ دس برس کے اعتکاف سے افضل ارشاد فرمایا ہے، اسی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے اعتکاف کی پرواہ نہیں فرمائی کہ اس کی تلافی پھر بھی ہو سکتی ہے، اور اس کی قضا ممکن ہے، اسی وجہ سے صوفیاء کا مقولہ ہے کہ اللہ جل شانہ کے یہاں ٹوٹے ہوئے دل کی جتنی قدر ہے اتنی کسی چیز کی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی بددعا سے اس حدیث میں بہت ڈرایا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ جب کسی شخص کو حاکم بنا کر بھیجتے تھے اور نصح کے ساتھ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ مظلوم کی بددعا سے بچنا۔

اس جگہ ایک مسئلہ کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لئے بھی مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر اعتکاف واجب ہو تو اس کی قضا واجب ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ ضرورت بشری کے علاوہ کسی ضرورت سے بھی مسجد سے باہر تشریف نہیں لاتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ایثار کہ دوسرے کی وجہ سے اپنا اعتکاف توڑ دیا، ایسے ہی لوگوں کے لئے مناسب ہے کہ دوسروں کی خاطر خود پیا سے تڑپ تڑپ کر مرجائیں مگر پانی کا آخری قطرہ اس لئے نہ پیئیں کہ دوسرا زخمی جو پاس لیٹا ہوا ہے وہ اپنے سے مقدم ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اعتکاف نقلی اعتکاف ہو۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ .



معرکہ بدر

تمام کائنات انسانی پر احسان عظیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَقَاتِلُوا فِىْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا، اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ
الْمُعْتَدِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑتے رہو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ

کرو، اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

غزوہ

ارباب سیر و حدیث نے یہ اصطلاح مقرر کر لی ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے سلسلہ میں جس لشکر کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نہ ہوں اس کو سر یہ اور جس میں بنفس نفیس خود شرکت فرمائیں اس کو غزوہ کہتے ہیں۔ غزوہ کی جملہ تعداد ستائیس اور سر یہ کی جملہ تعداد چالیس تا چھپن بیان کی جاتی ہے۔

غزوہ بدر

قرآن کریم نے جن اہم غزوات کا تذکرہ کیا ہے ان میں سب سے زیادہ نمایاں حیثیت ”غزوہ بدر“ کو حاصل ہے۔ بدر ایک گاؤں کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً اسی (۸۰) میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ بدر دراصل ایک کنویں کا نام ہے، جس کی وجہ سے اس بستی کا نام بھی بدر ہو گیا، آج کل یہ بستی جدہ، مدینہ کی شاہراہ عام پر واقع ہے جہاں تیرہ شہدائے بدر ایک مختصر احاطہ میں آسودہ خواب ہیں۔ اسی جگہ وہ اہم غزوہ پیش آیا جس نے دنیا کی تاریخ ادیان و ملل ہی کا نہیں بلکہ ہر شعبہ حیات کا رخ پلٹ کر ظلم سے عدل کی جانب پھیر دیا۔ اسلام کی سر بلندی اور شان و شوکت کا آغاز اسی غزوہ سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اس غزوہ کو یوم الفرقان یعنی حق و باطل کے درمیان فیصلہ کا دن قرار دیا ہے۔

غزوہ بدر کا پس منظر

غزوہ بدر کا واقعہ چونکہ ادیان و ملل کی تاریخ انقلاب میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس لئے راویان حدیث و سیرت نے اس کے ہر جز کی تفصیل کو واضح طور پر بیان کیا ہے

تاکہ اس تاریخی واقعہ کا کوئی گوشہ بھی باقی نہ رہے۔۔۔ مدینہ منورہ کی ہجرت مشرکین مکہ کے لئے کچھ اس درجہ برہمی اور اشتعال کا باعث ہوئی اور وہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اپنی ناقابل برداشت ایذا رسانی سے محفوظ دیکھ کر کچھ اس درجہ برافروختہ ہو گئے کہ اب انہوں نے باضابطہ یہ طے کر لیا کہ جس قیمت پر بھی ہو سکے مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینا چاہئے، چنانچہ ہجرت مدینہ کے بعد ہی مشرکین نے مدینہ طیبہ پر چھوٹے موٹے حملوں کا آغاز کر دیا تھا اور موقع بموقع لوٹ مار اور غارت گری کا بازار گرم کر رکھا تھا، مگر مشرکین مکہ کی آتش حسد کے لئے یہ کافی نہ تھا، وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کے ساتھ ایک فیصلہ کن جنگ ہو جائے، اس کے لئے وہ ایسے حالات پیدا کر رہے تھے جس سے اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کا خاتمہ ہو جائے۔

اس ارادہ کی تکمیل کے لئے انہوں نے ضروری سمجھا کہ لڑائی کے ساز و سامان زیادہ سے زیادہ مقدار میں میسر آئیں، اس کے لئے بہترین طریقہ یہ سوچا کہ ابو سفیان کی سرکردگی میں ایک قافلہ تجارت شام کی منڈیوں میں جائے اور زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کر کے اس سے سامان جنگ مہیا کیا جائے اور اس جذبہ نے جوش و خروش کی یہ کیفیت پیدا کر دی کہ جب قافلہ تجارت کی تیاری شروع ہوئی تو مکہ کے ہر تنفس نے اپنے سرمایہ کا کچھ حصہ اس تجارت کے لئے پیش کیا حتیٰ کہ ایک بڑھیا نے بھی اپنی محنت کی معمولی پونجی اس خدمت کے لئے پیش کی اور تقریباً ستر (۷۰) قریشیوں پر مشتمل یہ قافلہ ابو سفیان کی قیادت میں شام کو روانہ ہو گیا۔

جب قریش کا یہ تجارتی قافلہ مال و اسباب کی بہت بڑی مقدار کے ساتھ شام سے واپس ہو کر مکہ جا رہا تھا، بدر سے قریب ہو کر گذرا تو نبی اکرم ﷺ کو اطلاع ملی، آپ ﷺ نے فوراً صحابہ کو جمع کر کے مشورہ فرمایا، تب بعض حضرات نے تو بخوشی اس

کے لئے آمادگی ظاہر کی اور بعض نے یہ سمجھ کر کہ کسی اہم جنگ کا معاملہ نہیں ہے اس کے تعاقب پر آمادگی کا ثبوت نہیں دیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد صرف 313

بارہ رمضان المبارک ۲ ہجری مسلمانوں کا یہ لشکر جو قافلہ کے تعاقب سامان حرب و ضرب سے بے پرواہ ہو کر مدینے سے نکلا، مشہور روایت کے مطابق ان کی تعداد صرف تین سو تیرہ تھی، جب کہ مدینہ کے اندر مسلمانوں کی آبادی ہزار ہا نفوس پر مشتمل تھی، یہ نہ کوئی جنگی لشکر تھا اور نہ جنگ کے ارادے سے نکلا تھا بلکہ مسلمانوں کا ایک مختصر سا قافلہ تھا جو قریش کے حرب و ضرب کے سرمایہ پر قابض ہو کر دشمن کو بے مایہ بنانے نکلا تھا۔

ابوسفیان کی گھبراہٹ

ابوسفیان کو مسلمانوں کے تعاقب کا حال معلوم ہوا تو گھبرایا اور فوراً ایک جاسوس کو مکہ روانہ کیا کہ وہ قریش کو اس معاملہ کی اطلاع دے اور مدد طلب کرے، قریش نے جب حقیقت حال کو سنا تو ان میں بہت زیادہ جوش اور انتقام کا جذبہ پیدا ہوا اور تمام سرداران قریش (ابولہب کے علاوہ سب ہی تھے، ابولہب بیمار تھا اسلئے اس نے اپنا قائم مقام دیدیا تھا) آمادہ جنگ ہو کر اپنے اپنے لشکر کو لے کر نکل کھڑے ہوئے کروفر سے نکلے کہ تعداد میں ایک ہزار تھے، نیزے اور تلواریں بے شمار تھیں، سات سوزرہ، ستر گھوڑے، اور بے تعداد اونٹ تھے، نیزے اور تلواریں سجیں، ڈھالیں اور بکتر لگائے، نشہ غرور میں جھومتے ہوئے بدر کی جانب بڑھے۔

ادھر مسلمان بھی تجارتی قافلہ کے تعاقب میں آگے بڑھتے گئے، جب وادی صفر کے قریب پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کو جاسوس بنا کر بھیجا کہ وہ قافلہ کا حال معلوم کر کے آئیں۔ مورخ ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ یہ دونوں بدر پہنچے تو وہاں کنویں کے قریب ایک شخص موجود تھا اور نزدیک ہی دو لڑکیاں آپس میں بات چیت کر رہی تھیں، ایک نے دوسری سے کہا کہ کل یا پرسوں یہاں قریشی قافلہ آنے والا ہے، میں اس میں محنت مزدوری کر کے تیرا قرض ادا کر دوں گی، اس پر اس شخص نے اس لڑکی کی تصدیق کی، نبی اکرم ﷺ کے جاسوس نے جب یہ سنا تو چپکے سے اپنے اونٹ کو پانی پلا کر فوراً روانہ ہو گئے۔

دوسری جانب ابوسفیان ڈرتا اور چھپتا چھپاتا قافلہ سے آگے بڑھ کر تجسس حال کے لئے بدر پہنچا، وہاں مجدی نامی شخص موجود تھا، ابوسفیان نے دریافت کیا تو نے کسی اجنبی کو تو یہاں نہیں دیکھا؟ مجدی نے کہا اور تو کوئی نئی بات نہیں ہے البتہ تھوڑی دیر قبل دو آدمی اجنبی قسم کے ضرور یہاں آئے تھے اور اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر واپس ہو گئے، ابوسفیان کنویں کے پاس گیا تو اونٹوں کی لید پڑی دیکھی، اس نے لید کو کریدا تو کھجور کی گٹھلیاں نکلیں، ابوسفیان نے یہ دیکھ کر کہا کہ بلاشبہ یہ اونٹ یثرب (مدینہ) کے تھے اور پھر تیزی کے ساتھ قافلہ تک پہنچا اور حالات سے باخبر ہو کر قافلہ کا رخ ساحل سمندر کی جانب پھیر دیا اور بدر کو بائیں ہاتھ چھوڑتا ہوا مکہ کو روانہ ہو گیا، اس مدت میں مسلمان وادی صفر سے گذر کر وادی ذفران تک پہنچ گئے تھے۔

یہاں نبی اکرم ﷺ کو اپنے جاسوس سے معلوم ہوا کہ عنقریب ابوسفیان کا قافلہ بدر پہنچنے والا ہے، دوسری جانب سے یہ اطلاع بھی آچکی تھی کہ مکہ سے قریش ایک ہزار کاشکر لے کر روفر کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے کی غرض سے بدر کی جانب

بڑھ رہے ہیں، ابوسفیان نے جب ساحلی جانب اختیار کر لی اور اس کو یقین ہو گیا کہ اگر مسلمان میرے تعاقب کے لئے بدر کی جانب آئیں گے تو میں ان کی زد سے محفوظ رہوں گا، اس نے مکہ کی جانب دوسرا قاصد روانہ کیا کہ اب جنگ کی ضرورت نہیں ہے، میں مسلمانوں کی زد سے بچ کر جلدی مکہ پہنچ جانے والا ہوں، قریش بدر کے قریب آچکے تھے کہ قاصد نے ابوسفیان کا پیغام سنایا مگر ابو جہل نے واپسی کے لئے سختی کے ساتھ انکار کر دیا اور کہا کہ اب بدر ضرور پہنچنا ہے اور مسلمانوں کا قلع قمع کر کے اس کانٹے کو ہمیشہ کے لئے نکال دینا ہے۔

جنگ بدر کے لئے حضور ﷺ کا خصوصی مشورہ

بہر حال مسلمانوں کو جب وادی ذفران میں یہ دونوں خبریں ملیں تو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے دوبارہ مشورہ ضروری سمجھا کیونکہ اب معاملہ کٹھن تھا، مسلمان بے سروسامان اور پھر تھوڑی تعداد میں تھے اور دشمن وقت کے ہر طرح ہتھیاروں سے مسلح، کثیر سامان جنگ کے مالک تھے اور تعداد میں تین گنے سے بھی زیادہ اور بقول ارباب سیرت انصار اگرچہ رسول اللہ ﷺ کی معیت سفر کو صد ہزار بار باعث نازش سمجھتے اور ہر کام رہتے تھے لیکن عقبہ ثانیہ کے وقت وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ یہ معاہدہ کر چکے تھے کہ جب تک قریش یا غیر قریش اپنی جانب سے مدینہ پر حملہ آور نہ ہوں انصار مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کے لئے مجبور نہ ہوں گے۔

مشورہ کے لئے یہ اہم وجوہ تھیں جن کے پیش نظر نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دشمن سر پر ہے اور قافلہ قریب ہے اب بتاؤ کیا چاہتے ہو، جنگ کر کے حق و باطل کا فیصلہ یا بغیر کاٹا لگے قافلہ پر قبضہ؟

صحابہ نے جب سنا تو بعض نے طبعی طور پر جنگ کو پسند نہیں کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جنگ کے ارادے سے نہیں نکلے ہیں، اس لئے کہ بے سروسامان ہیں، بہتر ہے کہ قافلہ پر قبضہ کر کے لوٹ جائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کمزور رائے کو ناپسند فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا قافلہ کا ذکر چھوڑو، اب اس قوم کے متعلق رائے دو جو تمہارے مقابلہ کے لئے مکہ سے نکل آئی ہے؟ بعض لوگوں نے دوبارہ عذر کیا تو آپ ﷺ نے پھر پہلی بات لوٹا دی، تب جلیل القدر صحابہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمجھ گئے کہ آپ کی مرضی حق و باطل کی جنگ سے وابستہ ہے، اس لئے انہوں نے جذبہ وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم ہر طرح جنگ کے لئے تیار ہیں اور اسلام کی خاطر آپ ﷺ کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کو حاضر ہیں اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے اس شد و مد کے ساتھ فداکارانہ جذبات کا اظہار کیا کہ صحابہ کو ان کی تقریر پر رشک ہونے لگا، مگر آپ اب بھی نگاہ مبارک سے کسی بات کے طالب نظر آرہے تھے، یہ دیکھ کر انصار میں سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم انصار کی جانب اشارہ ہے کہ ہم کچھ عرض کریں اور پھر انصار کی جانب سے پوری وفاداری اور فداکاری کا یقین دلاتے ہوئے نہایت مؤثر تقریر فرمائی۔

انصار و مہاجرین کی یہ تقاریر سن کر سرور دو عالم ﷺ کا چہرہ مبارک مسرت سے ٹٹمٹھا اٹھا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اب اللہ کے نام پر آگے بڑھو اور بشارت حاصل کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ دو گروہ میں سے ایک کو تمہارے قبضہ میں دیدوں گا اور خدا کا وعدہ بلاشبہ سچا ہے اور قسم بخدا میں جنگ سے قبل ابھی سے قوم کے سرداروں کی قتل گاہ کو دیکھ رہا ہوں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے بدر پہنچ کر زمین پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ اس جگہ فلاں قریشی مارا جائے گا اور یہاں فلاں قتل ہوگا، سلف سے خلف تک تمام مفسرین، محدثین اور اصحاب سیر و تاریخ اس پر متفق ہیں کہ یہی وہ مشورہ ہے جس کے متعلق سورہ انفال کی آیات نازل ہوئیں۔

آغاز جنگ اور دعائے نصرت

غرض اس حالت میں دونوں فریق ۷۱ رمضان المبارک ۲ ہجری مطابق ۱۱ مارچ ۶۲۴ عیسوی بروز جمعہ جنگ کے لئے صف آرا ہوئے تو اول آپ ﷺ نے مسلمانوں کی صفوں کو درست فرمایا اور اس عریش (جھونپڑی) کے نیچے جا کر جو آپ ﷺ کے لئے میدان جنگ میں بنا دی گئی تھی اس طرح درگاہ الہی میں مناجات اور دعا کی اور عرض کیا اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ نصرت فرمایا اس کو پورا کر، اے اللہ! اگر یہ مٹھی بھر مسلمان ہلاک ہو گئے تو پھر روئے زمین پر کوئی تیرا عبادت گزار باقی نہیں رہے گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو قریب آئے اور عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ! بس کیجئے اللہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔

غیبی نصرت

آخر یہی ہوا کہ ہر قسم کے ناسازگار حالات اور اس درجہ کمزوری کے باوجود کہ کسی مسلمان کا اس معرکہ سے صحیح و سالم بچ کر نکل جانا خود ایک معجزہ ہے، مسلمانوں کو غیبی نصرت و امداد نے بامراد اور کامیاب کیا، فتح اور نصرت نے قدم چومے اور تاریخ عالم کا ایک بے نظیر اور حیرت انگیز انقلاب پیش کر دیا اور مشرکین قریش کے تمام سردار اور مشہور نبرد آزما ہی قتل نہیں ہوئے بلکہ شرک و کفر کی اجتماعی طاقت ہی کا خاتمہ ہو گیا۔

یہ غیبی نصرت کیا تھی؟ قرآن کریم نے اس کا جواب متعدد آیات میں دیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ مسلمانوں کی نگاہ میں دشمنوں کی تعداد اصل تعداد سے کم نظر آئی تاکہ مسلمان مرعوب نہ ہوں اور مشرکین کی نگاہوں میں مسلمان زیادہ معلوم ہوئے۔ نصرت کی ایک شکل یہ بھی تھی کہ مسلمانوں کے دعا پر ان کی مدد اول ایک ہزار فرشتوں سے کی گئی اور یہ تعداد بڑھا کر تین ہزار کر دی گئی اور پھر اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر دشمن تم پر یک لخت حملہ کر دے تو ہم تین ہزار کی بجائے پانچ ہزار سے مدد کریں گے۔

مسلمانوں پر عین معرکہ کے وقت اونگھ طاری کر دی، جس کے چند منٹ بعد ان کی بیداری نے ان میں ایک نئی تازگی اور روح پیدا ہو گئی۔ آسمان سے پانی برس کر مسلمانوں کے لئے ریتیلی زمین کو پختہ فرش کی طرح بنا دیا اور نشیب کی وجہ سے حوض نما گڑھے میں پانی مہیا کر دیا اور دشمنوں کی زمین کو کچھڑ کی دلدل بنا ڈالا۔

جنگ کا نتیجہ

بہر حال معرکہ جنگ بپا ہوا اور دونوں جانب سے نبرد آزما ایک دوسرے کے مقابل ہو کر دادِ شجاعت دینے لگے اور پھر یکا یک ہجومی جنگ شروع ہو گئی، مسلمان اول تو جنگ مغلوبہ لڑے مگر فراغتِ دعا کے بعد جب میدان جنگ میں آ کر نبی اکرم ﷺ نے قرآن کریم کی آیت پڑھتے ہوئے مٹھی بھر خاک اور کنکریاں دشمنوں کی جانب پھینکیں تو خدائے برحق کی معجزانہ قدرت نے ہوا کے ذریعہ اس کے ذرات تمام مشرکین کی آنکھوں تک پہنچا دیئے اور وہ اس ناگہانی پریشانی سے مضطرب ہو کر آنکھیں ملنے لگے اور جنگ مغلوبہ جنگ غالبہ کی شکل میں بدل گئی۔

جنگ بدر نے تاریخ عالم کا رخ بدل دیا

بدر کا معرکہ مؤرخین اور اصحاب سیر سے بھی اگرچہ اپنی تاریخی اہمیت کا اعتراف کراتا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ معرکہ بدر ایک ہنگامی معرکہ نہیں تھا بلکہ اس نے قریش مکہ کی قوت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا اور مسلمانوں کے لئے اعلیٰ کلمۃ اللہ کی راہیں کھول دیں، لیکن وہ اس حقیقت حال سے شاید بے خبر ہیں کہ معرکہ بدر صرف مشرکین مکہ اور مسلمانوں کے حق و باطل کا معرکہ نہیں تھا بلکہ جس زمانہ میں یہ واقعہ پیش آیا اس وقت دنیا ایک موڑ پر کھڑی تھی۔

بدر سے کامیاب واپسی

بدر کے میدان میں تین دن قیام فرما کر نبی اکرم ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، اس سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ روانہ فرما دیا تھا تاکہ معرکہ بدر کی خوشخبری مسلمانوں کو سنائی جائے، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد بزرگوار نے یہ خوشخبری ایسے وقت پہنچائی جس وقت ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا (زوجہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کی تدفین کر رہے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



فضائل رمضان

اور دعا کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور خوب جان رکھو کہ ایک روز اس کے دربار

میں تمہاری پیشی ہوگی۔“

محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزوں کو

فرض کیا ہے اس لئے میں آج آپ حضرات کے سامنے روزہ اور اس کے چند مسائل

عرض کر رہا ہوں۔

روزے کا لغوی اور شرعی معنی

روزے کے معنی لغت میں رکنے کے ہیں اور شریعت میں روزہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور ہم بستری سے بچنے کا نام ہے۔

روزہ کی فضیلت

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ داروں کے لئے جنت میں ایک خصوصی دروازہ بنایا ہے جس کا نام ریان ہے، اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

روزہ کس پر فرض ہے؟

روزہ ہر مسلمان، عاقل، بالغ، مرد، عورت، مقیم اور قدرت رکھنے والے پر فرض ہے۔ جو بچے نابالغ ہیں انہیں بھی عادت ڈالنے کے لئے روزہ رکھوانا چاہئے۔

رمضان المبارک دعاؤں کا مہینہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں رمضان المبارک کا ذکر کرنے کے بعد دعا کا ذکر فرمایا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ رمضان المبارک میں دعا کی قبولیت کا وارد ہونا بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے بالخصوص افطار کے وقت۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس ماہ مبارک میں دعاؤں کا خاص طور سے اہتمام کریں۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی مگر نہ تو اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اس شخص نے دعا کرنے میں جلدی کی، پھر اس کے بعد اس شخص کو بلایا اور ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو اس کو چاہئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنایاں بیان کرے پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے پھر جو چاہے دعا کرے۔

اسی طرح ایک ایسے شخص کو دعا کرتے سنا جس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنایاں کی اور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم دعا کرو تمہاری دعا قبول کی جائے گی اور مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ہر دعا اس وقت تک محبوب ہے جب تک کہ اس سے پہلے نبی اکرم ﷺ اور آپ کی آل پر درود بھیجا جائے۔

دعا کے آداب

دعا کے کچھ آداب بھی ہیں جن کی رعایت کرنا نہایت اہم ہے انہیں آپ حضرات کے سامنے عرض کر دیتا ہوں۔

وضو کا اہتمام

دعا کرنے سے پہلے بندہ اس بات کا اہتمام کرے کہ وہ با وضو ہو، جہاں دعا کے لئے اندرونی صفائی اور خلوص مطلوب ہے وہیں ظاہری پاکی اور صفائی کا اہتمام بھی انتہائی ضروری ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو ابو عامر کو ایک لشکر کی قیادت دے کر اوٹاس کی طرف بھیجا، ان کا مقابلہ درید بن الصم سے ہوا، اس مقابلے میں درید قتل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس لشکر کو شکست سے دوچار کیا، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی ابو عامر کے ساتھ بھیجا گیا، دوران جنگ ابو عامر کی گردن میں ایک تیرا کر لگا،

انہوں نے مجھ سے کہا اس تیر کو میری گردن سے نکالو، تو میں نے اسے نکالا تو ان کے خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔ حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے! نبی اکرم ﷺ کے پاس چلے جاؤ اور انہیں میرا سلام کہو اور ان سے کہو ابو عامر نے آپ سے دعائے مغفرت کی درخواست کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ابو عامر نے مجھے لوگوں کا امیر مقرر کیا، اس کے بعد ابو عامر رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر زندہ رہے اور پھر ان کی وفات ہو گئی، پھر جب میں نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچا تو نبی اکرم ﷺ چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے، اس پر تھوڑا سا بستر بھی تھا مگر (اس کے باوجود) نبی اکرم ﷺ کی پیٹھ اور پہلوؤں پر اس بنائی کے نشانات تھے، میں نے آپ کو اپنے اور ابو عامر کے حوالے سے باخبر کیا اور عرض کیا کہ ابو عامر نے آپ سے دعائے مغفرت کی درخواست کی ہے۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے پانی منگا کر وضو کیا، پھر اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور فرمایا اے اللہ! اپنے بندے ابو عامر کی مغفرت فرما۔ آپ نے اپنے ہاتھ اتنے بلند کئے کہ آپ کی بغل کی سفیدی نظر آنے لگی پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! اس کو قیامت کے دن اپنی کثیر مخلوق سے بلند فرما۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میرے لئے بھی دعائے مغفرت فرما دیجئے تو نبی اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ! عبد اللہ بن قیس کے گناہوں کو معاف فرما اور قیامت کے دن اسے بہترین جگہ نصیب فرما۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارا رب زندہ اور کرم والا ہے وہ اس بات سے حیا محسوس کرتا ہے کہ جب بندہ اپنے ہاتھ اس کی طرف بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی لوٹا دے۔

ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم اللہ سے دعا کیا کرو تو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے ساتھ دعا کرو اور ان کے باہری حصہ کے ساتھ دعا نہ کیا کرو۔

دعا کا ایک اہم ادب یہ بھی ہے کہ جب بندہ اپنے رب کے سامنے دعا کرے تو انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ دھیمی آواز میں دعا کرے۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے نبی ﷺ! اپنے رب کو صبح و شام یاد کیا کرو دل ہی دل میں زاری اور خوف کے ساتھ اور زبان سے بھی ہلکی آواز کے ساتھ، تم ان میں سے نہ ہو جاؤ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا اپنے رب کو پکارو، گڑ گڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

نبی اکرم ﷺ نے بھی اپنی امت کو اس کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اور جب ہم کسی وادی پر چڑھتے تھے تو تکبیر و تہلیل سے ہماری آوازیں بلند ہوتی تھیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے اوپر رحم کرو اس لئے کہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ یقیناً وہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ سننے والا اور قریب ہے۔

دعا میں حد سے تجاوز نہ کیا جائے

دعا کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ غیر ضروری تفصیل بیان نہ کی جائے اور نہ امور محال کی حصولیابی کی دعا کی جائے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو دعا کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے اے اللہ! میں تجھ سے جنت میں سفید محل کا طالب ہوں۔ انہوں نے کہا اے میرے بیٹے! اللہ تبارک و تعالیٰ سے جنت مانگو اور جہنم سے پناہ چاہو۔ اس لئے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب میری امت میں کچھ لوگ ضرور ہوں گے جو پاکی اور دعا میں حد سے گزر جائیں گے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی ایک واقعہ نقل ہوا ہے۔ حضرت سعد نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹے! اگر تمہیں جنت دی گئی تو سمجھو تمہیں جنت کے ساتھ وہ تمام چیزیں دی گئیں جو اس میں ہیں اور اگر تمہیں جہنم سے نجات دی گئی تو سمجھو تمہیں جہنم سے ہی نہیں بلکہ جو کچھ اس میں ہے اس سے تمہیں نجات دی گئی۔

قبلہ کی طرف منہ کرنا

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر لینا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز استسقاء کے لئے عید گاہ کی طرف نکلے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کا ارادہ کیا تو قبلہ کی طرف اپنا چہرہ کیا اور اپنی چادر کو پلٹ دیا۔

دعا کرنے والا اپنی ذات سے شروع کرے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر پیغمبروں کی دعائیں نقل کی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بندہ پہلے اپنے لئے دعا کرے اور اس کے بعد دوسروں کے لئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے کہ اے میرے پروردگار! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی (ایسے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں گے) اے میرے پروردگار! میری دعا قبول فرما۔

حضرت نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما اور ظالموں کے لئے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کا ذکر کرتے تو اس کے لئے دعا فرماتے مگر دعا اپنے آپ سے شروع کرتے۔

جامع اور بہتر کلام سے دعا کی جائے

دعا کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ غیر ضروری طول کلام سے گریز کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ الفاظ مختصر اور جامع ہوں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جامع ترین دعائیں پسند فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جامع ترین دعائیں پسند فرماتے تھے اور ان سے کم تر چھوڑ دیتے تھے۔

دعا پورے عزم اور طلب کے ساتھ کی جائے

دعا کرتے وقت بندہ جو چیز طلب کرے اس کے سلسلہ میں یہی امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اسے عطا فرمائے گا اور کسی ایسے رویہ کا مظاہرہ نہ کرے جس سے بے نیازی کا اظہار ہو رہا ہو مثلاً یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما۔ وغیرہ بلکہ پورے عزم اور طلب کا اظہار کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے وہ یہ نہ کہے اے اللہ! تو اگر چاہے تو میری مغفرت فرما بلکہ پورے عزم اور طلب کے ساتھ دعا کرے اور خوب رغبت و اشتیاق کا اظہار کرے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی چیز بڑی نہیں ہے جس کو وہ عطا کرے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ جو چیز بھی چاہے پیدا کر سکتا ہے، اس پر کوئی زبردستی والا نہیں ہے۔ دعا بار بار کی جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. ☆

فضائل رمضان

اور رمضان المبارک کے اعمال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”اور جس ہدایت سے اللہ تعالیٰ تمہیں سرفراز کیا ہے اس پر اللہ کی کبریائی کا
اظہار کرو اور شکر گزار بنو“۔

بزرگان محترم نو جوانان اسلام!

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ماہ رمضان عطا فرمایا، اس کے فضائل بہت سی

احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے، جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا، اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے، اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو شخص کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا، اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا، مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے، تو آپ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی پلا دے اس پر بھی رحمت فرمادیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے، اور درمیانی حصہ مغفرت ہے، اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام و خادم کے بوجھ کو ہلکا کر دے، حق تعالیٰ شانہ اس کی مغفرت فرماتے ہیں، اور آگ سے آزادی دیتے ہیں۔ اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو، جن میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے، اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں

جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے، اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میری حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

تراویح کے متعلق شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت مولانا الشاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ماثبت بالسنتہ میں بعض کتب فقہ سے نقل کیا ہے کہ کسی شہر کے لوگ اگر تراویح چھوڑ دیں تو اس کے چھوڑنے پر امام ان سے مقابلہ کرے۔ اس جگہ خصوصیت سے ایک بات کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے، وہ یہ کہ بہت سے لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جلدی سے کسی مسجد میں آٹھ دس دن میں کلام مجید سن لیں پھر چھٹی۔ یہ خیال رکھنے کی بات ہے کہ یہ دو سنتیں الگ الگ ہیں۔ تمام کلام اللہ شریف کا تراویح میں پڑھنا یا سننا یہ مستقل سنت ہے، اور پورے رمضان شریف کی تراویح مستقل سنت ہے۔ پس اس صورت میں ایک سنت پر عمل ہوا اور دوسری رہ گئی، البتہ جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وغیرہ یا اور کسی وجہ سے ایک جگہ روزانہ تراویح پڑھنی مشکل ہو، ان کے لئے مناسب ہے کہ اول قرآن شریف چند روز میں سن لیں، تاکہ قرآن شریف ناقص نہ رہے، پھر جہاں وقت ملا اور موقعہ ہوا وہاں تراویح پڑھ لی کہ قرآن شریف بھی اس صورت میں ناقص نہیں ہوگا، اور اپنے کام کا بھی حرج نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ اور تراویح کا ذکر فرمانے کے بعد عام فرض اور نفل عبادات کے اہتمام کی طرف متوجہ فرمایا کہ اس میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ہے۔ اور اس کے ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر۰ فرائض کے برابر ہے۔ اس جگہ لوگوں کو اپنی اپنی

عبادات کی طرف بھی ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اس مبارک مہینہ میں فرائض کا ہم سے کس قدر اہتمام ہوتا ہے اور نوافل میں کتنا اضافہ ہوتا ہے۔ فرائض میں تو ہمارے اہتمام کی یہ حالت ہے کہ کھانے کے بعد سوتے ہیں تو اکثر صبح کی نماز قضا ہوگئی اور کم از کم جماعت تو اکثروں کی فوت ہو ہی جاتی ہے، گویا سحر کھانے کا شکر یہ ادا کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سب سے زیادہ مہتمم بالشان فرض کو فوت کر دیا یا بالکل قضا کر دیا یا کم از کم ناقص کر دیا کہ بغیر جماعت کے نماز پڑھنے کو اہل اصول نے ادائے ناقص فرمایا اور حضور اکرم ﷺ کا تو ایک جگہ ارشاد ہے کہ مسجد کے قریب رہنے والوں کی تو (گویا) نماز بغیر مسجد کے ہوتی ہی نہیں۔

رمضان میں تلاوت کی کثرت

رمضان المبارک کا مہینہ بڑا مبارک مہینہ ہے، اسی وجہ سے عموماً اللہ جل شانہ کی تمام کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئی ہیں، چنانچہ مکمل قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اسی ماہ میں نازل ہوا اور وہاں سے حسب موقع تھوڑا تھوڑا ۲۳۱ سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ اس کے علاوہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفے اسی ماہ کی یکم یا ۳ تاریخ کو عطا ہوئے، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ۱۸ یا ۱۲ رمضان کو ملی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت ۶ رمضان المبارک کو عطا ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل ۱۲ یا ۱۳ رمضان کو ملی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو کلام الہی کے ساتھ خاص مناسبت ہے، اسی وجہ سے تلاوت کی کثرت اس مہینہ میں منقول ہے۔ حضرت جبریل ہر سال رمضان میں تمام قرآن شریف نبی کریم ﷺ کو سناتے تھے، اور بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سنتے تھے۔ علماء نے ان دونوں حدیثوں کے ملانے سے قرآن پاک کے دور کرنے کا استحباب نکالا ہے،

بالجملہ تلاوت کا خاص اہتمام جتنا بھی ممکن ہو سکے کرے اور جو وقت تلاوت سے بچے اس کو بھی ضائع کرنا مناسب نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسی حدیث کے آخر میں چار چیزوں کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا اور اس مہینہ میں ان کی کثرت کا حکم فرمایا، کلمہ طیبہ اور استغفار اور جنت کے حصول اور دوزخ سے بچنے کی دعا، اس لئے جتنا بھی وقت مل سکے ان چیزوں میں صرف کرنا سعادت سمجھے اور یہی نبی کریم ﷺ کے ارشاد مبارک کی قدر ہے، کیا دقت ہے کہ اپنے دنیوی کاروبار میں مشغول رہتے ہوئے زبان سے درود شریف یا کلمہ طیبہ کا بھی ورد رہے۔

رمضان کے آداب

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اس مہینہ کی کچھ خصوصیتیں اور آداب ارشاد فرمائے۔ اولاً یہ کہ صبر کا مہینہ ہے، یعنی اگر روزہ وغیرہ میں کچھ تکلیف ہو تو اسے ذوق شوق سے برداشت کرنا چاہئے، یہ نہیں کہ مار دھاڑ، غول پکار جیسا کہ اکثر لوگوں کی گرمی کے رمضان میں عادت ہوتی ہے، اسی طرح اگر اتفاق سے سحر نہ کھائی گئی تو صبح سے ہی روزہ کا سوگ شروع ہو گیا۔ اسی طرح رات کی تراویح میں اگر دقت ہو تو اس کی بڑی بشاشت سے برداشت کرنا چاہئے، اس کو مصیبت اور آفت نہ سمجھیں، کہ یہ بڑی سخت محرومی کی بات ہے۔ ہم لوگ دنیوی معمولی اغراض کی بدولت کھانا پینا راحت و آرام سب چھوڑ دیتے ہیں تو کیا رضائے الہی کے مقابلہ میں ان چیزوں کی کوئی وقعت ہو سکتی ہے؟

رمضان غم خواری کا مہینہ

پھر ارشاد ہے کہ یہ غم خواری کا مہینہ ہے، یعنی غرباء مساکین کے ساتھ مدارات کا برتاؤ کرنا، اگر دس چیزیں اپنی افطاری کے لئے تیار کی ہیں تو دو چار غرباء کے لئے

بھی کم از کم ہونی چاہئے۔ ورنہ اصل تو یہ تھا کہ ان کے لئے اپنے سے افضل ہوتا ورنہ مساوات ہی ہوتی، غرض جس قدر بھی ہمت ہو سکے اپنے افطار و سحر کے کھانے میں غربا کا حصہ بھی ضرور لگانا چاہئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کیلئے عملی نمونہ اور دین کے ہر جزو کو کس قدر واضح طور پر عمل فرما کر دکھلا گئے کہ اب ہر کام کیلئے ان کی شاہراہ عمل کھلی ہوئی ہے۔ ایثار و سخاوت کے باب میں ان حضرات کا اتباع بھی دل گردہ والے کا کام ہے، سیکڑوں ہزاروں واقعات ہیں جن کو دیکھ کر بجز حیرت کے کچھ نہیں کہا جاتا۔

ابو جہم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں اپنے چچا زاد بھائی کو تلاش کرنے چلا اور اس خیال سے پانی کا مشکیزہ بھی لے لیا کہ اگر اس میں کچھ رمتق باقی ہوئی تو پانی پلا دوں گا اور ہاتھ منہ دھو دوں گا۔ وہ اتفاق سے پڑے ہوئے ملے، میں نے ان سے پانی کو پوچھا، انہوں نے اشارے سے مانگا کہ اتنے میں برابر سے دوسرے زخمی نے آہ کی، میرے چچا زاد بھائی نے پانی پینے سے پہلے اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے پاس گیا اور پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی پیاسے ہیں اور پانی مانگتے ہیں کہ اتنے میں ان کے پاس والے نے اشارہ کر دیا۔ انہوں نے بھی خود پانی پینے سے قبل اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا، اتنے میں وہاں تک پہنچا تو ان کی روح پرواز کر چکی تھی واپس دوسرے صاحب کے پاس پہنچا تو وہ بھی ختم ہو چکے تھے، لوٹ کر چچا زاد بھائی کے پاس آیا تو دیکھا کہ ان کا بھی وصال ہو گیا۔ یہ ہیں اسلاف کے ایثار کہ خود پیاسے جان دے دی اور اجنبی بھائی سے پہلے پانی پینا گوارا نہ کیا۔

برگزیدہ بندہ اور ابدال

روح البیان میں سیوطی رضی اللہ عنہ کی جامع الصغیر اور سخاوی رضی اللہ عنہ کی مقاصد سے بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میری امت میں ہر وقت پانچ

سو برگزیدہ بندے اور چالیس ابدال رہتے ہیں، جب کوئی شخص ان میں سے مرجاتا ہے فوراً دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے خصوصی اعمال کیا ہیں؟ تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظلم کرنے والوں سے درگزر کرتے ہیں، اور برائی کا معاملہ کرنے والوں سے (بھی) احسان کا برتاؤ کرتے ہیں، اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے عطا فرمائے ہوئے رزق میں لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا برتاؤ کرتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث سے نقل کیا ہے کہ جو شخص بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے یا مسافر کو شب باشی کی جگہ دے حق تعالیٰ شانہ قیامت کے ہولوں سے اس کو پناہ دیتے ہیں۔ یحییٰ برمکی رضی اللہ عنہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ پر ہر ماہ ایک ہزار درہم خرچ کرتے تھے تو حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سجدے میں ان کے لئے دعا کرتے تھے کہ یا اللہ یحییٰ نے میری دنیا کی کفالت کی تو اپنے لطف سے اس کی آخرت کی کفایت فرما۔ جب یحییٰ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے خواب میں ان سے پوچھا کہ کیا گزری؟ انہوں نے کہا کہ سفیان کی دعا کی بدولت مغفرت ہوئی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے روزہ افطار کرانے کی فضیلت ارشاد فرمائی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں، اور جس سے حضرت جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں (اس کی علامت یہ ہے کہ) اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ ایک مشہور محدث ہیں روزانہ پچاس آدمیوں کے روزہ افطار کرانے کا اہتمام کرتے تھے۔ (روح البیان)

افطار کی فضیلت

افطار کی فضیلت ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا ہے کہ اس ماہ کا اول حصہ رحمت ہے، یعنی حق تعالیٰ شانہ کا انعام متوجہ ہوتا ہے اور یہ رحمت عامہ سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔ اس کے بعد جو لوگ اس کا شکر ادا کرتے ہیں ان کے لئے اس رحمت میں اضافہ ہوتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ۔ اور اس کے درمیانی حصہ سے مغفرت شروع ہو جاتی ہے، اس لئے کہ روزوں کا کچھ حصہ گزر چکا ہے، اس کا معاوضہ اور اکرام مغفرت کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے، اور آخری حصہ تو بالکل آگ سے خلاصی ہے ہی۔

حضور ﷺ نے ایک اور چیز کی طرف رغبت دلائی ہے کہ آقا لوگ اپنے ملازموں پر اس مہینہ میں تخفیف رکھیں، اس لئے کہ آخر وہ بھی روزہ دار ہیں۔ کام کی زیادتی سے ان کو روزہ میں دقت ہوگی، البتہ اگر کام زیادہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں کہ رمضان کے لئے ہنگامی ملازم ایک آدھ بڑھالے، مگر یہ جب کہ ملازم روزہ دار بھی ہو، ورنہ اس کے لئے رمضان بے رمضان برابر، اور اس ظلم و بے غیرتی کا تو ذکر ہی کیا کہ خود روزہ خور ہو کر بے حیا منہ سے روزہ دار ملازموں سے کام لے اور نماز و روزہ کی وجہ سے اگر تعمیل میں کچھ تساہل ہو تو برسنے لگے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔ ترجمہ۔ اور عنقریب ظالم لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسی (مصیبت) کی جگہ لوٹ کر جائیں گے۔ (مراد جہنم ہے) اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کا حکم فرمایا۔ اول کلمہ شہادت، احادیث میں اس کو افضل الذکر ارشاد فرمایا ہے۔ مشکوٰۃ میں بروایت ابو سعید خدری نقل کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں

عرض کیا کہ یا اللہ تو مجھ کو کوئی ایسی دعا بتلا دے کہ اس کے ساتھ میں تجھے یاد کیا کروں اور دعا کیا کروں، وہاں سے لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ارشاد ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں، میں تو کوئی دعا یا ذکر مخصوص چاہتا ہوں۔ وہاں سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے میرے سوا یعنی ملائکہ اور ساتوں زمین ایک پلڑہ میں رکھ دیئے جائیں اور دوسرے میں کلمہ طیبہ رکھ دیا جائے تو وہی جھک جائے گا۔

کلمہ طیبہ کی فضیلت

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اخلاص سے اس کلمہ کو پڑھے آسمان کے دروازے اس کے لئے فوراً کھل جاتے ہیں اور عرش تک پہنچنے میں کسی قسم کی روک نہیں ہوتی، بشرطیکہ کہنے والا کبائر سے بچے۔ عادت اللہ تعالیٰ اسی طرح جاری ہے کہ ضرورت عامہ کی چیز کو کثرت سے مرحمت فرماتے ہیں۔ دنیا میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز جس قدر ضرورت کی ہوتی ہے اتنی عام ہوتی ہے، مثلاً پانی ہے کہ عام ضرورت کی چیز ہے، حق تعالیٰ شانہ کی بے پایاں رحمت نے اس کو کس قدر عام کر رکھا ہے، اور کیمیا جیسی لغو اور بیکار چیز کو عنقا کر دیا، اسی طرح کلمہ طیبہ افضل الذکر ہے۔ متعدد احادیث سے اس کی تمام اذکار پر افضلیت معلوم ہوتی ہے، اس کو سب سے عام کر رکھا ہے کہ کوئی محروم نہ رہے۔ پھر بھی اگر کوئی محروم رہے تو اس کی بدبختی ہے۔ بالجملہ بہت سی احادیث میں اس کی فضیلت وارد ہوئی ہیں۔ دوسری چیز جس کی کثرت کرنے کو حدیث میں ارشاد فرمایا گیا وہ استغفار ہے۔ احادیث میں استغفار کی بھی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص استغفار کی کثرت رکھتا ہے حق تعالیٰ شانہ ہر تنگی میں اس کے لئے راستہ نکال دیتے ہیں اور غم

سے نجات نصیب فرماتے ہیں اور اس طرح روزی پہنچاتے ہیں کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آدمی گنہگار تو ہوتا ہی ہے، بہترین گنہگار وہ ہے جو توبہ کرتا رہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو ایک کالا نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے، اگر توبہ کرتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے ورنہ باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے دو چیز کے مانگنے کا امر فرمایا ہے، جن کے بغیر چارہ ہی نہیں، جنت کا حصول اور دوزخ سے امن۔ اللہ اپنے فضل سے ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



خصوصیات قرآن

اور یونس علیہ السلام کا ذکر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . لَا
اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّى كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوا، تیری ذات پاک ہے بیشک میں ظالموں میں سے ہوں۔“

میرے بھائیو، بزرگو! یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے، رمضان المبارک کو قرآن

کریم سے خاص مناسبت ہے، ویسے بھی تمام آسمانی کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئی ہیں،

لیکن مجھے آج آپ کے سامنے قرآن کریم کے متعلق کچھ ضروری چیزیں عرض کرنا ہے۔

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ قرآن کریم اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ کتاب ہے، جس کا ہر پارہ، ہر سورت بلکہ ہر لفظ تا قیامت محفوظ ہے، جس کی عظمت و بلندی کا یہ عالم ہے کہ جس قوم نے اس کو اپنا یا وہ بلند سے بلند تر ہوتی گئی۔ یہ وہ عظیم کتاب ہے جس کا ہر پہلو با عظمت ہے، جس کو دی گئی، جن پر نازل ہوئی، جس وقت نازل ہوئی، جس دن نازل ہوئی ان تمام کی ایک پہچان بن گئی۔ اس کتاب کو جس پر نازل کیا گیا وہ افضل البشر قرار پائے۔

جس قوم کو دی گئی وہ خیر امت کہلائی گئی، جس مہینہ میں نازل ہوئی وہ مبارک ہو گیا اور جس رات میں نازل ہوئی وہ ہزار مہینوں سے افضل ثابت ہوئی۔ قرآن مجید ایک عظیم معجزہ ہے، جب نازل ہوا ہے تب سے قیامت کی صبح تک نہ کوئی اس جیسا کلام پیش کر سکتا ہے نہ ہی کرے گا، جس کی ہر سورت، ہر آیت اور ہر لفظ چیلنج ہے۔ قرآن مجید جس زبان میں نازل ہوا اس کے ادب کا وہ بلند ترین اور مکمل ترین نمونہ ہے، پوری کتاب میں ایک لفظ اور ایک جملہ بھی معیار سے گرا ہوا نہیں ہے۔ اول سے لے کر آخر تک ساری کتاب میں الفاظ کی ایسی نشست جیسے ہیرے اور موتیوں کو تراش کر ایک ہار میں پرو دیا گیا ہو، کلام اتنا موثر کہ کوئی بھی زبان دان سن کر جھومے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کے برابر تو درکنار اس کے قریب بھی کوئی کتاب نہیں پہنچی، اگرچہ وہ اسی زبان کی کیوں نہ ہو۔

قرآن مجید دنیا کی واحد کتاب ہے، جس نے دنیا میں بنی نوع انسانی کی سوچ کو بدل ڈالا، اخلاق و تہذیب و طرز زندگی میں ایک خوشگوار انقلاب لائی، پہلے اس کی تاثیر نے چند افراد کو بدلا، پھر اس کا اثر ساری قوم پر ہوا اور اس قوم نے جب سراٹھایا

تو دنیا کا ایک بڑا حصہ بدل کر رکھ ڈالا۔ کوئی دوسری کتاب اس قدر انقلاب انگیز نہ دیکھی تھی نہ دیکھی جاسکتی ہے۔

قرآن مجید جس موضوع پر بحث کرتا ہے وہ کائنات کے انسانوں کی تلاش کی انتہا ہے، وہ کائنات کی حقیقت اور اس کی ابتداء اور انتہا اور نظم و نسق اور انسانوں کی تخلیق اور تخلیق کا مقصد اور کائنات کے خالق و مالک اور اس کی صفات پر مکمل روشنی ڈالتا ہے۔

قرآن مجید کا نزول بھی قابل اعجاز ہے کہ یہ کتاب پوری کی پوری بیک وقت لکھ کر دنیا کے سامنے پیش نہیں کر دی گئی اور نہ ہی کسی سختی میں لکھ کر تھما دی گئی، بلکہ نوع انسانی کی اصلاح کے لئے جیسے جیسے ہدایات و احکامات کی ضرورت پیش ہوئی ویسے ویسے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے ۲۳ سال کی طویل مدت میں نازل کیا گیا۔

قرآن مجید کا نزول بھی ہم میں سے ایک انسان پر ہی ہوا، نہ کہ کسی فرشتے پر جو دنیا والوں کے لئے اجنبی اور ناموس ہو۔ اس کے نزول کے لئے ایک ایسے انسان کو منتخب کیا گیا جو اعلیٰ اور بلند اخلاق کے مراتب پر فائز تھے، اور قوم و ملت کے درمیان زندگی گزارتے تھے اور جو کتاب ان پر نازل کی گئی باقاعدہ اس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دوسروں کو اس پر عمل کی دعوت دیتے۔

قرآن مجید میں جو وسیع اور گہرا علم پایا جاتا ہے وہ اس زمانے کے اہل عرب یعنی اہل روم، یونانی و ایرانی تو درکنار اکیسویں صدی کے اکابر اہل علم میں سے بھی کسی کے پاس نہیں پایا جاتا ہے۔

آپ دنیا کے کسی بھی علم کو لے لیجئے، چاہے وہ سائنس و ٹکنالوجی ہو یا فلسفہ و منطق، ان کے ماہر افراد کی علمی تلاش قرآن مجید کے مطالعہ کے بعد ہی پوری ہوئی ہے۔

قرآن مجید دنیا کی وہ عظیم کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ اگر نہیں پڑھتے تو صرف ہندوستانی مسلمان ہی نہیں پڑھتے، اگر پڑھتے ہیں تو سمجھ کر عقل نہیں کرتے، اگر مسلمان ایسی عظیم ترین کتاب کو غور و فکر کے ساتھ آج بھی پڑھنے لگیں اور اس پر عمل کرنے لگیں تو وہ کامیابیوں کے بلند منازل طے کر سکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم مسلمان پہلے خود اور پھر اپنے بچوں کو اس کی تعلیم سے آراستہ کریں اور اس کی ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہوئے قرآن مجید کی تعلیمات کو زندہ کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت یونس علیہ السلام

آج نویں تراویح ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک سورت نازل فرمائی جس کا نام ایک نبی کے نام پر سورہ یونس رکھا گیا ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور نبی ہوئے، ان کی قوم عراق میں موصل کے مشہور مقام نینوا میں رہا کرتی تھی، ان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو ایمان کی دعوت دی تو انہوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو آگاہ کر دو کہ تین دن کے اندر اندر تم پر عذاب آنے والا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے قوم میں اس کا اعلان کر دیا، قوم یونس نے آپس میں مشورہ کیا تو اس پر سب کا اتفاق ہوا کہ ہم نے کبھی یونس کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا، اس لئے ان کی بات نظر انداز کرنے کے قابل نہیں۔ مشورہ میں یہ طے ہوا کہ یہ دیکھا جائے کہ یونس رات کو ہمارے اندر اپنی جگہ مقیم رہتے ہیں تو سمجھ لو کہ کچھ نہیں ہوگا اور اگر وہ یہاں سے کہیں چلے گئے تو یقین کر لو کہ صبح کو ہم پر عذاب آئے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے حکم کے

مطابق رات کو اس بستی سے نکل گئے، صبح ہوئی تو عذاب الہی ایک سیاہ دھوئیں اور بادل کی شکل میں ان کے سروں پر منڈلانے لگے اور فضاء آسمانی سے نیچے ان کے قریب ہونے لگا تو ان کو یقین ہو گیا کہ ہم سب ہلاک ہونے والے ہیں، یہ دیکھ کر انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا کہ ان کے ہاتھ پر مشرف بایمان ہو جائیں اور پچھلے انکار سے توبہ کر لیں مگر حضرت یونس علیہ السلام کو نہ پایا، تو خود ہی اخلاص نیت کے ساتھ توبہ و استغفار میں لگ گئے، بستی سے ایک میدان میں نکل آئے، عورتیں بچے اور جانور سب اسی میدان میں جمع ہو گئے، ٹاٹ کے کپڑے پہن کر عجز و زاری کے ساتھ اس میدان میں توبہ کرنے اور عذاب سے پناہ مانگنے میں اس طرح مشغول ہوئے کہ پورا میدان آہ و بکا سے گونجنے لگا، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور عذاب ان سے ہٹا لیا۔

روایات میں ہے کہ یہ عاشورہ یعنی دسویں محرم کا دن تھا، ادھر حضرت یونس علیہ السلام بستی سے باہر اس انتظار میں تھے کہ اب اس قوم پر عذاب نازل ہوگا، ان کے توبہ و استغفار کا حال ان کو معلوم نہ تھا، جب عذاب ٹل گیا تو ان کو فکر ہوئی کہ مجھے جھوٹا قرار دیا جائے گا، کیونکہ میں اعلان کر چکا تھا کہ تین دن کے بعد عذاب آجائے گا، اس قوم میں قانون یہ تھا کہ جس شخص کا جھوٹ معلوم ہو اور وہ اپنے کلام پر کوئی شہادت نہ پیش کرے تو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا، حضرت یونس علیہ السلام کو فکر ہوئی کہ مجھے جھوٹا قرار دے کر قتل کر دیا جائے گا، انبیاء علیہم السلام ہر گناہ سے معصوم ہوتے ہیں مگر انسانی فطرت و طبیعت سے جدا نہیں ہوتے، اس وقت حضرت یونس علیہ السلام کو طبعی طور پر یہ ملال ہوا کہ میں نے بحکم الہی اعلان کیا تھا اور اب میں اعلان کی وجہ سے جھوٹا قرار دیا جاؤں گا اور اپنی جگہ واپس جاؤں تو کس منہ سے جاؤں اور قوم کے قانون کے مطابق قتل کیا

جاؤں، اس رنج و غم و پریشانی کے عالم میں اس شہر سے نکل جانے کا ارادہ کر کے چل دیئے، یہاں تک کہ بحر روم کے کنارے پہنچ گئے، وہاں ایک کشتی دیکھی جس میں لوگ سوار ہو رہے تھے، حضرت یونس علیہ السلام کو ان لوگوں نے پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے سوار کر لیا، کشتی روانہ ہو کر جب وسط دریا میں پہنچ گئی تو اچانک ٹھہر گئی، نہ آگے جاتی ہے نہ پیچھے جاتی ہے، کشتی والوں نے منادی کی کہ ہماری اس کشتی میں من جانب اللہ یہی شان ہے کہ جب اس میں کوئی ظالم گناہگار بھاگا ہو غلام سوار ہو جاتا ہے تو یہ کشتی خود بخود رُک جاتی ہے، اس آدمی کو ظاہر کر دینا چاہئے تاکہ ایک آدمی کی وجہ سے سب پر مصیبت نہ آئے۔ حضرت یونس علیہ السلام بول اٹھے کہ وہ بھاگا ہو غلام گناہگار میں ہوں، کیونکہ اپنے شہر سے غائب ہو کر کشتی میں سوار ہونا ایک طبعی خوف کی وجہ سے تھا، باذن الہی نہ تھا، اس بغیر اذن کے اس طرف آنے کو حضرت یونس علیہ السلام کی پیغمبرانہ شان نے ایک گناہ قرار دیا کہ پیغمبر کی کوئی نقل و حرکت بلا اذن کے نہ ہونی چاہئے تھی، اس لئے فرمایا کہ مجھے دریا میں ڈال دو تو تم سب اس عذاب سے بچ جاؤ گے، کشتی والے اس پر تیار نہ ہوئے بلکہ انہوں نے قرعہ اندازی کی، تاکہ قرعہ میں جس کا نام نکلے اس کو دریا میں ڈال دیا جائے، اتفاقاً قرعہ میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا، ان لوگوں کو اس پر تعجب ہوا تو کئی مرتبہ قرعہ اندازی کی، ہر مرتبہ بحکم قضاء و قدرت حضرت یونس علیہ السلام کا نام آتا رہا، دوسری طرف ایک بہت بڑی مچھلی بحکم خداوندی کشتی کے قریب منہ پھیلانے ہوئے لگی ہوئی تھی کہ یہ دریا میں آئیں تو ان کو اپنے پیٹ میں جگہ دوں، جس کو حق تعالیٰ نے پہلے سے حکم دے رکھا تھا کہ یونس کا جسم تیرے پیٹ کے اندر رکھا جائے گا یہ تیری غذا نہیں بلکہ ہم نے تیرے پیٹ کو اس کا مسکن بنایا، حضرت یونس علیہ السلام دریا میں گئے تو فوراً اس مچھلی نے منہ میں لے لیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت یونس علیہ السلام اس مچھلی کے پیٹ میں چالیس روز رہے، یہ ان کوزمین کی تہہ تک لیجاتی اور درواز کی مسافتوں میں پھرتی رہی، بعض حضرات نے سات اور بعض نے پانچ اور بعض نے ایک دن کے چند گھنٹے مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی مدت بتلائی، اس حالت میں حضرت یونس علیہ السلام نے یہ دعا کی لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور بالکل صحیح سالم حضرت یونس علیہ السلام کو دریا کے کنارے پر ڈال دیا، مچھلی کے پیٹ کی گرمی سے ان کے بدن پر کوئی بال نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے قریب ایک کدو کا درخت اگا دیا جس کے پتوں کا سایہ بھی حضرت یونس علیہ السلام کیلئے ایک راحت کی چیز بن گئی اور ایک جنگلی بکری کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرما دیا کہ وہ صبح و شام ان کے پاس آکھڑی ہوتی، وہ اس کا دودھ پیتے، اس طرح حضرت یونس علیہ السلام کو اس لغزش پر تنبیہ بھی ہوگئی اور بعد میں ان کی قوم کو بھی پورا حال معلوم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



رمضان المبارک

اور مسجد کے آداب و فضائل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرٍ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاْتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِیْهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ یُّضِلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ
وَآتٰی الزَّكٰوةَ وَلَمْ یَحْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰی اُوْلٰئِكَ اَنْ یَكُوْنُوْا مِنْ
الْمُهْتَدِیْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”خدا کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور روز قیامت پر ایمان

لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

یہی لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں داخل ہوں۔“

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! رمضان المبارک قریب آرہا ہے، بحمد اللہ اس کا استقبال کرنے کا ایک اور موقع ہمیں نصیب ہو رہا ہے، اس موقع پر مسجدوں میں نمازیوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے اور خاص کر افطار روزہ دار مسلمان مسجدوں میں دعا و افطار کو پسند کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کا طریقہ رہا ہے، چونکہ مسجدوں کا ادب و احترام اور ان کی پاکی صفائی کا شریعت میں خاص حکم دیا گیا ہے، اس لئے اس سلسلہ میں چند باتیں عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

قرآن کریم میں کئی جگہ مسجد کا تذکرہ کیا گیا ہے، ایک جگہ مسجد کے تعلق سے ارشاد فرمایا گیا کہ مسجدوں کو آباد کرنا انہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نمازوں کی پابندی کی اور زکوٰۃ ادا کی اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور سے نہ ڈرے، ایسے لوگوں کے بارے میں امید ہے کہ یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

مسجد کی آبادی یہ ہے کہ مسجد کا ادب و احترام کیا جائے اور وہ تمام اعمال کئے جائیں جو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کیا کرتے تھے اور مسجد کی پاکی صفائی کا خاص خیال رکھا جائے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت والوں کا حال بیان فرمایا ہے کہ وہ ایسے گھروں میں جا کر عبادت کیا کرتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان گھروں کا ادب و احترام کیا جائے اور ان میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے، ان گھروں میں ایسے لوگ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے کسی کی خرید و فروخت غافل نہیں کرتی، وہ لوگ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل پلٹ جائیں گے اور بہت سی

آنکھیں الٹ جائیں گی۔ ان گھروں سے مراد مساجد ہے، اور ان کا ادب یہ ہے کہ ان میں ناپاکی کی حالت میں نہ جایا جائے، شور نہ مچایا جائے، دنیا کے کام اور دنیا کی باتیں نہ کی جائیں، بدبودار چیز کھا کر نہ جایا جائے۔

مسجد کا مقام

ان دو آیتوں کے بعد چند احادیث کا ذکر کرتا ہوں جن میں مسجد کی فضیلت بھی ہے اور ان کے آداب و احترام اور پاک و صاف رکھنے کے احکام بھی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مساجد زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، یہ آسمان والوں کے لئے ایسے چمکتے ہیں جیسا کہ زمین والوں کے لئے آسمان کے ستارے چمکتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے کوئی مسجد بنائی جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح و شام مسجد میں جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں مہمانی کا انتظام فرماتا ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صبح اور شام مسجد میں جانا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے میں داخل ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد متقی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ جس کا گھر مسجد ہو، اسے راحت دوں گا، اس پر رحمت نازل کروں گا، پل صراط کا راستہ آسان کر دوں گا، اپنی رضا نصیب کروں گا اور اسے جنت میں داخل کروں گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم کسی کو بکثرت مسجد میں آنے والا دیکھو تو اس کے ایمان دار ہونے کی گواہی دو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے مساجد کو ٹھکانہ بنا رکھا تھا یعنی مساجد میں کثرت سے آتا جاتا تھا پھر وہ کسی کام میں مشغول ہو گیا یا بیماری کی وجہ سے رک گیا پھر اس نے دوبارہ مساجد کو اسی طرح ٹھکانہ بنا لیا تو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ کر ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے کہ گھر کے لوگ اپنے کسی گھر والے کے واپس آنے پر خوش ہوتے ہیں۔

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مساجد کے لئے کچھ کھونٹے ہیں، یعنی جو لوگ کثرت سے مسجدوں کو جمع رہتے ہیں وہ مسجدوں کے کھونٹے ہیں، فرشتے ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں، اگر وہ مسجدوں میں موجود نہ ہوں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو فرشتے ان کی عیادت کرتے ہیں، اگر وہ کسی ضرورت کے لئے جائیں تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مسجد میں بیٹھنے والا تین فائدوں میں سے ایک فائدہ حاصل کرتا ہے، کسی بھائی سے ملاقات ہوتی ہے، کوئی دینی فائدہ ہو جاتا ہے یا کوئی حکمت کی بات سننے کو مل جاتی ہے یا اللہ تعالیٰ کی رحمت مل جاتی ہے، جس کا ہر مسلمان کو انتظار رہتا ہے یا کم از کم اللہ اللہ کرتا ہے تو فوائد و منافع کہیں نہیں گئے۔

مسجد بنانے اور صاف رکھنے کا حکم

مسلمانوں کی آبادی میں مسجد کا ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر مسلمانوں کی آبادی کا تصور نہیں ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو اپنے لئے کوئی مکان بنانے سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی، اس کے بعد آپ کے حجرے بنے۔ اسی طرح مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم بھی دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، یہاں نماز پڑھی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے، ضروری ہے کہ ان کو صاف ستھرا رکھا جائے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مساجد بنانے کا حکم فرمایا اور اس بات کا بھی حکم دیا کہ مساجد کو صاف ستھرا رکھا جائے اور ان میں خوشبو بسائی جائے۔

چنانچہ روایتوں میں ہے کہ مسجد نبوی میں جمعہ کے دن خاص طور پر عود جلایا جاتا تھا اور مسجدوں کو چاروں طرف خوشبودی جاتی تھی، مسجد کی دیوار پر کسی صحابی نے تھوک دیا تو آپ ﷺ نے اس کو اپنے دست مبارک سے صاف فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ مسجدوں کو اس طرح گندانہ کرو۔

مسجد کی صفائی کا خیال رکھنے والے کو کیا ملتا ہے؟ اس کو حدیث سے معلوم کریں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت مسجد سے کوڑا کرکٹ اٹھاتی تھی اس کا انتقال ہو گیا، صحابہ کرام نے اس کو معمولی سمجھ کر رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع نہیں دی اور اس عورت کو رات میں دفن کر دیا، جب نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو مجھے اطلاع دیدیا کرو۔ آپ ﷺ نے اس عورت کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میں نے اسے جنت میں دیکھا ہے اس لئے کہ وہ مسجد سے کوڑا کرکٹ اٹھاتی تھی۔

آخرت میں اللہ تعالیٰ جس کو جہنم سے بچادیں اور جنت میں داخل فرمادیں اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور اس عورت نے اس عمل سے وہ عظیم ترین کامیابی حاصل کر لی، یہ سب کچھ اخلاص و محبت کا نتیجہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے گھروں یعنی مسجدوں سے محبت ہونی چاہئے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد سے محبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ جڑنے والے اور مسجدوں میں وقت گزارنے والے فتنوں سے محفوظ رہتے ہیں اور جب بندہ مومن مسجد میں آجاتا ہے یا اسے جماعت مسلمین مل جاتی ہے تو مسجد کی ساری رحمتیں اور برکتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔

مساجد اللہ کے گھر ہیں، ان کی تعظیم واجب ہے۔ حضرت انس t سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ مجھ سے محبت کرے، اور جو مجھ سے محبت رکھنا چاہے اس کو چاہئے کہ قرآن مجید سے محبت کرے، اور جو قرآن مجید سے محبت رکھنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ مسجدوں سے محبت کرے، کیونکہ وہ اللہ کے گھر ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور ان میں برکت بھی رکھی ہے، اور ان کے رہنے والے بھی بابرکت ہیں، اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں، اور ان کے رہنے والے بھی حفاظت میں، وہ لوگ اپنی نمازوں میں مشغول ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے کام بناتے ہیں اور حاجتیں پوری کرتے ہیں، وہ مسجدوں میں ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے پیچھے ان کی چیزوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مسجد سے ناپاکی اور گندگی اور ایذا کی چیز کو نکال دیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے گھروں میں بھی مسجدیں یعنی نماز پڑھنے کی مخصوص جگہیں بنائیں اور ان کو پاک و صاف رکھیں۔ اس حدیث پر خاص طور سے وہ احباب غور فرمائیں جن کے ہنگلے کروڑوں روپیہ سے بنتے ہیں اور ان کے گھروں میں نماز کے لئے کوئی مخصوص کمرہ نہیں بنتا۔ کتنے افسوس کی بات ہے؟

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے فرض نماز کے لئے مسجد چلا اس کا ثواب اس شخص جیسا ہے جو احرام باندھ کر گھر سے حج کے لئے نکلے، اور جو شخص نماز اشراق کے لئے اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف چلا تو اس کا ثواب عمرہ کرنے والے جیسا ہے۔ اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کی وجہ سے بشرطیکہ ان دونوں کے درمیان بات نہ کرے علیین میں لکھی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مرد کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا گھر میں یا دکان میں نماز پڑھنے کی نسبت ستائیس درجہ زیادہ ہے۔ اور یہ اسلئے کہ جب کوئی شخص وضو کرے اور اچھی طرح سنت کے مطابق وضو کرے، پھر مسجد کی طرف نماز کی نیت سے چلے اور کوئی غرض نہ ہو تو ہر ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ مسجد پہنچ جائے، پھر جب تک جماعت کے انتظار میں بیٹھا رہے گا اس کو نماز ہی کا ثواب ملتا

رہے گا اور فرشتے اس کیلئے یہ دعا کرتے رہیں گے کہ یا اللہ اس پر رحمت نازل فرما اور اس کی مغفرت فرما، جب تک وہ کسی کو ایذا نہ پہنچائے اور اس کا وضو نہ ٹوٹے۔

حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں مہمانوں کی طرح رہو اور مسجدوں کو گھر بناؤ اور اپنے دلوں کو رقت کی عادت ڈالو، یعنی نرم دل بنو اور اللہ کی نعمتوں پر غور و فکر کرو، اور اللہ کے خوف پر رویا کرو، ایسا نہ ہو کہ خواہشات دنیا تمہیں اس حال سے مختلف کر دیں کہ تم گھروں کی فضول تعمیرات میں لگ جاؤ، جن میں تمہیں رہنا بھی نہ ہو، اور ضرورت سے زیادہ مال جمع کرنے کی فکر میں لگ جاؤ، اور مستقبل کے لئے ایسی فضول تمناؤں میں مبتلا ہو جاؤ جو نہ پاسکو۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو مسجدوں میں آکر جگہ جگہ حلقے بنا کر بیٹھ جائیں گے اور وہاں دنیا ہی کی اور اس کی محبت کی باتیں کریں گے، تم ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے مسجد میں آنے والوں کی ضرورت نہیں ہے۔

مساجد کے آداب

(۱) مسجد میں آئے کچھ لوگوں کو بیٹھا دیکھے تو ان کو سلام کرے اور اگر لوگ عبادت میں مشغول ہوں تو خاموشی کے ساتھ بیٹھ جائے۔

(۲) مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھے، یہ بھی اس وقت جب کہ مکروہ وقت نہ ہو۔

(۳) مسجد میں خرید و فروخت نہ کرے۔

(۴) وہاں تیر، تلوار یا کوئی بھی ہتھیار نہ نکالے۔

(۵) مسجد میں اپنی گم شدہ چیز تلاش کرنے کا اعلان نہ کرے۔

- (۶) مسجد میں آواز بلند نہ کرے۔
- (۷) مسجد میں دنیا کی باتیں ہرگز نہ کرے۔
- (۸) مسجد میں بیٹھنے کی جگہ میں کسی سے جھگڑانہ کرے۔
- (۹) مسجد میں جہاں صف میں پوری جگہ نہ ہو وہاں گھس کر لوگوں پر تنگی پیدا نہ کرے۔
- (۱۰) مسجد میں کسی نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گذرے۔
- (۱۱) مسجد میں تھوکنے یا ناک صاف کرنے سے پرہیز کرے۔
- (۱۲) مسجد میں انگلیاں نہ چٹخائے۔
- (۱۳) مسجد میں اپنے بدن کے کسی حصہ سے نہ کھیلے۔
- (۱۴) مسجد میں نجاستوں سے پاک و صاف رہے اور کسی چھوٹے بچے یا مجنون کو ساتھ نہ لے جائے۔

(۱۵) مسجد میں کثرت سے ذکر اللہ میں مشغول رہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پندرہ آداب مسجد کو لکھ کر فرمایا ہے کہ جس نے یہ کام کر لئے اس نے مسجد کا حق ادا کر دیا اور مسجد اس کیلئے حفظ و امان کی جگہ بن گئی۔ یہاں یہ بات بھی مناسب ہے کہ عورتوں کے لئے ان کے گھروں میں نماز افضل ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کے عہد میں یہ بات رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے کہ میرے پیچھے نماز پڑھنے سے افضل عورتوں کو اپنے گھر میں پڑھنا ثواب زیادہ دلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



رمضان المبارک اور قرآن کریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاْتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ یُّضِلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰی
وَالْفُرْقَانِ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے۔“

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! رمضان المبارک کے شروع ہوتے ہی ایک روحانی انقلاب آجاتا ہے، جنت میں حور و غلمان بھی خوشیاں مناتے ہیں، زمین و آسمان نور کی بارش میں نہاتے ہیں، انسانوں کے دل و دماغ منور ہو جاتے ہیں، ہر

طرف نور ہی نور، ہر طرف رونق ہی رونق، مسجدوں میں چراغاں، گھروں میں سحری و افطار کی تیاریاں، بازاروں میں چہل پہل، گلی کوچوں میں دھوم دھام، سحری و افطار میں سائرن کی آوازیں، صاف ستھرے لباس میں بندگان خدا کا مسجد میں ہجوم، چھوٹوں اور بڑوں، مردوں اور عورتوں غرض سب کے دلوں میں روزہ کا شوق، سبحان اللہ! یہ مہینہ کیا آیا انسانوں کو ہی بدل کر رکھ دیا، مومنوں کی بہار آگئی، دلی مراد مل گئی، کاش یہ بدلاؤ پائیدار ہوتا۔ رمضان کے شروع کے دس بارہ دنوں میں مسجدوں میں رونق ہوتی ہے پھر یہ بازاروں میں چلی جاتی ہے، بازاروں کو حدیث میں بدترین جگہ کہا گیا ہے۔ شب قدر کے دنوں میں بھی مسجدیں خالی نظر آتی ہیں، پورے سال جس مبارک مہینہ کا انتظار کر رہے تھے اتنی جلدی اس کی بے قدری شروع کر دی، ذرا ملاحظہ کیجئے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس مبارک مہینہ کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔

شعبان کے آخر میں حضور ﷺ کا وعظ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے، بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا، اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔

اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کیلئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا، اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا، مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے، تو آپ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی پلا دے اس پر بھی مرحمت فرمادیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں ہلکا کر دے اپنے غلام و خادم کے بوجھ کو، حق تعالیٰ شانہ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی دیتے ہیں اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو، جن میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میری حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میری امت میں ہر وقت پانچ سو برگزیدہ بندے اور چالیس ابدال رہتے ہیں۔ جب کوئی شخص ان میں سے مرجاتا ہے فوراً دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے خصوصی اعمال کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظلم کرنے والوں سے درگزر کرتے

ہیں اور برائی کا معاملہ کرنے والوں سے (بھی) احسان کا برتاؤ کرتے ہیں، اور اللہ کے عطا فرمائے ہوئے رزق میں لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا برتاؤ کرتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث سے نقل کیا ہے کہ جو شخص بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے یا مسافر کو شبِ باشی کی جگہ دے حق تعالیٰ شانہ قیامت کے ہولوں سے اس کو پناہ دیتے ہیں۔ یحییٰ برکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پر ہر ماہ ایک ہزار درہم خرچ کرتے تھے تو حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سجدے میں ان کے لئے دعا کرتے تھے کہ یا اللہ یحییٰ نے میری دنیا کی کفالت کی تو اپنے لطف سے اس کی آخرت کی کفایت فرما۔ جب یحییٰ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے خواب میں ان سے پوچھا کہ کیا گزری؟ انہوں نے کہا کہ سفیان کی دعا کی بدولت مغفرت ہوئی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ افطار کرانے کی فضیلت ارشاد فرمائی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور شبِ قدر میں جبرئیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں، اور جس سے حضرت جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں (اس کی علامت یہ ہے کہ) اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مشہور محدث ہیں روزانہ پچاس آدمیوں کے روزہ افطار کرانے کا اہتمام کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ قیامت تک کے لئے

یہ دھیان رکھنا چاہئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وعظ قیامت تک آنے والے امتیوں کیلئے ہے۔ اسے بار بار پڑھ کر ایک ایک لفظ پر غور کرنے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ رمضان کے پورے مہینے کے روزے ہر مسلمان، تندرست، عاقل،

بالغ پر فرض ہیں، ایک دن کے روزے کو بھی چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔ روزے کا بے حد ثواب ہے، دنیا میں اسے قسم قسم کی رحمتوں اور نعمتوں سے نوازا جاتا ہے اور آخرت میں ان کی قبروں سے خوشبوئیں پھوٹ رہی ہوں گی اور حساب کتاب معاف کر کے فرمایا جائے گا کھاؤ پیو، چونکہ تم نے دنیا میں روزے رکھے تھے۔ جنت میں انہیں ریان دروازہ سے داخل کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندے نے روزے میرے لئے رکھے ہیں ہی اس کا اجر دوں گا۔ سحری میں تین منٹ پہلے سحری ختم کر دینی چاہئے اور افطار غروب سے دو تین منٹ بعد کرنا چاہئے، تاکہ روزہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔ جس کا روزہ چھوٹ جائے وہ رمضان کے بعد روزے رکھے۔ شرعی عذر والے کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، اور وہ عذر ہیں سفر میں ہو، حمل کی حالت میں ہو، بچہ کو دودھ پلانا ضروری ہو، بیماری ہو، بڑھاپا زیادہ ہو، روزہ سے ہلاک ہونے کا ڈر ہو، اکراہ شرعی ہو، عقل میں فتور ہو، جہاد کا موقع ہو، عذر ختم ہونے کے بعد یہ لوگ بھی قضا کریں گے۔

اگر کوئی روزہ رکھ کر پھر توڑ دے تو اسے قضا بھی کرنی ہوگی اور کفارہ بھی دینا ہوگا، ساٹھ مساکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا ساٹھ روزے مسلسل بغیر ناغہ کے رکھنا، یہ بہت اہم مسئلہ ہے، نوجوانوں کو بالخصوص یاد رکھنا چاہئے، اس ماہ میں دن میں صیام اور رات میں قیام یعنی تراویح دونوں بہت ضروری ہیں۔ روزہ کا افطار اور سحری حلال کمائی پر ہو، رمضان کی چاند رات سے عید کی چاند رات تک روزے فرض ہیں اور تراویح سنت۔ قرآن کریم ایسی جگہ سننا چاہئے جہاں آخر عشرہ میں ختم ہو، تاکہ پورے رمضان تراویح کی پابندی کا بھرپور ثواب ملے، روزہ کو غیبت، جھوٹ، لغو باتوں، غصہ، جھگڑا، لڑائی، بے ایمانی سے مکروہ نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارے پورے جسم

کاروزہ ہے۔ گناہ سے ہر طرح دور رہنے سے ثواب ملتا ہے، پانچ وقت جماعت سے نماز کی پابندی بھی ضروری ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی آوازوں کو قرآن کریم سے حسین بناؤ یعنی اچھی آواز میں صاف صاف پڑھو۔ افسوس قرآن کریم کا شوق ہی ختم ہو گیا، یہ تو ہمیں آخر میں بخشوائے گا، ہمارے حق میں گواہی دے گا، قیامت میں اس کے بارے میں سوال ہوگا، قرآن کریم تجوید کے ساتھ مردوں، عورتوں اور سب کو پڑھنا چاہئے، ترجمہ اور عمل کا بھی شوق پیدا کرنا چاہئے، قرآن پڑھنے والے کے ہر دعا قبول ہوتی ہے، ہر حرف کے بدلہ میں دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برستی ہیں۔

اہل خیر حضرات سے گزارش

آج کل مسجدوں میں طرح طرح کی کتابیں رکھی ہوئی ہیں، لوگ ان میں لگ جاتے ہیں، سب سے پہلے قرآن ہے بعد میں دوسری کتاب۔ یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ رمضان میں اہل خیر حضرات ہزاروں قرآن مکاتب اور مدارس میں بھیج دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو قرآن وہاں پڑھائے جا رہے تھے باوجود صحیح ہونے کے لوگ نئے قرآن کے شوق میں انہیں بوریوں میں بند کر کے بے حرمتی کرتے ہیں، اہل خیر حضرات کو خیر کے کاموں کے ساتھ نظم بنانا ضروری ہے۔ مسجدوں میں، گھروں میں، مکاتب میں قرآن کریم کا احترام لازم ہے ورنہ ہم اللہ کی رحمتوں سے محروم ہوتے رہیں گے۔

زکوٰۃ پوری ادا کریں

نماز، روزہ، حج کی طرح زکوٰۃ بھی اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ زکوٰۃ فرض ہے۔ جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان کے لئے قرآن کریم میں وعید ہے۔ جو لوگ سونا چاندی

جمع کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو، جس دن جہنم کی آگ سے یہ سونے چاندی تپائے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانیاں، کروٹیں، کمر اور پٹھیں داغی جائیں گی اور کہا جائے گا یہ ہے وہ مال و دولت جو تم اپنے لئے جمع کر کے رکھتے تھے تم اپنے جمع کئے ہوئے مال و دولت کا اب خوب مزہ چکھو۔

دنیا کی تکلیف تو ایک دن ختم ہو جاتی ہے، لیکن آخرت کا عذاب تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگا، ذرا غور کیجئے کتنی بڑی سزا ہے، لہذا زکوٰۃ تو ایک ایک پائی کا حساب لگا کر دینی چاہئے، ورنہ اگر کچھ بھی ادا نہ ہو تو یہ عذاب مسلط ہوگا۔

بہت سے لوگ لا پرواہی کرتے ہیں۔ زکوٰۃ پوری دی جائے اور اپنے پڑوس کے یا رشتہ کے مستحق کو اپنے ہاتھ سے دی جائے، ورنہ اگر کسی غیر مستحق کو دے دی تو ادا نہیں ہوگی۔ اسکول اور کالج کے مستحق طلباء کو بھی دے سکتے ہیں، زکوٰۃ کے مسائل علماء سے معلوم کر لینے چاہئیں ورنہ آخرت کا ڈر لگا رہے گا۔

جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یعنی تقریباً چھ سو تیرہ گرام چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یعنی تقریباً ۸۸ گرام سونا اور اس پر سال گذر چکا ہو تو اس پر زکوٰۃ دینی لازم ہے۔ اگر دونوں کم کم ہیں مگر دونوں کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی ہو جاتی ہے یا کچھ سونا ہو، کچھ چاندی ہو، کچھ روپیہ پیسہ ہو اور سب ملا کر چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دینی ہوگی۔ دیتے وقت دل میں نیت ضروری ہے، تجارتی سامان پر سائمنہ یعنی چرائی پر چھوڑے ہوئے جانوروں پر زکوٰۃ ہے۔ زیورات وغیرہ جب بنوائے تھے یا زمین جائیداد تجارت کیلئے جب لی تھی وہ قیمت نہیں لگائی جائے گی بلکہ موجودہ بازار کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

زکوٰۃ کی ادائیگی میں تملیک یعنی مستحق مسکین وغیرہ کو مالک بنانا ضروری ہے۔ مردے کے کفن دفن میں نہیں دے سکتے۔ کنواں بنانے میں، تالاب، سڑک بنانے میں، اسپتال، مسجد، سرائے، مسافر خانہ، شادی گھر وغیرہ بنانے میں زکوٰۃ وصدقہ فطر کا پیسہ نہیں لگا سکتے۔

آج کل مسلمانوں کی حالت بہت خستہ ہے۔ مہنگائی بہت ہے، بہت سے بیمار علاج سے محروم ہیں، طلباء غریبی کی وجہ سے فیس نہیں دے سکتے، کورس نہیں خرید سکتے، ایسے ایسے غریب ہیں جن کے سر پر چھت نہیں ہے، جن کے بچوں کے جسم پر کپڑے نہیں ہیں، جن کے یہاں چولہا نہیں جلتا، جو فاقوں پر مجبور ہیں، شرم دار ہیں، ہاتھ پھیلا نا نہیں جانتے، اپنا حال مصنوعی طور پر بہتر بنا کر رکھتے ہیں۔ نکل کر دیکھئے آپ کے دینی بھائی بہن کیسے کیسے ہیں؟ اپنے ہاتھوں سے انہیں زکوٰۃ دیجئے، خوب دیجئے کہ ان کی ضرورتیں پوری ہو جائیں، انہیں دینے میں زیادہ ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



رمضان المبارک

روزہ اور تقویٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْفُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمْ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم حضرات اور عزیز نوجوانو! یہ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا، وہ قرآن جو انسانوں کے لئے ہدایت ہے اور روشن سچائیاں رکھتا ہے اور حق کو باطل سے الگ کر دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزوں کو فرض فرمایا ہے جیسا کہ خود قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰۤاَيُّهَا

الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم برائیوں سے بچو۔

روزہ کا اجر خود اللہ رب العزت

رمضان المبارک کے متعلق بعض روایتوں میں شہری اور شہر اللہ کے الفاظ بھی آئے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے رمضان کی نسبت اپنی ذات سے جوڑی ہے، یہاں تک فرمایا کہ روزے دار کا اجر میں خود ہوں جیسے کلام الہی کی نشاندہی بھی علماء کرام نے کی ہے۔

ایسے عظیم المرتبت مہینے کو جو کوئی پالے تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ وہ اس مہینے کے روزے رکھے ”تم پر روزے فرض کئے گئے“ کے حکم الہی سے مقصود یہ نہیں کہ انسان فاقہ کر کے اپنے جسم کو تکلیف میں ڈالے، بلکہ اللہ کا یہ حکم نفس انسانی کی تمام تر اصلاح کے لئے ہے، تاکہ لوگوں میں نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھنے کی قوت و صلاحیت پیدا ہو جائے اور وہ متقی پرہیزگار بن جائے۔

آیت میں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کے الفاظ آئے ہیں یعنی تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ تقویٰ عربی لفظ ہے، جس کے معنی پرہیزگاری کے ہوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے تقویٰ کے معنی دریافت کئے تھے تو آپ نے مثال دے کر اس کی وضاحت کی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی خاردار جھاڑی میں سے گزرتے ہوئے اپنے کپڑوں کو کانٹوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کے مانند تقویٰ ہے، یعنی تقویٰ برائیوں سے عداوت چھپنے کا نام ہے، برائیوں سے بچنے کی تربیت کے لئے اللہ رب العزت نے اس مہینے میں تمام حلتوں اور حوائج ضروریہ پر دن کے اوقات میں حکم امتناع لگا دیا، بجز ان لوگوں کے جو

مریض ہیں، ضعیف ہیں، یا سفر میں ہیں، یہ حکم امتناع ہی روزہ کہلاتا ہے۔ روزہ رکھ کر بندہ جہاں حلال چیزوں سے رک جاتا ہے اور ضروری حاجتوں پر قابو پالیتا ہے تو حرام کاموں اور نو اہی سے بچنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ روزہ بظاہر سختی سے عبارت سمجھا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے لئے آسانی اور نرمی چاہتے ہیں، سختی و تنگی نہیں چاہتے، اس لئے ایسی عبادتوں میں سختی اور تنگی کے احساس کو خدا کی رضا اور خوشنودی کا موجب قرار دینا صحیح نہیں ہو سکتا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اس ماہ مبارک میں چار چیزوں کو کثرت سے کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے، یعنی کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت، اور دوسری دو چیزیں ایسی ہیں جن سے ہمیں چارہ کار نہیں، اول جنت کی طلب کرنا اور دوسرے آگ سے پناہ مانگنا۔

پھر اس ماہ میں ایک رات شب قدر ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل ہے۔ ماہ رمضان میں غم خواری کی تلقین صرف ماہ مبارک تک ہی محدود نہیں، بلکہ بندہ اپنی تمام زندگی میں ان اعمال کو یکسوئی و اخلاق کے ساتھ کرتا رہے کہ بے صبری اور شقی القلبی اکثر اوقات سبب آزار اور دوسروں کے لئے وجہ رنج و غم بن جاتی ہے اور حقوق العباد میں رخنہ پیدا کر دیتی ہیں۔ صبر سے تہی دامن شخص یقیناً خسارے میں رہتا ہے اور نامرادی اس کا مقدر بن جاتی ہے، لوگوں کے تئیں غم خواری کا جذبہ اس کے اندر مفقود ہوتا ہے، لیکن رمضان المبارک میں یہی شخص روزے کی تکالیف اٹھا کر صبر کا مظاہرہ کرتا ہے تو یہی صبر اب دوسروں کے لئے اس کے دل میں ہمدردی کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے، دوسروں کی تکلیف کو اب وہ اپنی تکلیف سمجھتا ہے اور اپنی ذات سے دوسروں کو آزار پہنچانے سے قصد رک جاتا ہے۔

روزہ پرہیزگاری کا ذریعہ

روزے کے ذریعہ یہ حسنات و پرہیزگاری آدمی کے اندر اس وقت پیدا ہوتی ہے جب روزے کے آداب کی رعایت کا خیال رکھا جائے، ورنہ روزے سے بجز بھوکے رہنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

روزے کے آداب

علمائے کرام نے روزہ کے آداب تحریر فرمائے ہیں، روزہ دار کو ان کا اہتمام ضروری ہے۔ اول نگاہ کی حفاظت کہ کسی بے محل جگہ پر نہ پڑے حتیٰ کہ کہتے ہیں کہ بیوی پر بھی شہوت کی نگاہ نہ پڑے۔ پھر اجنبی کا کیا ذکر؟ اور اسی طرح کسی لہو و لعب وغیرہ ناجائز جگہ نہ پڑے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جو شخص اس سے اللہ کے خوف کی وجہ سے بچ رہے حق تعالیٰ شانہ اس کو ایسا نور ایمانی نصیب فرماتے ہیں جس کی حلاوت اور لذت قلب میں محسوس کرتا ہے۔ صوفیاء نے بے محل کی تفسیر یہ کی ہے کہ ہر ایسی چیز کا دیکھنا اس میں داخل ہے جو دل کو حق تعالیٰ شانہ سے ہٹا کر کسی دوسری طرف متوجہ کر دے۔ دوسری چیز زبان کی حفاظت ہے جھوٹ، چغتل خوری، لغو بکواس، غیبت، بدگوئی، بدکلامی، جھگڑا وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ روزہ آدمی کیلئے ڈھال ہے اسلئے روزہ دار کو چاہئے کہ زبان سے کوئی فحش بات یا جہالت کی بات مثلاً تمسخر جھگڑا وغیرہ نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا جھگڑنے لگے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے اور اگر وہ بے وقوف نا سمجھ ہو تو اپنے دل کو سمجھا دے کہ تیرا روزہ ہے، تجھے ایسی لغوبات کا جواب دینا مناسب نہیں، بالخصوص غیبت اور جھوٹ سے تو بہت ہی احتراز ضروری ہے کہ بعض علماء کے نزدیک اس سے روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

دو عورتوں کا واقعہ

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا، روزہ میں اس شدت سے بھوک لگی کہ ناقابل برداشت بن گئی، ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں۔ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو حضور ﷺ نے ایک پیالہ ان کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس میں تے کرنے کا حکم فرمایا، دونوں نے تے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون نکلا، لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے حق تعالیٰ شانہ کی حلال روزی سے روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتی رہیں۔ اس حدیث سے ایک مضمون اور بھی مترشح ہوتا ہے کہ غیبت کرنے کی وجہ سے روزہ زیادہ معلوم ہوتا ہے، حتیٰ کہ وہ دونوں عورتیں روزہ کی وجہ سے مرنے کے قریب ہو گئیں۔ اسی طرح اور گناہوں کا بھی حال ہے اور تجربہ اس کی تائید کرتا ہے کہ روزہ میں اکثر متقی لوگوں پر ذرا بھی اثر نہیں ہوتا اور فاسق لوگوں کی اکثر بری حالت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر یہ چاہیں کہ روزہ نہ لگے تب بھی اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ گناہوں سے اس حالت میں احتراز کریں، بالخصوص غیبت سے جس کو لوگوں نے روزہ کاٹنے کا مشغلہ تجویز کر رکھا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام پاک میں غیبت کو اپنے بھائی کے مردار گوشت سے تعبیر فرمایا ہے اور احادیث میں بھی بہ کثرت اس قسم کے واقعات ارشاد فرمائے گئے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی اس کا حقیقتاً گوشت کھایا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ دانتوں میں خلال کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے تو آج گوشت چکھا بھی نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں شخص کا گوشت تمہارے دانتوں کو لگ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کی غیبت کی تھی

اللہ تعالیٰ اپنے حفظ میں رکھے کہ ہم لوگ اس سے بہت ہی غافل ہیں۔ عوام کا ذکر نہیں خواص مبتلا ہیں، ان لوگوں کو چھوڑ کر جو دنیا دار کہلاتے ہیں، دینداروں کی مجالس بھی بالعموم اس سے کم خالی ہوتی ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اکثر اس کو غیبت بھی نہیں سمجھا جاتا ہے، اگر اپنے یا کسی کے دل میں کچھ کھٹکا بھی پیدا ہو تو اس پر اظہار واقعہ کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔

غیبت کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ غیبت کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کی پس پشت ایسی بات کرنی جو اسے ناگوار ہو، سائل نے پوچھا کہ اگر اس میں واقعتاً وہ بات موجود ہو جو کہی گئی؟ حضور ﷺ نے فرمایا جب ہی تو غیبت ہے۔ اگر واقعہ موجود نہ ہو تب تو بہتان ہے۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کا دو قبروں پر گذر ہوا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب قبر ہو رہا ہے۔ ایک کو لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے، دوسرے کو پیشاب سے احتیاط نہ کر نیکی وجہ سے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ سود کے ستر سے زیادہ باب ہیں، سب سے سہل و ہلکا درجہ اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے، اور ایک درہم سود کا پینتیس زنا سے زیادہ سخت ہے، اور بدترین سود اور سب سے زیادہ خبیث ترین سود مسلمان کی آبروریزی ہے۔ احادیث میں غیبت اور مسلمان کی آبروریزی پر سخت سے سخت وعیدیں آئی ہیں۔

تیسرے جس کا روزہ دار کو اہتمام ضروری ہے وہ کان کی حفاظت ہے ہر مکروہ چیز سے، جس کا کہنا اور زبان سے نکالنا ناجائز ہے اس کی طرف کان لگانا اور سننا بھی ناجائز ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ غیبت کا کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ چوتھی چیز باقی اعضاء بدن مثلاً ہاتھ کا ناجائز چیز کے

پکڑنے سے، پاؤں کا ناجائز چیز کی طرف چلنے سے روکنا اور اسی طرح اور باقی اعضاء بدن کا۔ اسی طرح پیٹ کا افطار کے وقت مشتبہ چیز سے محفوظ رکھنا۔ جو شخص روزہ رکھ کر حرام مال سے افطار کرتا ہے اس کا حال اس شخص کا سا ہے کہ کسی مرض کے لئے دوا کرتا ہے مگر اس میں تھوڑا سا سنکھیا بھی ملا لیتا ہے کہ اس مرض کے لئے تو وہ دوا مفید ہو جائے گی مگر یہ زہر سا تھ ہی ہلاک بھی کر دے گا۔

پانچوے افطار کے وقت حلال مال سے بھی اتنا زیادہ نہ کھانا کہ شکم سیر ہو جائے اس لئے کہ روزہ کی غرض اس سے فوت ہو جاتی ہے۔ مقصود روزہ سے قوت شہوانیہ اور بہیمیہ کام کرنا ہے اور قوت نورانیہ اور ملکیہ کا بڑھانا ہے، گیارہ مہینہ تک بہت کچھ کھایا ہے، اگر ایک مہینہ اس میں کچھ کمی ہو جائے گی تو کیا جان نکل جاتی ہے؟ مگر ہم لوگوں کا حال ہے کہ افطار کے وقت تلافی مافات میں اور سحر کے وقت حفظ ما تقدم میں اتنی زیادہ مقدار کھا لیتے ہیں کہ بغیر رمضان کے اور بغیر روزہ کی حالت کے اتنی مقدار کھانے کی نوبت بھی نہیں آتی۔ علامہ غزالیؒ لکھتے ہیں کہ روزہ کی غرض یعنی قہر ابلیس اور شہوت نفسانیہ کا توڑنا کیسے حاصل ہو سکتا ہے اگر آدمی افطار کے وقت اس مقدار کی تلافی کر لے جو فوت ہوئی؟ حقیقت یہ ہم لوگ بجز اس کے کہ اپنے کھانے کے اوقات بدل دیتے ہیں اس کے سوا کچھ بھی کمی نہیں کرتے، بلکہ اور زیادتی مختلف انواع کی کر جاتے ہیں، جو بغیر رمضان کے میسر نہیں ہوتی۔ لوگوں کی عادت کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ عمدہ عمدہ اشیاء رمضان کے لئے رکھتے ہیں اور نفس دن بھر کے فاقہ کے بعد جب ان پر پڑتا ہے تو خوب زیادہ سیر ہو کر کھاتا ہے، تو بجائے قوت شہوانیہ کے ضعف ہونے کے اور بھڑک اٹھتی ہے، اور جوش میں آ جاتی ہے، اور مقصد کے خلاف ہو جاتا ہے۔ روزہ کے اندر مختلف اغراض اور فوائد اور اس کے مشروع ہونے سے مختلف

منافع مقصود ہیں، وہ سب جب ہی حاصل ہو سکتے ہیں جب کچھ بھوکا بھی ہے۔ بڑا نفع تو یہی ہے جو معلوم ہو چکا یعنی شہوتوں کا توڑنا یہ بھی اسی پر موقوف ہے کہ کچھ وقت بھوک کی حالت میں گزرے۔

شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی طرح چلتا ہے، اس کے راستوں کو بھوک سے بند کرو۔ تمام اعضاء کا سیر ہونا نفس کے بھوکا رہنے پر موقوف ہے، جب نفس بھوکا رہتا ہے تو تمام اعضاء سیر رہتے ہیں اور جب نفس سیر ہوتا ہے تو تمام اعضاء بھوکے رہتے ہیں۔ دوسری غرض روزہ سے فقراء کے ساتھ تشبہ اور ان کے حال پر نظر ہے، وہ بھی جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب سحر میں معدہ کو دودھ جلیبی سے اتنا نہ بھر لے کہ شام تک بھوک ہی نہ لگے۔ فقراء کے ساتھ مشابہت جب ہی ہو سکتی ہے جب کچھ وقت بھوک کی بے تکی بھی گزرے۔ بشر حائی کے پاس ایک شخص گئے وہ سردی میں کانپ رہے تھے اور کپڑے پاس رکھے ہوئے تھے، انہوں نے پوچھا کہ یہ وقت کپڑے نکالنے کا ہے؟ فرمایا کہ فقراء بہت ہیں اور مجھ میں ان کی ہمدردی کی طاقت نہیں، اتنی ہمدردی کر لوں کہ میں بھی ان جیسا ہو جاؤں۔ مشائخ صوفیاء نے عامۃً اس پر تنبیہ فرمائی ہے اور فقہانے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ صاحب مراقی الفلاح لکھتے ہیں کہ سحر میں زیادتی نہ کرے جیسا کہ متمتع لوگوں کی عادت ہے کہ یہ غرض کو فوت کر دیتا ہے۔ علامہ طحاویؒ اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ غرض کا مقصود یہ ہے کہ بھوک کی تلخی کچھ محسوس ہو، تا کہ زیادتی ثواب کا سبب ہو اور مساکین و فقراء پر ترس آسکے۔ خود نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ کو کسی برتن کا

بھرنا اس قدر ناپسند نہیں ہے جتنا کہ پیٹ کا پُر ہونا ناپسند ہے۔ ایک جگہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی کیلئے چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی رہے۔ اگر کوئی شخص بالکل کھانے پر تل جائے تو اس سے زیادہ نہیں کہ ایک تہائی پیٹ کھانے کیلئے رکھے اور ایک تہائی پینے کیلئے اور ایک تہائی خالی۔ آخر کوئی تو بات تھی کہ نبی کریم ﷺ کئی کئی روز تک مسلسل لگا تار روزہ رکھتے تھے کہ درمیان میں کچھ بھی نوش نہیں فرماتے تھے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کو پورے رمضان المبارک دیکھا ہے کہ افطار و سحر دونوں وقت کی مقدار تقریباً ڈیڑھ چپاتی سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ کوئی خادم عرض بھی کرتا تو فرماتے کہ بھوک نہیں ہوتی، دوستوں کے خیال کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں۔ اور اس سے بڑھ کر حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کے متعلق سنا ہے کہ کئی کئی دن مسلسل ایسے گزر جاتے تھے کہ تمام شب کی مقدار سحر و افطار بے دودھ کی چائے کے چند فنجان کے سوا کچھ نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت کے مخلص خادم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مدظلہ العالی نے لجاجت سے عرض کیا کہ ضعف بہت ہو جائے گا حضرت کچھ تناول ہی نہیں فرماتے، تو حضرت نے فرمایا الحمد للہ جنت کا لطف حاصل ہو رہا ہے۔

روزہ رکھ کر بھی ڈرنا چاہئے

چھٹے جس کا لحاظ روزہ دار کے لئے ضروری ہے فرماتے ہیں کہ روزہ کے بعد اس سے ڈرتے رہنا بھی ضروری ہے کہ نہ معلوم یہ روزہ قابل قبول ہے یا نہیں؟ اور اسی طرح ہر عبادت کے ختم پر کہ نہ معلوم کوئی لغزش جس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا ایسی تو نہیں ہوگی جس کی وجہ سے یہ منہ پر مار دیا جائے۔

ریا کاری کا عبرت ناک انجام

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے ہیں کہ قرآن پاک ان کو لعنت کرتا رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت میں جن لوگوں کا اولین مرحلہ میں فیصلہ ہوگا (ان کے منجملہ) ایک شہید ہوگا جس کو بلایا جائے گا اور اللہ کے جو جو انعام دنیا میں اس پر ہوئے تھے وہ اس کو جتائے جائیں گے، وہ ان سب نعمتوں کا اقرار کرے گا اس کے بعد اس سے پوچھا جائے گا کہ ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ تیرے راستہ میں قتال کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے، بلکہ قتال اسلئے کیا تھا کہ لوگ بہادر کہیں، سو کہا جا چکا۔ اس کے بعد حکم ہوگا اور منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ایسے ہی ایک عالم بلایا جائے گا، اس کو بھی اسی طرح سے اللہ کے انعامات جتلا کر پوچھا جائے گا کہ ان انعامات کے بدلے میں کیا کارگزاری ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کی خاطر تلاوت کی۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اسلئے کیا گیا تھا کہ لوگ علامہ کہیں سو کہا جا چکا۔ اس کو بھی حکم ہوگا اور منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اسی طرح ایک دولت مند بلایا جائے گا اس سے انعامات الہی شمار کرانے اور اقرار لینے کے بعد پوچھا جائے گا کہ اللہ کی ان نعمتوں میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ کوئی خیر کا راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں میں نے کچھ خرچ نہ کیا ہو۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اسلئے کیا گیا تھا کہ لوگ سخی کہیں، سو کہا جا چکا۔ اس کو بھی حکم ہوگا اور منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اللہ محفوظ فرمائیں کہ یہ سب بدنیتی کے ثمرات ہیں۔ اس قسم کے بہت سے واقعات احادیث میں مذکور ہیں اسلئے روزہ دار کو اپنی نیت کی حفاظت کے ساتھ اس

رمضان المبارک اور حقوق العباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاْتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ یُّضِلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَاحْفِضْ لَهُمَا جَنَاحِ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ الرَّحْمٰهُمَا كَمَا
رَبَّیْنٰی صَغِیْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی (ان کے حال) پر رحمت فرما۔“

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ اس میں روزے، تراویح کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا بھی اہتمام کرنا ہے۔ اسلام کے احکام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ (۱) اللہ کے حقوق (۲) بندوں کے حقوق۔

حقوق العباد کسے کہتے ہیں؟ اسے آسانی کے ساتھ یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو زندگی دی ہے اور انسان کو من چاہی زندگی گزارنے کے بجائے رب چاہی زندگی گزارنے کیلئے دوسرے انسانوں کے تعلق سے ہر انسان پر کچھ نہ کچھ ذمہ داریاں عائد کی ہیں، تاکہ دوسرے انسانوں کو زندگی گزارنے میں پوری پوری مدد اور سہولت ملتی رہے اور دنیا میں امن و سکون قائم رہے۔ پھر سب سے بڑی عبادت نماز کے بعد اگر انسان اپنے اپنے فرائض اور حقوق کو ادا کرتا رہے تو اس کی یہ خدمت بھی عبادت میں شمار ہوتی رہے گی۔ یہ اللہ جل شانہ کا ہم پر بے انتہا احسان ہے کہ اس نے انسانوں پر زندگی کے ہر شعبہ کے حقوق بتلا کر اسلامی معاشرے کو امن و سکون کا گہوارہ بنا دیا ہے۔ چنانچہ صدر، بادشاہ اور حاکم پر رعایا کے حقوق و ذمہ داریاں ڈال کر رعایا کو زندگی گزارنا آسان بنا دیا اور رعایا پر اپنے بادشاہ اور حاکم کی فرماں برداری کی ذمہ داریاں ڈال کر بادشاہ کے لئے حکومت کرنے میں آسانی فرمادی۔

شوہر پر بیوی کے حقوق عائد کر کے بیوی کو زندگی گزارنا آسان بنا دیا اور بیوی پر شوہر کے حقوق عائد کر کے شوہر کے لئے گھریلو زندگی کی تمام سہولتیں پیدا فرمادیں۔ ماں باپ پر تربیت اولاد کی ذمہ داریاں ڈال کر اولاد کے مستقبل کو روشن کرنے کی سبیل پیدا کر دی اور اولاد پر ماں باپ کی اطاعت اور کفالت کی ذمہ داریاں ڈال کر ماں باپ کو ہر قسم کا سہارا عطا فرمادیا۔

اسی طرح امیروں پر غریبوں کے حقوق، بڑوں پر چھوٹوں کے حقوق، پڑوسیوں پر پڑوسیوں کے حقوق، ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے حقوق، نیز مسلمانوں پر غیر مسلموں کے حقوق اور ذمہ داریاں ڈال کر زندگی گزارنے کو آسان سے آسان بنا ڈالا، تاکہ دنیا کے ہر انسان کو اس کا حق برابر ملتا رہے اور وہ پورے امن و اطمینان کے

ساتھ اپنی زندگی گزار سکے۔ ان حقوق کی ادائیگی پر حقوق ادا کرنے والے کو نماز کے بعد والی زندگی میں بھی عبادت ہی کا ثواب ملتا رہے گا اور ایک مسلمان کی زندگی چوبیس گھنٹے اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں لگی رہے گی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے مقصد وجود کو ان الفاظ میں یوں بیان فرمایا ”میں نے جنات اور انسانوں نہیں پیدا کیا مگر اپنی عبادت کے لئے۔“

حقوق ادا نہ کرنے پر دنیا میں فساد

اگر انسان آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کریں تو دنیا میں فساد برپا ہوگا، مثلاً بادشاہ اور حاکم اپنے حقوق ادا نہ کریں تو رعایا کی زندگی تکالیف و مشکلات کا شکار ہو جائے گی۔ شوہر بیوی کے حقوق ادا نہ کرے تو بیوی کی زندگی دنیا ہی میں جہنم بن جائے گی، بیوی شوہر کے حقوق ادا نہ کرے تو شوہر کی زندگی پرسکون برباد ہو جائے گا، پڑوسی ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کریں تو امن و سکون غارت ہو جائے گا۔

اسی طرح مسلم غیر مسلموں کے حقوق ادا نہ کریں تو دنیا شرک و کفر اور فتنہ و فساد کے جنگل میں تبدیل ہو جائے گی، امیر لوگ غریبوں کے حقوق ادا نہ کریں تو غریبوں کی زندگی فاقہ کشی کا شکار ہو جائے گی، بالکل اسی طرح ماں باپ اولاد کے حقوق ادا نہ کریں تو اولاد نافرمان، باغی، دین سے دور اور دین کو کمزور کرنے والی بن جائے گی اور اولاد ماں باپ کے حقوق ادا نہ کرے تو ماں باپ کو بڑھاپے میں سہارا اور سکون نہیں ملے گا۔

غرض یہ کہ دنیا میں فساد ہی فساد برپا ہو جائے گا، امن قائم نہیں رہے گا، پس امن کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ تمام انسان ایک دوسرے کے حقوق جن کو اللہ تعالیٰ نے لازم کئے ہیں ادا کرتے رہیں۔

دوسرے مذاہب میں انسانی حقوق کی درجہ وار تفصیل نہیں

اسلام کے سوا دنیا کے دوسرے تمام مذاہب میں ”حقوق العباد“ کا کوئی صحیح اور جامع تصور ہی نہیں اور نہ درجہ وار کوئی تفصیل ہی موجود ہے اور جو کچھ بھی ہے اس پر عمل ہی نہیں کیا جاتا، اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جہاں انسانیت کے ہر طبقہ کے حقوق کے ذریعہ درجہ وار حفاظت کی گئی ہے، چنانچہ اسلام اپنے ماننے والوں کو انتہائی سختی کے ساتھ یوں تاکید کرتا ہے جن کو ان احادیث کی روشنی میں سمجھئے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے لئے حاکم کا حکم سننا اور بجالانا ضروری ہے خواہ اسے پسند ہو یا نہ ہو، مگر جب اسے گناہ کرنے کا حکم دیا جائے تو اسے ناجائز حکم کا نہ ماننا ضروری ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی برائیوں سے مامون و محفوظ نہ ہوں۔ ایک اور روایت میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص کامل مومن نہیں جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان ایذا نہ پائیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ایسے غیر مسلم کو جس کے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے عداً کسی وجہ کے قتل کر دیا تو خدا تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی۔

حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھوں پر ہاتھ مارا اور فرمایا اے مقدم اگر تم مرتے وقت تک حاکم یا منتظم نہ ہوئے تو سمجھو کہ بڑے مزے میں رہے اور بہت بڑی مصیبت سے بچ گئے۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے، پس ساری مخلوقات میں اللہ کو وہ شخص محبوب ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اور حاکم کی اطاعت کی بے شک اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے زبان جانوروں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جب یہ اچھی حالت میں ہوں تو ان پر سواری کیا کرو اور جب اچھی حالت میں نہ ہوں تو ان کو چھوڑ دیا کرو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زنا کار زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا، چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا، شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا، بددیانتی کرنے والا بددیانتی کرتے وقت مومن نہیں رہتا، لٹیروالوٹے وقت جبکہ لٹنے والے مایوسی کی حالت میں اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوں مومن نہیں رہتا، پس بچو تم ان گناہوں سے۔ اسی طرح اسلام یہ اعلان کرتا ہے کہ وعدہ خلافی، جھوٹ، فحش کلامی اور امانت میں خیانت مسلمان کی علامت نہیں۔ غور کیجئے کتنی سخت بات فرمائی جا رہی ہے، اس کے برخلاف دنیا کے دوسرے مذاہب میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے پر اتنی سختی کے ساتھ تاکید نہیں کی گئی، صرف اخلاقیات کے نام پر چند اخلاق کی تعلیم رسماً دی جاتی ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی ملکوں میں حقوق العباد کا کوئی تصور نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے لوگ ماں باپ کے بوڑھے ہو جانے کے بعد ماں باپ کی کوئی خدمت نہیں کرتے اور حکومت ان کو ریٹ روم جیسے بڑے مکانات بنا کر کفالت کرتی رہتی ہے اور وہ بوڑھے ماں باپ اولاد کی خدمت، محبت، ہمدردی، خلوص اور ایثار سے محروم رہتے ہیں۔ جبکہ قرآن کریم میں ہے کہ اگر تمہارے ماں باپ یا دونوں میں سے کوئی ایک بوڑھے ہو جائیں تو انھیں اُف تک نہ بولو، جھڑک کر بات نہ کرو، ان کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، اے اللہ! انہوں نے بچپن میں مجھ پر جیسا رحم کیا ہے تو ان پر ویسا ہی رحم فرما۔ ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں ایسی ہی ہے جیسا کہ پیغمبر کی دعا امت کے لئے۔

ایک واقعہ

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ سے کہا گیا کہ ایک صاحب نزع کی حالت میں ہیں، وہ شدید تکلیف میں ہیں اور ان کا دم نہیں نکل رہا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا ان کی ماں زندہ ہیں؟ کہا گیا کہ ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا بلاؤ، تو ماں کو بلا یا گیا اور کہا گیا کہ کیا تم اپنے بیٹے کو معاف کرنے کے لئے تیار ہو؟ تو ماں نے کہا نہیں، تو حضور ﷺ نے کہا لکڑیاں لاؤ، لکڑیاں لائی گئیں، کہا گیا کہ دیکھو تم معاف کرتی ہو یا میں اسے جلا دوں؟ ماں نے کہا کہ میں معاف کرتی ہوں، جب ماں نے کہا میں معاف کرتی ہوں تو اس وقت اس شخص کا دم نکل سکا اور انہیں موت کی تکلیفوں سے چھٹکارا ملا۔ حضور اقدس ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے کیا تمہارا بیٹا نیک نہیں تھا؟ انہوں نے کہا بہت نیک تھا لیکن میرے حقوق میں کوتاہی کرتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کو ناراض کرنے اللہ سے ناراض ہو جاتا ہے۔

آج کی نو جوان نئی نسل ماں باپ کی نافرمانی میں جہاں بہت آگے بڑھ رہی ہے وہیں ہماری پرانی نسل رشتوں اور ناتوں کو کاٹنے میں بہت باہر نظر آتی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنا جائزہ بار بار نہیں لیتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ماں باپ کی خدمت کرنے، رشتے ناتوں کو جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں ایسے اعمال اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہماری عزتوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا باپ جنت کے دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ ہے اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ اب جو جنت میں جانا چاہتا ہے تو دروازے سے داخل ہوگا، اس کے لئے باپ کو راضی کرنا ضروری ہے، اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، اس کی خدمت کئے بغیر جنت میں نہیں جاسکے گا۔

ماں کا حق ادا نہیں ہو سکتا

ایک صحابی اپنی ماں کی خدمت بہت زیادہ کرتے تھے۔ انھیں کاندھے پر بٹھائے پھرتے، وہ سوچتے تھے کہ جس طرح بچپن میں ان کی ماں نے ان کا خیال رکھا تھا، وہ بھی اسی طرح ان کا خیال رکھ رہے ہیں، اس بارے میں انھوں نے حضور اقدس ﷺ سے کہا کہ میں اپنی ماں کو کاندھے پر بٹھا کر ایک مقام سے لارہا ہوں، جہاں بہت شدید گرمی ہے، اور میری ماں بوڑھی اور ضعیف ہے، بچپن میں انھوں نے میرے ساتھ جو کچھ کیا تھا وہ سب کر رہا ہوں، انھیں نہلاتا ہوں، دھلاتا ہوں، کھلاتا پلاتا ہوں، اب میں کاندھے پر اپنی ماں کو بٹھا کر لئے لئے پھرتا ہوں، کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا؟ تو حضور اقدس ﷺ نے پوچھا ذرا پھر سے بتاؤ تم کیا کہہ

رہے ہو؟ انھوں نے پھر دوبارہ بات پوری بات بتائی، پھر تیسری مرتبہ پوچھا تم ماں کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہو؟ تو انھوں نے پھر اپنی بات دہرائی۔
تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تمہاری پیدائش کے وقت ماں نے جو درد سہے ہیں اس درد کی ایک آہ کا بھی حق ادا نہیں کیا، پیدائش کے موقع پر جو جھٹک لیا ہے اس کا بھی حق ادا نہیں کیا۔

تین آدمیوں کا ایک واقعہ

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے دی جاتی رہی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے پرانے زمانے کا ایک قصہ سنایا کہ تین آدمی کہیں جا رہے تھے، انھوں نے برسات کی وجہ سے ایک غار میں پناہ لی، اس وقت ایک بڑی چٹان غار کے منہ پر آ کر گر گئی اور غار کا منہ بند ہو گیا، چٹان بہت بڑی تھی، یہ تینوں آدمی اس چٹان کو نہیں ہٹا سکتے تھے، اب یہ تینوں یہ سمجھ گئے کہ ہماری قبر بن گئی، ہم اندر ہی اندر مرجائیں گے، اس وقت ان میں سے جو سمجھ دار تھا اس نے کہا چلو دعا کرو، اپنے اچھے اچھے کام جو تم نے کئے ہیں ان کا حوالہ دے کر دعا کرو۔

ایک نے دعا کی کہ اے اللہ! ایک شخص میرے پاس مزدوری کرتا تھا، وہ اپنی مزدوری لئے بغیر کہیں چلا گیا، میں نے اس کے پیسہ سے ایک بکری خریدی، پھر اس بکری سے بہت سی بکریاں پیدا ہوئیں اور اس طرح سے پورا ریوڑ بن گیا، بعد میں وہ شخص اپنا حق لینے آیا تو میں نے کہا جاؤ وہ ریوڑ لے لو، اس نے کہا اللہ کے بندے اللہ سے ڈرا اور میرے ساتھ مذاق مت کر، میں نے کہا میں مذاق نہیں کر رہا ہوں، وہ سب تمہارا مال ہے، تمہارا مال بڑھ کر اتنا ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے اللہ سے دعا

کی اے اللہ اگر تیری بارگاہ میں میرا یہ عمل مقبول ہو تو اس چٹان کو ہٹا دے۔ اس دعا کے بعد چٹان کسی قدر ہٹ گئی اور کچھ روشنی آنے لگی۔

پھر دوسرے شخص نے دعا کی اے اللہ! میرے چچا کی ایک لڑکی تھی، میں نے اس کو گناہ کیلئے اکسایا، تو اس نے مجھ سے اس کے عوض ایک ہزار دینار کا مطالبہ کیا، میں نے اس کو وہ رقم دیدی، اس کے بعد وہ کہنے لگی اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور گناہ مت کر، اس کے بعد میں گناہ کرنے سے باز رہا۔ اے اللہ! میرا یہ عمل تیری بارگاہ میں مقبول ہے تو اس چٹان کو ہٹا دے۔ اس دعا کے بعد چٹان کچھ اور ہٹ گئی۔

پھر تیسرے شخص نے دعا کی اے اللہ! میں روز جانور چرا کر آتا اور پھر پہلے اپنے ماں باپ کو دودھ دیتا اور بعد میں بچوں کو دودھ دیتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ میں دیر سے آیا ماں باپ سو گئے تھے اور بچے بھوک سے رو رہے تھے، میں نے سوچا کہ پہلے میں ماں باپ کو پلا کر ہی بچوں کو پلاؤں گا، بچے پیروں کو پکڑ کر روتے ہوئے سو گئے اور میں ایسا ہی رات بھر دودھ کا پیالہ لئے کھڑا رہا، جب صبح کو ماں باپ اٹھے، میں نے ماں باپ کو دودھ پلانے کے بعد اپنے بچوں کو دودھ پلایا، اس حوالے کے بعد دعا کی اے اللہ! اگر میرا عمل تیری بارگاہ میں مقبول ہے تو اس چٹان کو ہٹا دے۔ دعا قبول ہوئی اور پوری چٹان ہٹ گئی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



رمضان المبارک اور غیبت کا نقصان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاَتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِیْهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضِلِّهٗ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَحْمِ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكْرِهٖ تُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانا پسند کرو گے اور اللہ سے ڈرو“

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! انسانی معاشرہ خصوصاً مسلمان معاشرہ باہمی الفت
و محبت ایک دوسرے سے ہمدردی عفو و درگزر کے صفات سے وجود میں آتا ہے۔ عقیدہ
و نظریات کی بنیاد پر یہ معاشرہ پروان چڑھتا ہے، وہیں معاشرے کو بگاڑنے والی
صفات جیسے جھوٹ جس سے ایک دوسرے میں بے اعتمادی پیدا ہوتی ہے، وعدہ خلافی
اعتبار کھودیتی ہے، خیانت و بددیانتی جھگڑے و فساد کا سبب بنتی ہے، بہتان و الزام

تراشی سے دل پھٹ جاتے ہیں، چغل خوری سینوں میں کدورتیں پیدا کرتی ہیں، غیبت و بدگوئی سے نفرت کا زہر دلوں میں سرایت کر جاتا ہے، بدگمانی سے دلوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، دورخی پن سے اعتماد ایک دوسرے پر سے اٹھ جاتا ہے، بخل و کنجوسی سے کمینہ پن ظاہر ہوتا ہے اور غرور و تکبر سے ہمدردی کے جذبات غائب ہو جاتے ہیں، ان تمام کی اللہ و رسول نے مذمت کی ہے کیونکہ ان کے وجود سے معاشرہ پر اگندہ اور منتشر ہو جاتا ہے۔

ہمارے معاشرہ کی بدترین بیماریاں

آج ہمارے معاشرے میں ایک وبا بہت تیزی سے پھیلی ہوئی ہے جسے ہم آدم خوری سے تعبیر کر سکتے ہیں، ہم جانے انجانے یا بے خبری یا باخبری، کبھی ہمدردی، کبھی افسوس و تاسف، کبھی غصے اور کبھی اصلاح یا کبھی ڈھٹائی سے ہم ایک دوسرے کا گوشت کھاتے نظر آتے ہیں، کہیں دو چار آدمی جمع ہوں وہاں اپنے بھائی کا گوشت کھاتے نظر آتے ہیں، کبھی مجلسوں میں غیر حاضر بھائی کا ٹھٹھا مذاق اڑایا جاتا ہے اور پتہ ہی نہیں ہوتا کہ ہم کیا کھا رہے ہیں۔

بدترین بیماری غیبت و بدگوئی ہے، یہ اخلاقی بیماری معاشرے کو پراگندہ کرنے والی، دلوں میں زہر گھولنے والی اور مسلمان کو مسلمان سے کاٹنے والی ہے، یہ وبا ایک دوسرے کو دوسرے کو پھر تیسرے کو اس طرح سینکڑوں افراد تک پھیل جاتی ہے، فرد متعلقہ کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کون کون اور کہاں کہاں اس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

غیبت کسی فرد کی اس کے پیٹھ پیچھے کی جاتی ہے۔ غیبت کرنے والا اصلاح کی نیت سے کرتا تو اپنے بھائی کی برائی اور کمزوری بیان نہ کرتا اور اصلاح کی کوشش کرتا تو کوئی بات نہ تھی، مگر یہاں معاملہ الٹا نظر آتا ہے، سینکڑوں افراد جو بات سنتے ہیں وہ

دوسروں کو روایت کر دیتے ہیں، وہ کبھی گوارہ نہیں کرتے کہ حقیقت کو جانیں، یا یہ بھی ہمت نہیں کرتے کہ غیبت کرنے والے کو جس کی غیبت کی جا رہی ہے اور اس سے معاملہ صاف کر لیں، اس طرح فرد متعلقہ ایک عرصے تک لوگوں کی زبانوں پر زیر بحث رہتا ہے اور سینکڑوں افراد کی نگاہوں میں وہ بے وقعت ہو جاتا ہے، وہ آخری فرد ہوتا ہے کہ اس کی برائی کا چرچا عام ہو جاتا ہے، وہ کس کس کے پاس جائے اور کس کس سے معاملہ کی صفائی پیش کرے؟ جو گردوغبار سینکڑوں افراد کے دلوں پر جم گیا اسے صاف کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، جس فرد نے اس کی شروعات کی تھی اس سے مل کر معاملہ صاف کرے تو وہ شخص بھی ڈھٹائی پر اتر آتا ہے، بہت کم افراد صلح صفائی کا طریقہ اختیار کرنا پسند کرتے ہیں۔

دوسری طرف یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لوگ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں کوئی خرابی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غیبت کرنے والا دوسروں کو ہمنوا بنانے کی کوشش کرے، کیونکہ اسے ڈر اور خوف رہتا ہے کہ کہیں فرد متعلقہ دوسروں کو اپنی صفائی پیش کر دے اور اپنی پوزیشن واضح کر دے۔

کسی کی غیبت کرنے والے کی یہ عادت بن جاتی ہے کہ وہ دوسروں کے عیوب تلاش کرتا پھرتا ہے، دور بین لئے ہوئے دوسروں کی کمزوریوں کی کھوج میں لگا رہتا ہے اور ان کی تشہیر کرتا پھرتا ہے، اسی سے ایک دوسرے کے تعلقات میں سختی و کشیدگی پیدا ہوتی ہے، سینے میں نفرت و کدورتوں سے بھر جاتے ہیں اور دل خلوص و محبت سے خالی ہو جاتے ہیں۔

غیبت کیا ہے؟ غیبت اپنے بھائی کی کسی برائی یا کمزوری کو اس کے پیٹھ پیچھے بیان کرنا جس کے بیان کرنے سے اپنے بھائی کو ناگوار گذرے، اور اگر اس میں وہ

کنزوری یا برائی نہیں پائی جاتی ہے تو یہ بہتان ہے۔ مسلمان معاشرہ نیکی و خدا ترسی اور ایک دوسرے کی اصلاح و فلاح و بہبود پر قائم ہوتا ہے۔

ایک دوسرے کی جان و مال عزت آبرو کی حفاظت سے خوشگوار ماحول وجود میں آتا ہے، اس لئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے دونوں پیروں کے درمیان کی چیز (شرم گاہ) کی حفاظت کرے گا اور لوگوں کو برانہ کہے گا، نہ کسی کی برائی اور غیبت کرے گا اور بدکاری و زنا سے بچے گا تو میں اسے جنت کی ضمانت دوں گا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے، جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔ ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آدمی ڈھال سے اپنی حفاظت کرتا ہے اسی طرح روزہ سے بھی اپنے دشمن یعنی شیطان سے حفاظت ہوتی ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ روزہ حفاظت ہے اللہ کے عذاب سے۔ دوسری روایت میں ہے کہ روزہ جہنم سے حفاظت ہے۔

روزہ پھٹ جاتا ہے

ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! روزہ

کس چیز سے پھٹ جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ اور غیبت سے۔

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا، روزہ میں اس شدت سے بھوک لگی کہ ناقابل برداشت ہو گئی، ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں۔ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو حضور ﷺ نے ایک پیالہ ان کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس میں قے کرنے کا حکم فرمایا۔ دونوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون نکلا، لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے حق تعالیٰ شانہ کی حلال روزی سے روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا، کہ

دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتی رہیں۔ اس حدیث سے ایک مضمون اور بھی مترشح ہوتا ہے کہ غیبت کرنے کی وجہ سے روزہ زیادہ معلوم ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ دونوں عورتیں روزہ کی وجہ سے مرنے کے قریب ہو گئیں۔

اسی طرح اور گناہوں کا بھی حال ہے اور تجربہ اس کی تائید کرتا ہے کہ روزہ میں اکثر متقی لوگوں پر ذرا بھی اثر نہیں ہوتا اور فاسق لوگوں کی اکثر بری حالت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر یہ چاہیں کہ روزہ نہ لگے تب بھی اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ گناہوں سے اس حالت میں احتراز کریں، بالخصوص غیبت سے، جس کو لوگوں نے روزہ کاٹنے کا مشغلہ تجویز کر رکھا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام پاک میں غیبت کو اپنے بھائی کے مردار گوشت سے تعبیر فرمایا ہے اور احادیث میں بھی بہ کثرت اس قسم کے واقعات ارشاد فرمائے گئے ہیں، جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی اس کا حقیقتاً گوشت کھایا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ دانتوں میں خلال کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے تو آج گوشت چکھا بھی نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں شخص کا گوشت تمہارے دانتوں کو لگ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کی غیبت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حفظ میں رکھے کہ ہم لوگ اس سے بہت ہی غافل ہیں۔ عوام کا ذکر نہیں، خواص بتلا ہیں، ان لوگوں کو چھوڑ کر جو دنیا دار کہلاتے ہیں، دینداروں کی مجالس بھی بالعموم اس سے کم خالی ہوتی ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اکثر اس کو غیبت بھی نہیں سمجھا جاتا ہے۔ اگر اپنے یا کسی کے دل میں کچھ کھٹکا بھی پیدا ہو تو اس پر اظہار واقعہ کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔

روزہ کے آداب

مشائخ نے روزہ کے آداب میں چند امور تحریر فرمائے ہیں کہ روزہ دار کو ان کا اہتمام ضروری ہے۔ اول نگاہ کی حفاظت کہ کسی بے محل جگہ پر نہ پڑے، حتیٰ کہ کہتے ہیں کہ بیوی پر بھی شہوت کی نگاہ نہ پڑے۔ پھر اجنبی کا کیا ذکر؟ اور اسی طرح کسی لہو و لعب وغیرہ ناجائز جگہ نہ پڑے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جو شخص اس سے اللہ کے خوف کی وجہ سے بچ رہے حق تعالیٰ شانہ اس کو ایسا نور ایمانی نصیب فرماتے ہیں جس کی حلاوت اور لذت قلب میں محسوس کرتا ہے۔ صوفیا نے بے محل کی تفسیر یہ کی ہے کہ ہر ایسی چیز کا دیکھنا اس میں داخل ہے جو دل کو حق تعالیٰ شانہ سے ہٹا کر کسی دوسری طرف متوجہ کر دے۔

دوسری چیز زبان کی حفاظت ہے جھوٹ، چغتل خوری، لغو، بکواس، غیبت، بدگوئی، بدکلامی، جھگڑا وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے۔ اس لئے روزہ دار کو چاہئے کہ زبان سے کوئی فحش بات یا جہالت کی بات مثلاً تمسخر جھگڑا وغیرہ نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا جھگڑنے لگے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے، اور اگر وہ بے وقوف نا سمجھ ہو تو اپنے دل کو سمجھا دے کہ تیرا روزہ ہے، تجھے ایسی لغو بات کا جواب دینا مناسب نہیں، بالخصوص غیبت اور جھوٹ سے تو بہت ہی احتراز ضروری ہے۔

تیسری چیز جس کا روزہ دار کو اہتمام ضروری ہے وہ کان کی حفاظت ہے ہر مکروہ چیز سے، جس کا کہنا اور زبان سے نکالنا ناجائز ہے، اس کی طرف کان لگانا اور سننا بھی ناجائز ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ غیبت کا کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

چوتھی چیز باقی اعضاء بدن مثلاً ہاتھ کا ناجائز چیز کے پکڑنے سے، پاؤں کا ناجائز چیز کی طرف چلنے سے روکنا اور اسی طرح اور باقی اعضاء بدن کا۔ اسی طرح پیٹ کا افطار کے وقت مشتبہ چیز سے محفوظ رکھنا۔ جو شخص روزہ رکھ کر حرام مال سے افطار کرتا ہے اس کا حال اس شخص کا سا ہے کہ کسی مرض کے لئے دوا کرتا ہے مگر اس میں تھوڑا سا سنبھلا بھی ملا لیتا ہے کہ اس مرض کے لئے تو وہ دوا مفید ہو جائے گی مگر یہ زہر سا تھا ہی ہلاک بھی کر دے گا۔

پانچویں چیز افطار کے وقت حلال مال سے بھی اتنا زیادہ نہ کھانا کہ شکم سیر ہو جائے، اس لئے کہ روزہ کی غرض اس سے فوت ہو جاتی ہے۔ مقصود روزہ سے قوت شہوانیہ کا توڑنا ہے اور قوت نورانیہ کا بڑھانا ہے، روزہ کے اندر مختلف اغراض اور فوائد اور اس کے مشروع ہونے سے مختلف منافع مقصود ہیں، وہ سب جب ہی حاصل ہو سکتے ہیں جب کچھ بھوکا بھی رہے۔ بڑا نفع تو یہی ہے جو معلوم ہو چکا، یعنی شہوتوں کا توڑنا یہ بھی اسی پر موقوف ہے کہ کچھ وقت بھوک کی حالت میں گزرے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی طرح چلتا ہے اس کے راستوں کو بھوک سے بند کرو۔ تمام اعضاء کا سیر ہونا نفس کے بھوکا رہنے پر موقوف ہے، جب نفس بھوکا رہتا ہے تو تمام اعضاء سیر رہتے ہیں اور جب نفس سیر ہوتا ہے تو تمام اعضاء بھوکے رہتے ہیں۔ دوسری غرض روزہ سے فقراء کے ساتھ تشبہ اور ان کے حال پر نظر ہے، وہ بھی جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب سحر میں معدہ کو دودھ جلیبی سے اتنا نہ بھر لے کہ شام تک بھوک ہی نہ لگے، فقراء کے ساتھ مشابہت جب ہی ہو سکتی ہے جب کچھ وقت بھوک کی بے تابی کی بھی گزرے۔ بشر حائی کے پاس ایک شخص گئے، وہ سردی میں کانپ رہے تھے اور کپڑے پاس رکھے ہوئے تھے، انہوں نے

پوچھا کہ یہ وقت کپڑے نکالنے کا ہے؟ فرمایا کہ فقراء بہت ہیں اور مجھ میں ان کی ہمدردی کی طاقت نہیں، اتنی ہمدردی کر لوں کہ میں بھی جیسا ہو جاؤں۔ مشائخ صوفیا نے عامۃً اس پر تنبیہ فرمائی ہے، اور فقہانے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ صاحب مراقی الفلاح رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سحور میں زیادتی نہ کرے جیسا کہ متنعّم لوگوں کی عادت ہے کہ یہ غرض کو فوت کر دیتا ہے۔ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ مقصود یہ ہے کہ بھوک کی تلخی کچھ محسوس ہو، تا کہ زیادتی ثواب کا سبب ہو اور مساکین و فقراء پر ترس آسکے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ کو کسی برتن کا بھرنا اس قدر ناپسند نہیں ہے جتنا کہ پیٹ کا پُر ہونا ناپسند ہے۔ ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کیلئے چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی رہے، اگر کوئی شخص بالکل کھانے پر تل جائے تو اس سے زیادہ نہیں کہ ایک تہائی پیٹ کھانے کیلئے رکھے اور ایک تہائی پینے کیلئے اور ایک تہائی خالی۔ آخر کوئی تو بات تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی روز تک مسلسل لگاتار روزہ رکھتے تھے کہ درمیان میں کچھ بھی نوش نہیں فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.



رمضان اور گناہوں سے توبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا
فَلِیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَالْیَوْمِ اُنۡوَابِیْ لَعَلَّهُمْ یُرْشَدُوْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

” اور جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو ان کو بتادو میں قریب ہی ہوں، پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، تو لوگوں کو چاہئے کہ میرے احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت یافتہ ہو جائیں“

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے، اس کی یہ چاہت ہے کہ انسان اللہ کا محبوب نہ بنے، لہذا پہلے تو وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں لگاتا

ہے، جب وہ شخص نافرمانی کر لیتا ہے تو شیطان اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس لئے بہت سے لوگ توبہ اس وجہ سے نہیں کرتے کیونکہ وہ شیطان کے کہنے پر یہ سوچتے ہیں کہ چالیس سال تو اللہ کی نافرمانی میں گزار دیئے اب جہنم تو طے ہے اس لئے کیوں نہ چند برس اور گناہ کر لئے جائیں، اس طرح کر کے شیطان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کرتا ہے۔

حالانکہ حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ رحمت الہی کی وسعت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے بندے اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر بھی تو اپنے گناہوں پر استغفار کر لے تو میں تیرے گناہوں کو معاف کروں گا مجھے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

رحمتِ الہی کی وسعت

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اے میرے بندے اگر تیرے گناہ زمین کو بھر دیں، ساری زمین تیرے گناہوں سے بھر جائے، حتیٰ کہ یہ خلاء جو زمین اور آسمان کے درمیان ہے، وہ بھی تیرے گناہوں سے بھر جائے، پھر تجھے اپنے گناہوں پر ندامت پیدا ہو جائے کہ میں نے اللہ کی نافرمانی کی، جس کی مجھ پر لاتعداد نعمتیں ہیں، میں نے اللہ کا رزق کھایا، اس رزق سے جو آنکھ میں قوت پیدا ہوئی، پھر ان ہی آنکھوں کو اللہ کی نافرمانی والی جگہوں میں استعمال کیا، یہ احساس بندگی پیدا ہو، پھر دو قطرے آنسو بہائے، توبہ کرے، تو میں تیرے گناہوں کو معاف کر دوں گا۔ اس حدیث سے رحمتِ الہی کی وسعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا مہربان اور رحیم ہے۔

رحمت الہی سے مایوسی ہلاکت ہے

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ اگر میں دنیا میں عذاب لانے کا ارادہ کروں تو سب سے پہلے ان کو عذاب دوں گا جو میری رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنا وسیع پیمانے پر رحمت کا معاملہ فرمائے گا کہ ابلیس کو بھی رحمت کی امید ہونے لگے گی کہ شاید اس کو بھی رحمت حاصل ہو جائے۔

رحمت کی کوئی حد نہیں

جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے تو پھر مایوسی کیسی؟ جو بعض اوقات ہمارے دل میں خیال آتا ہے کہ ہم تو بڑے مردود ہو گئے ہیں، ہم سے عمل وغیرہ ہوتے نہیں، گناہوں میں مبتلا ہیں، اس خیال کے بعد دل میں رحمت الہی سے مایوسی پیدا ہو جاتی ہے، یاد رکھیں یہ مایوسی پیدا کرنا شیطان کا حربہ ہے، اس لئے کہ شیطان دل میں مایوسی پیدا کر کے انسان کو بے عمل بنانا چاہتا ہے، ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ جس بندے کا مالک اتنا رحمن اور رحیم ہے کہ اس نے مرتے دم تک توبہ کا دروازہ کھول دیا ہے اور یہ اعلان کر دیا ہے کہ جو بندہ توبہ کرے گا اس کے گناہ نامہ اعمال سے بھی مٹا دیں گے، کیا وہ بندہ پھر بھی مایوس ہو جائے؟ اس کو مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، بس اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر توبہ و استغفار کرے، سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مچھر ہاتھی پر بیٹھ گیا اور پھر آرام کرنے کے بعد ہاتھی کے کان میں جا کر کہنے لگا کہ بھائی ہاتھی! تمہیں میرے بیٹھنے سے تکلیف تو نہیں ہوئی؟ ہاتھی کہنے لگا کہ مجھے نہ تمہارے آنے کا پتہ چلا نہ جانے کا، اسی طرح ہمارے گناہوں کے سمندر بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک ذرہ کی حیثیت نہیں رکھتے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں اور یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ میرے گناہ بہت ہیں، اب یہ بے چارہ نادان سمجھتا ہے کہ اتنے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟ فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی سر سے پاؤں تک گندگی میں ملوث تھا، گندگی اور نجاست میں اس کا پورا بدن لت پت تھا، اب وہ دریا کے کنارے کھڑا ہے اور دریا کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ میں کس منہ سے تجھ میں اتروں، میں تو اتنا گندہ ہوں، اگر میں تجھ میں اتر گیا تو میری گندگی تجھ کو بھی گندہ کر دے گی، میری نجاست کی وجہ سے تو بھی نجس ہو جائے گا، ناپاک ہو جائے گا، اس کے جواب میں دریا کہتا ہے کہ ارے تیرے جیسی گندگیاں ہزاروں یہاں چلتی ہیں، تو آ کر تو دیکھ، تیری گندگی بھی صاف ہو جائے گی اور میرا کچھ نہیں بگڑے گا، ایک آدمی کے نہانے سے کیا سمندر گندہ ہو جاتا ہے؟ دریا گندہ ہو جاتا ہے؟ حضرت فرماتے تھے کہ ہماری یہی مثال ہے، سمندر تو ایک مخلوق ہے، اس میں دنیا بھر کی گندگیاں ڈال دی جائیں تو بھی وہ ناپاک نہیں ہوتا، بلکہ ساری غلاظتوں کو ختم کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہمارے گناہوں سے کیا بگڑتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا چھینٹا ساری دنیا کے گناہوں کی گندگی دھونے کے

لئے کافی ہے، اس لئے یہ نادانی کی بات ہے کہ آدمی اپنے گناہوں کی کثرت کو دیکھ کر رحمت خداوندی سے مایوس ہو جائے۔

ایک گناہگار نو جوان اور رحمت الہی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دروازہ پر ایک نو جوان رو رہا ہے جس نے میرا دل جلادیا ہے، فرمایا اے عمر! اسے اندر لے آؤ، وہ نو جوان روتا ہوا اندر حاضر ہوا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی، کہنے لگا یا رسول اللہ میرے گناہوں کا ڈھیر مجھے رلا رہا ہے، مجھے جبار سے ڈر لگتا ہے کہ وہ مجھ پر غضبناک ہوگا، آپ نے فرمایا کہ نو جوان! کیا تو نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہے؟ عرض کیا نہیں، پوچھا کیا تو نے کسی جان کو ناحق قتل کیا ہے؟ عرض کیا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف فرمادیں گے، اگر وہ سات آسمانوں، سات زمینوں اور تمام پہاڑوں کے برابر ہوں، نو جوان بولا حضور! میرا گناہ ساتوں آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں سے بھی بڑھا ہوا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی؟ کہنے لگا میرا گناہ بڑا ہے، فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش؟ اس نے کہا کہ میرا گناہ بڑا ہے، ارشاد فرمایا کہ تیرا گناہ بڑا ہے یا تیرا اللہ؟ یعنی اس کا عفو، کہنے لگا کہ ہاں البتہ میرا اللہ اور اس کا عفو بہت بڑا ہے۔ پس ارشاد فرمایا کہ گناہ عظیم کو خدائے عظیم ہی معاف فرمائے گا جو بہت ہی عفو و درگزر کرنے والا ہے، پھر فرمایا کہ اپنا گناہ تو بتا۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ سے حیا آتی ہے، آپ نے پھر پوچھا، اس نے کہا کہ میں کفن چورتھا، اور سات سال تک یہی پیشہ رہا، ایک دفعہ ایک انصار کی لڑکی فوت ہوئی تو میں نے اس کی قبر کھودی اور کفن

اتار کر چل دیا، تھوڑی دور گیا تھا کہ شیطان نے مجھ پر غلبہ پایا، میں نے لوٹ کر اس سے مجامعت کر لی، نکل کر تھوڑی دور گیا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکی کھڑی پکار کر کہہ رہی ہے کہ اے نوجوان! تجھے قیامت کے دن جزا و سزا دینے والے سے حیا نہیں آتی، جس وقت وہ اپنی کرسی فیصلہ کے لئے رکھیں گے اور ظالم سے مظلوم کا بدلہ دلوائیں گے، تو مرنے والوں کے مجمع میں مجھے ننگی کر کے چل دیا ہے، تو نے میرے اللہ کے روبرو مجھے بحالت جنابت حاضر ہونے پر مجبور کیا۔

یہ سنتے ہی حضور اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس کی گدی میں ایک دھول رسید کی اور فرمایا اوفاسق! تو تو بس آگ ہی کے لائق ہے، دفع ہو جا یہاں سے۔ نوجوان وہاں سے نکلا، چالیس راتوں تک اللہ کے حضور توبہ کرتا، مارا مارا پھرتا، چالیس راتوں کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ کے خدا، آدم و حوا کے معبود! اگر تجھے میری توبہ منظور ہے تو حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کو اس کی خبر دے دے ورنہ پھر آگ بھیج کر مجھے جلا دے اور آخرت کے عذاب سے مجھے نجات دیدے۔

اتنے میں جبرئیل امین تشریف لائے، سلام کیا اور اللہ جل شانہ کی طرف سے آپ کو سلام پہنچایا، آپ نے فرمایا کہ وہ خود سلام ہیں، سلام کا مبداء اور منتہی ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ کیا مخلوق کو آپ نے پیدا کیا ہے؟ فرمایا مجھے بھی اور تمام مخلوق کو اسی نے پیدا کیا ہے، عرض کیا کہ وہ پوچھتے ہیں کہ بندوں کی توبہ آپ قبول کرتے ہیں؟ فرمایا کہ بلکہ میری بھی اور تمام بندوں کی توبہ بھی وہی قبول کرتے ہیں، پھر فرمایا کہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندے کی توبہ قبول کر لی ہے آپ بھی اس پر شفقت فرمائیے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس نوجوان کو بلا کر اسے توبہ قبول ہونے کی بشارت سنائی۔

شہر کے سب سے بدترین آدمی پر رحمت الہی

فرزدق ایک شاعر گذرا ہے، شاعر عام طور پر آزاد ہی ہوتے ہیں، لیکن اس زمانہ کا آزاد شاعر بھی آج کے بڑے متقی سے اونچا درجہ رکھتا تھا، فرزدق بیوی کے جنازے میں شریک ہے، حسن بصری رضی اللہ عنہ بھی آئے ہوئے ہیں، حضرت حسن بصری نے کہا کہ فرزدق! لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ فرزدق کہنے لگا کہ لوگ آج یہ کہہ رہے ہیں کہ اس جنازے میں ہمارے شہر کا سب سے بدترین انسان آیا ہوا ہے اور میری طرف اشارہ کر رہے ہیں، پھر لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اس جنازے میں ہمارے شہر کا سب سے بہترین انسان آیا ہوا ہے اور آپ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آج کے دن کیلئے تو نے کیا سامان تیار کر رکھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، اتنا ہے کہ میں اسلام میں بوڑھا ہو گیا ہوں، میرے پاس اسلام کا بڑھا پاپا ہے اور اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ جب انتقال ہوا تو خواب میں ایک آدمی کو ملا، اس نے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سامنے کھڑا کیا اور ارشاد فرمایا کہ اے فرزدق! تو نے حسن سے کیا بات کہی تھی کیا تجھے یاد ہے؟ میں نے کہا یا اللہ یاد ہے، کہا میرے سامنے وہ بات دہراؤ، کہنے لگا کہ میں نے کہا کہ میرے پاس اس دن کیلئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ نہیں سوائے اس کے کہ میں اسلام میں بوڑھا ہوا ہوں تو اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ بس میں نے تجھے اس پر معاف کر دیا۔

آخری بات

لیکن یہ بات یاد رکھئے کہ یہ کوئی قانون نہیں ہے، لہذا کوئی شخص یہ نہ سوچے کہ یہ اچھا نسخہ ہاتھ آ گیا کہ نہ نماز پڑھو نہ روزہ رکھو، نہ زکوٰۃ دو اور نہ دوسرے فرائض انجام دو، بس اسی طرح قیامت کے روز میری بھی معافی ہو جائے گی، یہ درست نہیں۔ اس لئے کہ یہ معاملہ رحمت کا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کسی قاعدے اور قانون کی پابند نہیں ہوتی، وہ جس کو چاہیں اپنی رحمت سے بخش دیں، لیکن قانون یہ ہے کہ فرائض کی ادائیگی ضرور کرنی ہے، گناہوں سے بچنا ضروری ہے، اگر کوئی شخص فرائض کی ادائیگی نہیں کرتا یا گناہوں سے نہیں بچتا تو محض کسی ایک عمل کی بنیاد پر تکیہ کر کے بیٹھ جائے کہ اس ایک عمل کے ذریعہ میری چھٹی ہو جائے گی یہ بات درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون نہیں ہے، جس شخص کی صرف ایک عمل کی بنیاد پر بخشش ہوگئی معلوم نہیں اس نے وہ عمل کس جذبہ کے ساتھ کیا ہوگا، اس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آگئی اور اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



رمضان المبارک

اور فتح مکہ کے تاریخی واقعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .
اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”اے نبی ﷺ ہم نے تم کو کھلی فتح عطا فرمادی۔“

رسول اللہ ﷺ کا سب سے مقدم فرض، توحید خالص کا احیاء اور حرم مکہ کا
آلائش سے پاک کرنا تھا، لیکن قریش کے پے درپے حملوں اور عرب کی مخالفت عام
نے پورے اکیس سال تک اس فرض سے روکے رکھا۔ صلح حدیبیہ کی بدولت اتنا ہوا

کہ چند روز کے لئے امن و امان قائم ہو گیا، لیکن معاہدہ حدیبیہ بھی قریش سے نہ نبھ سکا، صبر و تحمل کی حد ہو چکی، اب وہ وقت آ گیا کہ آفتاب حق حجاب ہائے حائل کو چاک کر کے باہر نکل آئے۔

فتح مکہ کا پیش خیمہ

حدیبیہ کے معاہدے میں قبائل عرب کو یہ آزادی دی گئی تھی کہ جس قبیلے سے بھی دوستی اور عہد و پیمان کے تعلقات قائم کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں، ان ہی قبائل میں قبیلہ بنو خزاعہ اور قبیلہ بنو بکر نے جن میں زمانہ قدیم سے سخت دشمنی اور اختلاف چلا آ رہا تھا اس آزادی سے فائدہ اٹھایا۔ بنو خزاعہ نے اعلان کیا کہ ہم مسلمانوں کے دوست اور حلیف ہونا پسند کرتے ہیں، اور بنو بکر نے کہا کہ ہم قریش مکہ کے حلیف بننا چاہتے ہیں۔ اس طرح دونوں قبیلے الگ الگ دو جماعتوں کے دوست ہو گئے اور ضرورت پر ایک دوسرے کی مدد اور لڑائی میں تعاون کا معاہدہ کر لیا، دونوں قبیلے ایک دوسرے سے مامون اور بے خوف ہو گئے، لیکن ایک دوسرے میں جو بغض و عناد تھا وہ دور نہ ہوا، ہر ایک قبیلہ اس تاک میں تھا کہ دوسرے سے اپنا انتقام لے۔

تقریباً ڈیڑھ سال تک تو ہر دو جانب سے معاہدہ پر عمل ہوتا رہا، لیکن بغض و عناد کی آگ بھڑک پڑی، بنو بکر نے ایک شب بنو خزاعہ پر اچانک حملہ کر دیا، عکرمہ بن ابو جہل، صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو وغیرہ نے راتوں کو صورتیں بدل کر بنو بکر کے ساتھ تلواریں چلائیں اور ان پر تباہی مچادی۔ اس غارت گری میں قریش نے بنو بکر کا ساتھ دیا اور ہتھیار اور افراد سے ان کی مدد کی۔ مقصد ان کا یہ تھا کہ بنو خزاعہ کو جنہوں نے مسلمانوں سے عہد و پیمان کیا ہے، مزہ چکھایا جائے اور یہ خیال کیا کہ شب کا وقت ہے، پیغمبر اسلام ﷺ اور مسلمان یہاں سے بہت دور مدینہ میں ہیں، انہیں اس کی کیا خبر

ہو سکتی ہے؟ چنانچہ بنو بکر نے قریش مکہ کی تائید و تعاون سے بنو خزاعہ پر قیامت ڈھادی، بنو خزاعہ نے بھاگ کر حرم شریف میں پناہ لی، لیکن ان کو یہاں بھی پناہ نہ مل سکی۔

دوسرے دن صبح میں بنو خزاعہ کے سردار عمرو بن سالم خزاعی اپنے چالیس آدمیوں کا ایک وفد لے کر مدینہ منورہ بارگاہ نبوی میں روانہ ہوا اور مسجد نبوی پہنچ کر بنو خزاعہ کی دردناک داستان سنائی اور مدد و تعاون کا طالب ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے جب اس عہد شکنی کی تفصیل سنی تو آپ کو سخت رنج ہوا اور ارشاد فرمایا ”اللہ کی قسم جس بات کو میں پسند نہیں کرتا اس سے تم کو بھی محفوظ رکھوں گا۔“ شدہ شدہ یہ بات قریش مکہ کو پہنچی تو انھیں اندیشہ ہوا کہ مسلمان بنو خزاعہ کی تائید میں ہماری اس عہد شکنی کا بدلہ لیں گے، جب یہ وفد واپس ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا ایک قاصد قریش مکہ کے پاس روانہ کیا اور تین شرطیں پیش کیں کہ ان میں سے کوئی منظور کی جائے۔

بنو خزاعہ کے جن لوگوں کو مارا گیا ہے ان کی دیت (جرمانہ) ادا کریں۔

بنو بکر کی حمایت اور عہد و پیمان سے علیحدہ ہو جائیں۔

حدیبیہ کے معاہدے کو ختم کر دینے کا اعلان کر دیں۔

قریش کی طرف سے جواب دیا گیا کہ ہم کو پہلی دو باتیں قبول نہیں ہیں، البتہ حدیبیہ کے معاہدے کو ہم ختم کر دینا پسند کرتے ہیں، لیکن قاصد کے چلے جانے کے بعد قریش کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور انہوں نے ابوسفیان کو سفیر بنا کر مدینہ منورہ بھیجا کہ معاہدہ کی تجدید کرا لائیں۔ ابوسفیان نے مدینہ آ کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں درخواست پیش کی۔ بارگاہ رسالت سے کچھ جواب نہ ملا اور وہ بے نیل و مرام مکہ واپس چلا گیا، اب جہاد کی تیاری شروع ہو گئی، آپ نے مدینہ طیبہ اور اطراف مدینہ میں اعلان عام کر دیا کہ جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے وہ ماہ

رمضان تک مدینہ طیبہ پہنچ جائے، مگر عام طور پر کسی کو معلوم نہ تھا کہ کس جانب حملہ کا ارادہ ہے۔ آپ کی خواہش یہ تھی کہ ہماری تیاری کا علم قریش مکہ کو نہ ہونے پائے اور رازداری کے ساتھ اسلامی لشکر کوچ کرے، لیکن اس درمیان ایک حادثہ پیش آیا۔

حاطب رضی اللہ عنہ بن بلتعہ کا واقعہ

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ ایک معزز بدری صحابی تھے۔ انہوں نے قریش کو مخفی طور پر خط لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہو گئی، آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ قاصد سے خط چھین لائیں۔ خط حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا، سب لوگوں کو حاطب کے افشائے راز پر حیرت ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیتاب ہو گئے اور عرض کیا کہ حکم ہو تو ان کی گردن اڑا دوں؟ لیکن جبین رحمت پر شکن نہ تھی، ارشاد فرمایا عمر! تمہیں کیا معلوم کہ خدا نے اہل بدر کو مخاطب کر کے کہہ دیا ہو کہ تم سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے عزیز واقارب اب تک مکہ میں تھے اور ان کا کوئی حامی نہ تھا، اسلئے انہوں نے قریش پر احسان رکھنا چاہا کہ اس کے صلہ میں ان کے عزیزوں کو ضرر نہ پہنچائیں گے، انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے یہی عذر پیش کیا اور آپ نے قبول فرمایا۔

مدینہ سے مکہ کو روانگی

غرض ۱۰ رمضان ۸ ہجری کو حضور اقدس ﷺ دس ہزار جاں نثاروں کے ساتھ مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوئے، شدید گرمی کا زمانہ تھا، آپ جب مقام کدید اور عسفان کے درمیان پہنچے تو دیکھا کہ مسلمانوں پر روزہ کی سختی حد سے زیادہ متجاوز ہوتی جا رہی

ہے، تب آپ نے پانی طلب فرمایا اور مجمع کے سامنے نوش فرمایا، تاکہ صحابہ دیکھ لیں اور سمجھ لیں کہ مسافرت اور جہاد کے موقع پر افطار کی اجازت ہے اور قرآن کی دی ہوئی رخصت کا یہی مطلب ہے۔ روایات میں ہے کہ بعض صحابہ نے اس کی اجازت سے استفادہ نہیں کیا اور اپنے روزے پر قائم رہے، دن کے آخری حصے میں ایک روزہ دار صحابی پر غشی طاری ہوئی، آپ کو جب اس بات کا علم ہوا تو ناراض ہوئے اور ارشاد فرمایا یہ گنہگار لوگ ہیں یہ گنہگار لوگ ہیں۔

مرالظہر ان پہنچ کر لشکر نے پڑاؤ ڈالا اور جب مرالظہر ان میں ۷۱ رمضان المبارک ۸ ہجری کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو قبول اسلام کیلئے خدمت اقدس میں پیش کیا تو یہ بھی عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان میں فخر کا مادہ ہے، اس لئے کہ اگر اس کو کوئی امتیازی حیثیت نصیب ہو جائے تو بہتر ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو جائے گا اس کو امن ہے۔

آپ ﷺ مرالظہر ان سے مکہ کے لئے ۷۱ رمضان المبارک ۸ ہجری بروز منگل روانہ ہوئے اور جب آپ باعزت واجلال مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت یہ اعلان کرادیا:

جو ہتھیار ڈال دے اس کو امن ہے۔

جو اپنا دروازہ بند کر لے اس کو امن ہے۔

جو مسجد حرام میں پناہ لے اس کو امن ہے۔

آپ دنیا کے فاتحین کے حالات کا مطالعہ کیجئے، ان کی سیرت دیکھئے، ان کے حالات پر نظر ڈالئے، مفتوح اقوام کے ساتھ ان کا معاملہ دیکھئے، آپ کو کہیں بھی سرور کائنات ﷺ کی سیرت کی جھلک دکھائی نہیں دے گی، آپ سکندر کا حال پڑھیں،

آپ دارا کی سیرت اٹھائیں، آپ ہلا کو اور چنگیز کی ہسٹری دیکھیں، آپ نیولین اور ہٹلر کی کہانی پڑھیں، یہ بڑے بڑے فاتحین تھے۔ ہے کوئی فاتح جس نے معافی کا ایسا اعلان کیا ہو؟ وہ ابوسفیان جس کے گھر میں سازشیں ہوتی تھیں اور وہ دارالفساد بنا ہوا تھا، میرے آقائے اسے دارالامان بنا دیا، البتہ اس عام اور عفو عظیم سے چند افراد کو مستثنیٰ فرما دیا جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بے پناہ ظلم و ستم کیا تھا اور جو نہایت درجہ گستاخ تھے، ان کے متعلق یہ حکم ہوا کہ یہ جہاں کہیں ملیں انہیں قتل کر دیا جائے، ایسے مجرموں کی جملہ تعداد پندرہ یا سولہ بیان کی جاتی ہے، لیکن ان میں سے چند ایک ہی کو قتل کیا گیا، بقیہ یا تو فرار ہو گئے یا انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اس طرح قتل سے محفوظ ہو گئے۔

مکہ میں داخلہ

۲۰ رمضان المبارک ۸ ہجری بروز جمعہ دنیا کی جنگی تاریخ میں ایک بالکل نئے باب کا اضافہ ہو رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر سورہ فتح کی آیات بلند آواز سے تلاوت فرماتے ہوئے مکہ میں فاتحانہ انداز میں نہیں، بلکہ عاجزانہ انداز میں داخل ہوئے۔

بیت اللہ کی صفائی

خدا کی شان! حرم محترم جو خلیل بت شکن کی یادگار تھا، اس کی آغوش میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ بیت اللہ (مسجد حرام) میں داخل ہوئے تو ایک ایک کو لکڑی کی نوک سے ٹھوکتے جاتے اور یہ پڑھتے جاتے تھے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا. حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی۔

عین کعبہ کے اندر بہت سے بت تھے جن کو قریش خدامانتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے کعبہ میں داخل ہونے سے پہلے حکم دیا کہ کعبہ سے تمام بت نکال کر پھینک دیئے جائیں اور دیواروں پر جو تصاویر منقوش ہیں وہ مٹا دی جائیں۔

خانہ کعبہ میں اسلام کی پہلی اذان

جب بیت اللہ شریف بتوں کی نجاست سے پاک کر دیا گیا تو ۲۰ رمضان المبارک ۸ ہجری کو حضور اکرم ﷺ کے حکم سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی چھت پر اذان دی، خانہ کعبہ میں اسلام کی یہ پہلی اذان تھی، پھر آپ ﷺ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور نماز ادا کی۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے کعبہ کے اندر تکبیریں کہیں، لیکن نماز نہیں ادا کی، باہر تشریف لا کر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

کعبہ کی کنجی

آج کعبہ کی کنجی آپ کے ہاتھ میں تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کنجی ہم کو عنایت فرما دیجئے تاکہ زمزم (سقایہ) کی خدمت کے ساتھ بیت اللہ کی دربانی کی خدمت کا شرف بھی ہمیں حاصل ہو جائے، لیکن نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعدد بار عرض کرنے کا کوئی جواب نہیں دیا اور بار بار یہی فرمایا عثمان بن طلحہ کہاں ہیں؟ جب عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے کعبہ کی کنجی ان کے حوالہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا یہ کنجی ہمیشہ کیلئے لے لو (یعنی تمہارے خاندان ہی میں رہے گی) میں نے کنجی خود نہیں دی، بلکہ اللہ تعالیٰ

نے تم کو دلوائی ہے، سوائے غاصب اور ظالم کے کوئی تم سے نہ چھین سکے گا۔ یہی خاندان آج تک کلید بردار ہے اور شیبی لقب سے مشہور ہے۔

فیصلے کے منتظر

رسول اللہ ﷺ جتنی دیر بیت اللہ میں اللہ کی تحمید میں مصروف رہے، اتنی دیر میں اہل مکہ مسجد حرام میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے، اب لوگ منتظر تھے کہ دیکھیں آج ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اے قریش کے گروہ! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کس طرح پیش آؤں گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ سے خیر کی امید رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو۔ محسن انسانیت کے اس لطف و کرم نے ان پتھر کے انسانوں کو موم کر دیا، آپ نے ان کی گردنیں نہیں ان کے دل جیت لئے۔ اس عفو و درگزر کا یہ نتیجہ نکلا کہ زعماء قریش جوق در جوق حاضر خدمت ہوتے اور دولت اسلام سے مشرف ہو کر سعادت کبریٰ سے محظوظ ہوتے تھے۔ مکہ میں حضور اکرم ﷺ کا قیام پندرہ دنوں تک رہا، جب یہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مقرر کرتے گئے کہ لوگوں کو اسلام کے مسائل اور احکام سکھائیں۔ یہ تھا فتح مکہ کا خلاصہ۔ اللہ تعالیٰ احکام اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ الْخِرَادُ عَوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



روزہ داروں کا داخلہ باب ریان سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
يَا أَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا كُتِبَ عَلَیْكُمْ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم حاضرین کرام اور عزیز طلبہ! سال کے بارہ مہینوں میں صرف رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نام کے ساتھ فرمایا ہے۔ اسی سے رمضان کی فضیلت و عظمت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ دراصل رمضان مسلمانوں کے لئے دعا و عبادت اور خیر و فلاح کا موسم بہار ہے۔ اس کا ہر لمحہ، ہر ساعت اور ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی بے مثال برکات و فضائل کا دریا ہے، اس مہینے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی نوازش شاہانہ کی دولت سے بہرہ ور فرماتے ہیں۔

امراض روحانی کے لئے نسخہ شفاء

رمضان کا مہینہ مغفرت اور رضائے الہی کے حصول کا سالانہ جشن ہے، گناہوں اور آگ سے آزادی کا پروانہ ہے، اس ماہ مبارک میں بے شمار خطا کا توبہ و استغفار سے رحمت خداوندی کے حقدار بنتے ہیں اور ہزاروں آلودہ معصیت باران رحمت سے اپنے دامن زندگی کو آلائشوں اور غلاظتوں سے پاک کرتے ہیں۔ ایسے کتنے بندگان خدا ہیں جن پر جہنم لازم ہو چکی ہے، مگر وہ اس مقدس مہینہ کی مبارک راتوں میں چند اشکہائے ندامت بہا کر جہنم کی آگ سے آزادی حاصل کر لیتے ہیں، اس ماہ مبارک کے ادب و احترام سے کسی کو عزت و دولت ملتی ہے، کسی کو رضائے رب اور ولایت حاصل ہوتی ہے، کسی کو عبدیت کے لئے قبول کر لیا جاتا ہے، کسی کو پروانہ جنت عطا کر دیا جاتا ہے، کسی کے فرد جرم پر یکسر قلم غفو پھیر دیا جاتا ہے اور اسے سند محبوبیت سے سرفراز کر دیا جاتا ہے، یہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا، جو انسانیت کے لئے دستور حیات ہے، امراض روحانی کے لئے نسخہ شفاء ہے، بے قرار یوں کے لئے وجہ سکون ہے، گم کردہ راہ کے لئے مینارہ نور ہدایت ہے اور گنہگار کے لئے ذریعہ نجات ہے، اسی نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے اس ماہ نزول قرآن میں دن کا روزہ فرض کیا گیا اور رات کے قیام کو سنت قرار دیا گیا۔

رمضان خیر و برکت کا مہینہ

رمضان خیر و برکت، عظمت و فضیلت والا وہ متبرک و مقدس مہینہ ہے جس کے آتے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، نعمتوں اور برکتوں کی بارش انتہائی فراوانی کے ساتھ نازل ہونا شروع ہو جاتی ہیں، مومنین کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے

ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر ساری دنیا میں طاعات و عبادات کی بہار اور روحانیت کا جشن عام شروع ہو جاتا ہے، جس طرح خزاں کے بعد بہار آتی ہے اور چمن کی ساری فضاء مسکراتے لگتی ہے، بالکل اسی طرح گناہوں اور آلائشوں کے بعد نیکیوں کا یہ موسم آتا ہے اور زندگی لہلہانے اور سرسبز و شاداب ہونے لگتی ہے، دن بھی پر بہار اور راتیں بھی پر رونق، مسجدیں آباد اور خانقاہیں پر کیف ہو جاتی ہیں۔ عبادت و ریاضت، ذکر و تلاوت، تسبیح و تہلیل اور رضائے الہی کے وہ کون سے کام ہیں جو اس ماہ میں انجام نہیں پاتے، گرچہ روزہ دار کا جسم انسانی ہوتا ہے، لیکن اس کی روح فرشتوں کی زندگی بسر کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ سچے روزہ دار کا سونا بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبادت، اس کے منہ کی بدبو اللہ کے حضور میں مشک کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور اعمال کے اجر و ثواب کو بے انتہا بڑھا دیتا ہے، گویا اس مہینہ میں مطیع و فرمان بردار بندوں کو سیراب کرنے کے لئے بحرِ کرم موجزن ہوتا ہے۔

رمضان ریاضت کا مہینہ

غرض یہ کہ رمضان کا یہ مقدس مہینہ رحمتوں اور برکتوں کا، خیر و فلاح کا، عبادت اور ریاضت کا، قرآن مجید کی تلاوت اور اس سے رہنمائی اور ہدایت حاصل کرنے کا اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، گناہوں سے مغفرت اور جہنم کی آگ سے آزادی حاصل کر کے دارین کی فلاح و کامیابی کے مستحق بننے کا مہینہ ہے۔

قرآن کریم میں روزے کا مقصد بتا دیا گیا کہ روزے اس لئے فرض کئے گئے تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔ تقویٰ ایک عظیم صفت ہے، انسان کی شرافت و کرامت اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کے مقام و بلندی مرتبت کی بنیاد صرف تقویٰ

ہے، قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔

مطلب یہ کہ فضیلت کا اصل معیار تقویٰ ہے، دل میں تقویٰ (یعنی خوف خدا) ہو اور زندگی کی تشکیل و تعمیر ہی خوف خدا تعالیٰ کے ذریعہ ہوئی ہو، بس یہی چیز انسان کو مکرم بناتی ہے اور اسے فضیلت عطا کرتی ہے، مال و دولت، رنگ و نسل یا زبان و وطن کی بنیاد پر کوئی افضل و مکرم نہیں ہوتا اور ان بنیادوں پر کسی کو افضل و اشرف سمجھنا ضلالت و گمراہی ہے۔

تقویٰ سب سے بڑی عزت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا کے لوگوں کے نزدیک عزت مال و دولت کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کا۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی ذات سے نہ کسی گورے کے مقابلہ میں اچھے ہو اور نہ کسی کالے کے مقابلے میں، البتہ تقویٰ کی وجہ سے تمہیں کسی پر فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر طواف فرمایا (تاکہ سب لوگ دیکھ لیں) طواف سے فارغ ہو کر آپ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ شکر ہے اللہ کا، جس نے رسوم جاہلیت کو اور اس کے تکبر کو تم سے دور کر دیا، اب تمام انسانوں کی صرف دو قسمیں ہیں۔ ایک نیک اور متقی، وہ اللہ کے نزدیک شریف اور محترم ہے، دوسرا فاجر شقی وہ اللہ کے نزدیک ذلیل و حقیر ہے۔ اس کے بعد آپ نے سورہ حجرات کی ایک آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم میں مختلف

قومی اور مختلف خاندان بنائے، تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو، اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

تقویٰ کے معنی بچنے اور ڈرنے کے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے غضب و عذاب سے ڈرنا اور ہر اس چیز سے بچنا جو دل میں یہ کھٹک پیدا کرے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس بات سے ناراض ہوتے ہوں۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس بات پر جی کو اطمینان ہو اور دل جس پر ٹک جائے وہ نیکی ہے، اور جو جی میں کھٹکے اور دل میں خلش اور تردد کا باعث ہو وہ گناہ ہے۔ حضرت ابو محمد حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی یہ بات مجھے خوب یاد ہے کہ جو بات شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر وہ بات اختیار کرو جو تمہیں کسی شک میں نہ ڈالے، کیونکہ سچائی سر تا پا اطمینان و سکون اور جھوٹ سر تا پا شک و تذبذب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ آدمی تقویٰ کی اصلیت کو نہیں پہنچ سکتا، یہاں تک کہ وہ ہر اس چیز کو چھوڑ دے جس سے دل میں کھٹک پیدا ہو۔

در اصل تقویٰ اس کا نام ہے کہ آدمی اپنی زندگی کے ہر معاملے میں گناہوں کی خاردار جھاڑیوں سے اپنے دامن کو بچا کر چلے، قدم قدم پر احتیاط برتے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کوئی کاٹھا اس کی صاف ستھری روح کو زخمی نہ کر دے۔

تقویٰ کیا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تقویٰ کیا

ہے؟ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین! کیا آپ کسی خاردار جھاڑیوں

والی وادی سے گذرے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں گذرا ہوں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ وہاں پر کس طرح چلے؟ فرمایا اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر اور اپنے دامن کو پوری طرح ان کانٹوں سے بچاتے ہوئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہی تقویٰ ہے۔

حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی بندہ اہل تقویٰ میں شامل نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ گناہ میں پڑنے کے خوف سے اس چیز کو نہ چھوڑ دے جس میں کوئی گناہ نہیں۔

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص حلال پر رک نہیں سکتا جب تک کہ حلال کے ایک حصہ کو چھوڑ کر اپنے اور حرام کے درمیان اسے حائل نہ کر لے۔

روزہ کی اصل حقیقت

اب اس کے بعد میں روزے کی اصل حقیقت کا کچھ تذکرہ آپ حضرات کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں، اس سلسلہ میں پہلے میں ایک تفصیل ذکر کر دیتا ہوں، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو روحانیت اور حیوانیت یا دوسرے الفاظ میں ملکوتیت اور بہیمت کا نسخہ جامعہ بنایا ہے۔ اس کی طبیعت اور جبلت میں وہ سارے مادی اور سفلی تقاضے بھی ہیں جو دوسرے حیوانوں میں ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ اس کی فطرت میں روحانیت اور ملکوتیت کا وہ نورانی جوہر بھی ہے جو ملاء اعلیٰ کی لطیف مخلوق فرشتوں کی خاص دولت ہے، انسان کی سعادت کا دار و مدار اس پر ہے کہ اس کا یہ روحانی اور ملکوتی عنصر غالب اور حاوی رہے اور اس کی حدود کا پابند رکھے، اور یہ تب ہی ممکن ہے جبکہ بہیمی پہلو روحانی اور ملکوتی پہلو کی فرماں برداری اور اطاعت شعاری کا عادی ہو جائے اور اس کے مقابلے میں سرکشی نہ کر سکے۔ روزہ کی ریاضت کا خاص مقصد

و موضوع یہی ہے کہ اس کے ذریعہ انسان کی حیوانیت اور بہیمیت کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور ایمانی و روحانی تقاضوں کی تابعداری و فرماں برداری کا خوگر بنایا جائے، اور چونکہ یہ چیز نبوت اور شریعت کے خاص مقاصد میں سے ہے، اس لئے پہلی تمام شریعتوں میں بھی روزہ کا حکم رہا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو روزے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلی امتوں پر بھی روزہ فرض کیا گیا تھا (روزوں کا یہ حکم تم کو اس لئے دیا گیا ہے) تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

بہر حال روزہ چونکہ انسان کی قوت بہیمی کو اس کی ملکوتی اور روحانی قوت کے تابع رکھنے اور اللہ کے احکام کے مقابلے میں نفس کی خواہشات اور پیٹ اور شہوت کے تقاضوں کو دبانے کی عادت ڈالنے کا خاص ذریعہ ہے، اس لئے اگلی امتوں کو بھی اس کا حکم دیا گیا تھا، اگرچہ روزوں کی مدت اور بعض دوسرے تفصیلی احکام ان امتوں کے خاص حالات اور ضروریات کے لحاظ سے کچھ الگ بھی تھے، اس آخری امت کے لئے جس کا دور دنیا کے آخری دن تک ہے، سال میں ایک مہینے کے روزے فرض کئے گئے ہیں اور روزے کا وقت طلوع سحر سے غروب آفتاب تک رکھا گیا ہے اور بلاشبہ یہ مدت اور یہ وقت مذکورہ بالا مقصد کے لئے اس دور کے واسطے مناسب ترین اور نہایت معتدل مدت اور وقت ہے، اس سے کم میں ریاضت اور نفس کی تربیت کا مقصد حاصل نہیں ہوتا، اور اگر اس سے زیادہ رکھا جاتا ہے مثلاً روزے میں دن کے ساتھ رات بھی شامل کر دی جاتی اور بس سحر کے وقت کھانے پینے کی اجازت ہوتی، یا سال میں دو چار مہینے مسلسل روزے رکھنے کا حکم ہوتا تو انسانوں کی اکثریت کے لئے ناقابل برداشت اور ان کی صحتوں کے لئے مضر ہوتا۔

بہر حال طلوع سحر سے غروب آفتاب تک کا وقت اور سال میں ایک مہینے کی مدت اس دور کے عام انسانوں کے حالات کے لحاظ سے ریاضت و تربیت کے مقصد کے لئے بالکل مناسب اور معتدل ہے۔ پھر اس کے لئے جو مہینہ مقرر کیا گیا ہے آئیے ذرا دیکھیں کہ اس کی عظمت و فضیلت کے بارے میں قرآن مجید میں کئی جگہ موجود ہے اور احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس کی بہت اچھی طرح وضاحت فرمائی ہے۔ اس مبارک مہینے کی سب سے بڑی اور اصولی فضیلت تو وہی ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے، یعنی یہ کہ اس میں اللہ کا مقدس کلام اور آخری پیغام نازل ہوا، جس نے ہمیشہ کے لئے نجات کی راہ اور حق کے راستہ کو روشن کر دیا اور جس کے ذریعہ لوگوں پر سعادت کے دروازے کھول دیئے گئے۔

بہر حال رمضان المبارک کا سب سے بڑا شرف یہی ہے کہ خدا کی رحمت کی آخری اور مکمل قسط نجات و فلاح کا دستور اور حیات ابدی کا قانون بن کر قرآن کی شکل میں اس مبارک مہینہ میں نازل کی گئی، یعنی اس ماہ مبارک میں اس کا نزول شروع ہوا۔ اب احادیث میں اس مہینے کی جو اور برکتیں وارد ہوتی ہیں وہ سب درحقیقت اسی بنیاد پر مبنی ہیں، یعنی ان برکتوں اور فضیلتوں کے ساتھ اس مہینے کو اس واسطے خاص کیا گیا ہے کہ وہ نزول قرآن کا مہینہ ہے اور چونکہ قرآن کریم کا نزول براہ راست رسول اکرم ﷺ پر ہوا اور آپ ہی اس نعمت الہی کی پوری طرح قدر پہچاننے والے تھے، اس لئے رمضان کی رحمتوں اور برکتوں کا احساس بھی آپ کو بے حد و حساب تھا، جس کا کچھ اندازہ آپ کے اس ارشاد سے کیا جاسکتا ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ رمضان المبارک کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔

اچھے اعمال کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی فضیلت اور قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنا سے سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے (یعنی اس امت کے اعمال خیر کے متعلق عام قانون الہی یہی ہے کہ ایک نیکی کا اجر اگلی امتوں کے لحاظ سے کم از کم دس گنا ضرور عطا ہوگا اور بعض عمل کرنے والے کے خاص حالات اور اخلاص و خشیت وغیرہ کی کیفیات کی وجہ سے اس سے بھی بہت زیادہ عطا ہوگا، یہاں تک کہ بعض مقبول بندوں کو ان کے اعمال حسنہ کا اجر سات سو گنا تک عطا فرمایا جائے گا۔

حضرت سہیل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے دروازوں میں سے ایک خاص دروازہ روزہ داروں کیلئے ہے جسے باب المریان کہا جاتا ہے۔ اس دروازے سے قیامت کے دن صرف روزہ داروں کا داخلہ ہوگا، ان کے سوا کوئی اس دروازے سے داخل نہ ہو سکے گا۔ اس دن پکارا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ بندے جو اللہ کیلئے روزے رکھا کرتے تھے اور بھوک پیاس کی تکلیف اٹھایا کرتے تھے اور وہ اس پکار پر چل پڑیں گے، ان کے سوا کسی اور کا اس دروازے سے داخلہ نہیں ہو سکے گا، جب وہ روزہ دار اس دروازے سے جنت میں پہنچ جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر کسی کا اس سے داخلہ نہیں ہو سکے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات جکڑ دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی دروازہ رمضان ختم ہونے تک کھولا نہیں جاتا اور جنت

کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے کوئی دروازہ ختم رمضان تک بند نہیں کیا جاتا، اور خدا کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والے آگے بڑھ اور اے شر کے تلاش کرنے والے رک جا۔ اور بہت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزاد کرتے ہیں اور ہر رات ایسا ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



رمضان المبارک عبادت کا مہینہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ
لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ
اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَوْلَيْكَ
عَلٰى هُدٰى مِّنْ رَبِّهِمْ وَاَوْلٰىكَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں اور وہی لوگ فلاح

پانے والے ہیں۔“

محترم حاضرین کرام اور عزیز طلبہ! رمضان المبارک کے بارے میں اکثر
و بیشتر یہ تصور پایا جاتا ہے کہ یہ آرام اور فراغت کا مہینہ ہے، بلکہ عملی اعتبار سے ایسا ہی
دیکھنے میں آتا ہے کہ جوں ہی رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے ہم اپنے کاموں کے
اوقات کو مختصر کر کے بہت سے کاموں کو رمضان کے مابعد کے لئے مؤخر کر دیتے ہیں
اور بہت سے لوگوں کے ہاں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ اس ماہ کو صرف انفرادی و نفلی

عبادت کے لئے خاص کیا جائے اور واجبی و ضروری امور یا اجتماعی و دعوتی اعمال کو مؤخر کیا جائے، لیکن غور کیجئے تو دو اعتبار سے یہ تصور صرف بے بنیاد ہی نہیں بلکہ شریعت کے مزاج اور اسوۂ نبوی کے بھی خلاف ہے۔

ایک تو اس لئے کہ کیونکہ اسلام میں بار بار اس کی تاکید کی گئی ہے کہ اجتماعی اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے والی عبادت انفرادی عبادت سے کہیں افضل ہے، اسی لئے سیرت نبوی اور سلف صالحین کے طریقہ سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ مہینہ خاص طور پر عمل و جہاد اور دعوت و عزیمت کا مہینہ ہے، کیونکہ اس مہینہ میں ہر عبادت کا اجر و ثواب دو چند ہو جاتا ہے اور بے عملی، سستی و کاہلی اور کارگاہ حیات سے بھاگنے کا تصور ماہ صیام کی روح کے خلاف ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر ہم ماہ صیام کو آرام و راحت اور فراغت کا مہینہ قرار دیتے ہیں تو گویا ہم دشمنان اسلام کو ثبوت فراہم کر دیتے ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ روزہ زندگی اور معیشت کو معطل کر دیتا ہے، قوم کو دنیاوی اعتبار سے پیچھے کر دیتا ہے، جسم کو کمزور کر دیتا ہے۔

روزہ کا صحیح تصور

اس لئے ہمیں روزہ کے صحیح تصور کو اچھی طرح ذہن نشین کرنا چاہئے کہ روزہ انسان کے اندر مزید عمل کی قوت اور صبر کا مادہ پیدا کرتا ہے، انسان کو محنت و مشقت اور جانفشانی کے لئے تیار کرتا ہے، کھانے پینے کے بشری تقاضوں میں صرف ہونے والے وقت کو بچا کر دیگر مفید کاموں کے لئے موقع فراہم کرتا ہے، روحانیت اور ایمانی سرچشمہ ہونے کے ساتھ ساتھ جسم کو کچھ وقت کے لئے مادی تقاضوں سے بلند کرتا ہے، انسان کو جسمانی اعتبار سے اور معنوی اعتبار سے حیوانیت سے نکال کر

ملکوتیت کے قریب پہنچا دیتا ہے، منظم زندگی گزارنے کا عادی بناتا ہے، انسان کے اندر اپنے ہی جیسے دوسرے محتاج اور ضرورت مند انسانوں کا احساس پیدا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے علیم وخبیر ہونے اور اس کے حاضر و ناظر ہونے کے عقیدہ کو مستحکم کرتا ہے، دوسروں کی برائی کرنے اور ایذا پہنچانے سے بچاتا ہے اور نہ جانے کتنے فوائد و مصالح ہیں، جن کا انسان کی محدود عقل مکمل طور پر احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس کو بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ شریعت اسلامیہ نے مسافر، مریض اور دوسرے معذور لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی ہے اور اتنا ہی نہیں بلکہ صوم وصال یعنی مسلسل اور لگاتار نقلی روزے رکھنے کی اجازت بھی نہیں دی ہے، بلکہ دور نبوی میں حالت جہاد میں روزہ نہ رکھنے والوں کے مقابلہ میں زیادہ اجر و ثواب کا حامل بتایا گیا جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر ہوا۔

سیرت نبوی اور سلف صالحین کے طریقہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بہت سے اہم واقعات اسی ماہ رمضان المبارک میں پیش آئے، جن کو ذہن میں تازہ کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ ہم اپنے آپ کو دھوکہ نہ دیں اور شیطان ہمیں عبادت کے نام پر اہم فرائض اور واجبات سے دور رکھنے میں کامیاب نہ ہو۔

معرکہ بدر رمضان میں

حق و باطل کے مابین ہونے والا سب سے پہلا معرکہ یعنی جنگ بدر اسی ماہ مبارک میں پیش آیا، اس طور پر کہ ۳ رمضان المبارک کو تیاری کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے صحابہ کی مختصر جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے اور ۱۷ رمضان بروز جمعہ حق و باطل کے مابین یہ پہلا معرکہ پیش آیا اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ اسی سال یعنی ۲ ہجری میں ہی روزے بھی فرض ہوئے۔

کافی ابتلاء و آزمائشی دور کے بعد مسلمانوں کو جو عظیم فتح حاصل ہوئی وہ فتح مکہ ہے اور فتح مکہ کا واقعہ سنہ ۸ ہجری کا ہے، جس کا آغاز ۱۰ رمضان المبارک کو ہوا، ۱۰ رمضان المبارک کو نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے نکلے اور ۱۹ رمضان المبارک کو مکہ مکرمہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے اور اس کے ذریعہ بت پرستی کے آخری اور باقی ماندہ عناصر بھی پارہ پارہ ہو گئے۔

غزوہ تبوک اور بعض واقعات

غزوہ تبوک کے بعض واقعات بھی اسی ماہ مبارک میں پیش آئے، حضور اکرم ﷺ اور صحابہ سخت گرمی کے زمانہ میں رجب سنہ ۹ ہجری میں تبوک کی جانب نکلے اور پر مشقت سفر کے بعد رمضان کے مہینہ میں وہاں سے واپسی ہوئی۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ چھوٹے دستے اور اہم فوجی جماعتیں بھی اسی مہینہ میں روانہ فرماتے تھے جیسا کہ واقفی نے کتاب المغازی میں اور ابن سعد نے طبقات میں اہم سرایا کی نشاندہی کی ہے۔

ہجرت کے پہلے سال ساحل سمندر کی جانب سریہ حمزہ بن عبدالمطلب روانہ کیا، سریہ عمرو بن عدی ^{خطمی} کو غزوہ بدر کے بعد اسی ماہ میں روانہ کیا، سریہ عبد اللہ بن ابی عتیک کو مسلسل سازشیں رچنے والے دشمن اسلام ابورافع بن ابی الحقیق کو قتل کرنے کے لئے سنہ ۶ ہجری میں اسی ماہ مبارک میں بھیجا، سریہ بوققادہ بن ربیع کو بھی سنہ ۸ ہجری میں ابتدائی رمضان میں بھیجا، سریہ خالد بن ولید کو عزیٰ بت کو منہدم کرنے کے لئے ۲۲ رمضان میں بھیجا، سریہ عمرو بن العاص کو سواع بت کو منہدم کرنے کے لئے سنہ ۸ ہجری میں رمضان ہی میں بھیجا، سریہ سعد بن زید کو بھی مناء بت کو منہدم کرنے کے لئے ۲۲ رمضان سنہ ۸ ہجری میں بھیجا۔ ان تمام بتوں کو اس وقت آخر میں منہدم کیا

گیا جب پورے جزیرۃ العرب میں اسلام پھیل چکا تھا اور اب ان بے جان بتوں کو پوجنے والا کوئی نہیں بچا تھا۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے بہت سے وفود کا استقبال اسی ماہ مبارک میں فرمایا، انہی میں سے ایک قبیلہ ثقیف کا وفد تھا، جو طائف سے اسلام قبول کرنے کی غرض سے آیا تھا، آپ نے ان کے لئے مسجد نبوی کے ایک کونے میں خیمہ لگوایا اور ان کو تعلیم بھی دی اور آپ کے ساتھ انہوں نے روزے بھی رکھے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ذریعہ دو ر فاروقی میں پہلے رمضان کو مصر فتح ہوا اور رمضان میں محمد بن قاسم ثقفی نے سندھ فتح کیا، ۲۳ رمضان کو طارق بن زیاد نے اندلس کو فتح کیا اور جب بہت سی مظلوم خواتین میں سے ایک خاتون نے رومی بادشاہ تیوفل بن میخائل کے ظلم و جور سے بے بس ہو کر اس وقت کے خلیفۃ المسلمین معتمد کو پکارتے ہوئے عمودیہ سے ”اے معتمد“ کی تاریخی صدا لگائی تھی اور معتمد نے اس کی پکار سنتے ہی غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لبیک کہا تھا تو اسی ماہ رمضان المبارک کی ۶ تاریخ کو وہ فاتحانہ طور پر داخل ہوا تھا اور ظلم کی چکی میں پسے والے مظلوموں کو رومی ظالموں سے نجات دلوائی تھی۔

یہ اسلامی تاریخ میں سے چند مثالیں ہیں، اس کے علاوہ اور بہت سے واقعات اور تاریخی شواہد ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رمضان نہ صرف عبادت و ریاضت کا مہینہ ہے، بلکہ فتوحات و عزیمت اور عملی زندگی میں قدم رکھنے کا بابرکت مہینہ ہے اور یہ چند مخصوص اور متعین ایام ہیں، نہ کہ پورا سال، جن میں انسان کو عملی زندگی کے لئے تیار کیا جاتا ہے، لہذا اس سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل غلط ہے کہ رمضان راحت و آرام اور صرف انفرادی عبادت کا مہینہ ہے، یا روزہ انسان کے اندر بے عملی اور سستی پیدا

کرتا ہے، بلکہ اس کے برعکس ماہ صیام عزیمت و عمل، دعوت اور انتہائی محنت و جانفشانی کا مہینہ ہے، جو انسان کو عمل کی مزید قوت فراہم کرتا ہے اور کاموں کو بابرکت بناتا ہے، اور یہ اسلام کا طریقہ امتیاز ہے کہ جسم اور روح کے مابین فطری توازن پیدا کر کے دونوں کو کارگاہ حیات میں احسن طریقہ سے اترنے کے لئے تیار کرتا ہے۔

روزہ صحت و تندرستی کا ضامن ہے

روزہ ایسی عبادت ہے جس میں اطباء کے مطابق بہترین صحت کی ضمانت ہے۔ سائنسی تحقیق کے مطابق اگر کوئی انسان تین ہفتوں تک دس بیس گھنٹے بھوکا پیاسا رہے تو اسے کئی بیماریوں سے نجات مل سکتی ہے۔ امریکہ کے ایک سرجن ایڈورڈ ہوکر ڈیوی کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مریضوں کا آپریشن کرتے وقت یہ محسوس کیا کہ جو لوگ روزہ رکھنے کے عادی ہوتے ہیں یا آپریشن کے دوران وہ روزہ سے ہوتے ہیں ان کا آپریشن روزہ نہ رکھنے والوں کی بہ نسبت آسان اور جلد نمٹ جاتا ہے۔ اپنے تجربے کی بنیاد پر انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے، اس میں انہوں نے لکھا کہ روزہ کئی بیماریوں میں معجزاتی طور پر کام کرتا ہے، یہاں تک کہ اگر کسی کو جنونی دردوں کی شکایت ہے تو روزے سے اس کا بھی علاج کیا جاسکتا ہے۔ جرمنی اور سویڈن میں باضابطہ ادارے کھلے ہوئے ہیں، جہاں روزے رکھوا کر مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے، خاص طور پر دائمی امراض میں مبتلا افراد کے علاج کے لئے روزے کو تریاق سمجھا جاتا ہے۔ سوویت یونین میں روزے سے تندرستی حاصل کرنے کا رجحان زیادہ رہا، چنانچہ ڈاکٹر نیکولائف کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ماسکو میں روزے کی اہمیت پر کئی لکچرس دیئے اور وہ لوگوں کو اچھی تندرستی حاصل کرنے کے لئے روزے رکھنے کا مشورہ دیتے رہے۔ ان کا کہنا تھا کہ روزہ رکھنے والا انسان کبھی بھی کسی دائمی

مرض میں گرفتار نہیں ہو سکتا، اس موضوع پر انہوں نے ”روزہ فاروی ہیلتھ“ نام کی کتاب تصنیف کی، جس کی اہل علم میں بڑی پذیرائی ہوئی۔ روزے میں صحت کا راز مضمر ہونے پر ایک کتاب ماسکو کے مشہور ڈاکٹر کی کا سوف نے بھی لکھی۔ روزے میں معیاری صحت کو دنیا کے بیشتر اہل علم نے تسلیم کیا ہے، چنانچہ اس موضوع پر 2001 میں روس میں ایک عالمی کانفرنس منعقد کی گئی، اس کانفرنس میں کئی ممالک کے دانشوروں اور محققین نے حصہ لیا اور اپنے اپنے مقالات پیش کئے، ان سب کے مقالوں کا لب لباب یہی تھا کہ روزہ صحت و تندرستی کا ضامن ہوتا ہے۔

روزہ سے کامیاب علاج

روس میں ماہرین کی ایک جماعت نے تقریباً 2500 پھیپھڑے کے مریضوں کو اکٹھا کیا، ان میں سے آدھے کو روزے رکھوا کر اور آدھے کا معمول کے مطابق علاج کیا، پھر ان سب کے نتائج دیکھے گئے تو روزہ دار کی حالت دیگر علاج والے کی بہ نسبت بہتر تھی، روزہ دار میں White blood cell کا اوسط کم پایا گیا، Red blood cell کی حالت بہتر پوزیشن میں تھی، خون میں انجماد کی کیفیت نہیں پائی گئی، الرجی پیدا کرنے والے کم پائے گئے، وہائٹ سیل میں جراثیم مارنے کی صلاحیت زیادہ پائی گئی، ریڈ سیل میں آکسیجن منتقل کرنے کی صلاحیت زائد تھی، اسی طرح کسی کسی کے غدود لمفی میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے، اس مرض میں دوا چلنے کے باوجود فائدے کی رفتار سست ہوتی ہے، مگر روزہ رکھنے کی صورت میں دوا کا اثر تیز اور سبک ہو جاتا ہے۔ روزہ دار کو سردی اور نزلے کی شکایت بھی دوسرے لوگوں کی بہ نسبت کم ہوتی ہے، جن لوگوں کو سانس پھولنے کی شکایت ہو ایسے لوگوں کے لئے روزہ رکھنا مفید بتایا جاتا ہے، جن لوگوں کو غدود میں کمی کی شکایت ہے ان میں عام طور

پر ہارمون میں کمی رہتی ہے، خاص طور پر آپریشن وغیرہ کے بعد، مگر روزہ رکھنے کے بعد 85 فیصد تک حالات بہتر ہو جاتے ہیں۔ روزہ دار کی قوت ہاضمہ مضبوط ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ روزے میں کئی جسمانی فائدے ہیں، جن کو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں، مگر اتنا تو خیال رکھنا ہی ہوگا کہ کھانے پینے میں احتیاط ضروری ہے۔ ان دنوں رمضان کا مہینہ گرمی کے موسم میں آیا ہے، لہذا کھانے پینے میں احتیاط کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، افطار کے وقت پانی زیادہ سے زیادہ پینا چاہئے، اسی طرح روزمرہ کے کام میں تھوڑی سی تبدیلی کر لی جائے، یعنی روزے کی حالت میں سخت محنت والے کام سے گریز کیا جائے، اگر لمبے سفر پر جانا ہو تو روزہ نہ رکھیں، کیونکہ روزے کی حالت میں جسم کے اندر شوگر لیول کم ہو جاتا ہے، سفر کی تکان اور جسم میں شوگر کی کمی دونوں مل کر کسی بڑے خسارے کا باعث بن سکتے ہیں۔

روزے کی حالت میں جب تھکن محسوس ہو تو فوری آرام کر لینا چاہئے، بھاری ورزش میں کمی کریں، کسی کسی کو روزے کے ابتدائی ایام میں سردرد، متلی کا احساس ہوتا ہے، کسی کسی کے منہ سے بدبو بھی آتی ہے، اس کو دور کرنے کے لئے بار بار مسواک کی جائے، یوں تو مسواک ایک اچھی عادت ہے، مگر بودور کرنے کے لئے مسواک کرنا فعل عبث ہے، کیونکہ یہ بومعدے خالی ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور جسم میں خشکی ہونے کے سبب لعاب میں کمی ہو جاتی ہے، جس کا اثر یہ پڑتا ہے کہ معدے کی بومنہ سے نکلتی رہتی ہے جو افطار کے بعد خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔

غرض روزے میں کئی فائدے ہیں مگر کچھ حالات ایسے ہیں جن میں روزے نہ رکھنا بہتر ہے جیسے معدے میں تیز جلن، ہارمون میں کسی طرح کی خرابی، شوگر لیول میں کمی، دائمی مرض جس میں بھوکا رہنے سے اضافہ ہوتا ہو، اگر یہ چند شکایتیں نہیں

ہوں تو روزہ رکھنا صحت مند رہنے کے لئے ضروری ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ طبی نقطہ نظر سے انسان کے تمام اعضاء اور خلیے اپنی کارکردگی کے دوران فضلات خارج کرتے ہیں، ان خلیوں کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے دوران آرام کرنے کا موقع نہیں ملتا، جس کے سبب وہ وقت سے پہلے ہی کمزور ہو جاتے ہیں۔ جب انسان روزہ رکھتا ہے تو ان خلیوں کو آرام کرنے کا موقع مل جاتا ہے، آدمی پورے سال کھاتا پیتا رہتا ہے، کھانے کے اثرات معدے اور خلیوں میں جمع ہوتے رہتے ہیں جو بتدریج زہریلے بن جاتے ہیں۔ جب آدمی مسلسل ایک ماہ تک روزانہ بارہ چودہ گھنٹے بھوکا رہتا ہے تو معدے کے خالی ہونے کی وجہ سے یہ اثرات جسم سے باہر نکل آتے ہیں، یہی صورت حال جگر اور پھیپھڑے کے ساتھ بھی ہے، ان میں جمع فضلات بھی روزے کی حالت میں زائل ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.



زکوٰۃ دین کا اہم ستون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ یُّضِلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ
الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . یَا
اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ
الْاَرْضِ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

بزرگان محترم اور نوجوانان اسلام! زکوٰۃ کے لغوی معنی بڑھوتری اور اضافے اور
دوسرے معنی پاک و صاف ہونے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح کے مطابق زکوٰۃ میں
دوئں ہی مفہوم پائے جاتے ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے بقیہ مال پاک صاف ہو جاتا
ہے اور عدم ادائیگی سے اس میں غرباء و مساکین کا حق شامل رہتا ہے، جس کی وجہ سے
بقیہ مال ناپاک ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں عموماً جہاں بھی نماز کا ذکر یعنی اقامت

صلوٰۃ کا حکم آیا ہے وہیں زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم ساتھ ساتھ ہے۔ دو درجن سے زائد مقامات پر قرآن کریم میں اقامت صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کے اس اسلوب بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ جس قدر دین پر عمل کرنے کے تعلق سے نماز کی اہمیت ہے، اتنی ہی اہمیت زکوٰۃ کے قیام اور ادا کرنے کی ہے، دونوں ہی اجتماعی سعی و جہد کا تصور پیش کرتے ہیں اور دونوں ہی فرد واحد کی انفرادی عبادت کی بجائے اجتماعی عبادت کے قائل ہیں۔ بندہ مومن نماز قائم کرنے اور اس کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لئے جدوجہد کرے، لیکن وہ اس بات سے بھی واقف نہ ہو کہ زکوٰۃ کے نظام کو رائج کرنا، لوگوں سے وصول کرنا اور اس کے لئے نظام قائم کرنا بھی لازمی جز ہے، تو یہ بات افسوس ناک ہوگی، پھر جس طرح ترک نماز انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے، ٹھیک اسی طرح زکوٰۃ بھی شریعت میں اتنا ہی اہم مقام رکھتی ہے کہ اس کی ادائیگی سے انکار، اعراض و فرار مسلمانوں کے زمرے سے نکال دینے کا باعث بن جاتا ہے، یہی وجہ تھی کہ خلیفہ راشد صدیق اکبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان لوگوں سے قتال کیا، جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کر کے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا، اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اصل میں اللہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ (جہاد کے لئے) کھول دیا تو میں نے جان لیا کہ وہی حق ہے اور اس طرح گویا اس امر پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے قولاً یا عملاً انکار اسلام سے خروج کا باعث ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لئے فرض کی ہے کہ وہ تمہارے بقیہ مال کو پاک کر دے۔ لہذا جس طرح نماز برائیوں اور فحش کاموں سے انسان کو پاک و صاف کرتی ہے اور اس کے قلب کی تطہیر کرتی ہے، ٹھیک اسی طرح

انسان کے مال کو پاک کرنے کا ذریعہ زکوٰۃ ہے، وہ مال جو وہ اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے خود پر اور اپنے عزیز واقارب پر خرچ کیا جاتا ہے اور جس سے دیگر کام بھی انجام دیئے جاتے ہیں اس کو خرچ کرنے سے پہلے پاک کر لینا اور پاک مال کو اپنے لئے اردوسروں کے لئے استعمال کرنا بھی نہایت ہی ضروری ہے۔

دیگر امتوں میں زکوٰۃ کا نظم

زکوٰۃ اور نماز دین کے ایسے ارکان ہیں جن کا ہر دور میں اور ہر مذہب میں آسمانی تعلیمات کے پیروکاروں کو حکم دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں فریضے ایسے ہیں جو ہر نبی کی امت پر عائد ہوتے رہے ہیں اور اسی سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ پر نبوت کا خاتمہ اور دین کی تکمیل کرتے ہوئے ان کا حکامات کو جاری رکھا گیا۔ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، ان کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ہم نے انہیں وحی کے ذریعہ سے نیکی کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا اور وہ ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھے۔ قرآن کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور نبوت سے سرفراز کیا ہے اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھے بابرکت بنا دیا ہے اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت فرمائی ہے۔

مضبوط اجتماعیت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بار بار اس جانب توجہ دلاتے ہیں کہ اے مومنو! اللہ کی بندگی اختیار کرو، اس کے لئے صبر اور نماز سے مدد لو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ نماز اور زکوٰۃ کے نظام پر ہم جس قدر بھی غور کریں تو یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک طرف یہ عبادات اللہ سے قرب کا ذریعہ بنتی ہیں اور دوسری طرف ہماری نظر میں جو غیر اہم چیزیں اہم بن گئی ہیں ان کی اہمیت کم کرتے ہوئے اللہ کے احکام پر کاربند رہنے میں مدد کرتی ہیں۔ نماز ہو یا زکوٰۃ یہ دونوں ہی عبادت بندہ مومن کو اجتماعی زندگی کی دعوت دیتی ہیں، ایسی اجتماعیت جو منظم بھی ہو اور مضبوط بھی۔ پھر وہ حکم کہ ”اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ٹولی ٹولی نہ ہو جاؤ“ یہی ثابت کرتا ہے کہ مسلمانوں کو اجتماعی زندگی گزارنی چاہئے، ان کا ہر عمل اجتماعی مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے انجام دیا جانا چاہئے، اس کی روح نماز ہے۔ جب کہ مسلمان دن میں پانچ مرتبہ اللہ کے گھر میں باہم ملتے ہیں، ایک دوسرے کی خبر گیری کرتے ہیں اور اس بات کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ ہم نہ صرف اللہ کے لئے مخلص ہیں، بلکہ بندگان اللہ کے لئے بھی مخلص ہیں۔ پھر اسی چیز کو زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے ذریعہ بھی وہ ثابت کر دیتے ہیں، وہ زکوٰۃ جمع کرنے کے نظام کے قیام کے تعلق سے ہو یا خرچ کرنے کے تعلق سے، اس کے ذریعہ وہ ایک پورا نظام رائج کرتے ہیں اور اس کے لئے کوشش کرتے ہیں، نیز سچے ایماندار اور اللہ کے سامنے جو ابدہ رہنے کے جذبہ سے سرشار لوگوں کے گروہ کو پروان چڑھاتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ یہ اجتماعیت ایسی ہے کہ جس میں کہیں دراڑ نہیں پائی جاتی، یہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ہے اور اس سے وابستہ افراد گروہ درگروہ ٹولियों اور گروپوں میں تقسیم نہیں ہوتے، ممکن ہے کہ اختلاف رائے رکھتے

ہوں۔ اس کے باوجود اللہ کے احکام پر عمل کرنے والے اور ان حکامات کے نفاذ میں ایک دوسرے کی مدد کرنے والے رہتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ جنت کی بشارت دیتا ہے۔

قرآنی تنبیہات

قرآن کہتا ہے ”جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے ان کو ان کے کاموں کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا (قیامت کے دن) ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔“ مزید فرمایا ”تمہارے دوست تو خدا اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور (اللہ تعالیٰ کے آگے) جھکتے ہیں۔“ مزید فرمایا ”خدا کی مسجدوں کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، یہی لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں ہوں گے۔“ ایک اور جگہ فرمایا کہ ”اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر خدا رحم کرے گا، بے شک خدا غالب حکمت والا ہے۔“ پھر فرمایا ”کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے۔“ ایک اور جگہ متنہبہ کیا گیا کہ دیکھو مومن وہ ہیں ”جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔“ یہ اور اس طرح کی بے شمار آیات ہیں جن میں مومنین کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ مسلم بندوں کی جہاں صفات بیان کی گئی ہیں وہاں

اور دیگر خصوصیات کے ساتھ ساتھ یہ تذکرہ کر دیا گیا ہے کہ وہ لوگ ایسے اور ایسے ہونے چاہئیں، جو اپنی نمازوں کا لحاظ رکھتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے مالوں کو پاک کرنے کا بھرپور خیال رکھتے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مومن وہ نہیں ہو سکتا جو اپنی نمازوں کی پابندی نہ کرتا ہو اور ساتھ ہی اپنی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو۔ بس یہ بات ہمارے غور و فکر کرنے کیلئے اور ساتھ ہی اپنی ذات کا محاسبہ کرنے کیلئے کافی ہے کہ آیا یہ صفات ہمارے اندر موجود ہیں یا ان سے ہم غفلت برت رہے ہیں؟ کسی کام کا کسی مخصوص مرحلے میں انجام نہ دے پانا غفلت میں شمار نہیں ہوتا، ہاں وہی کام اگر مستقل نہ انجام دیا جائے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ اس کام سے غفلت برت رہا ہے، لیکن ایک ایسا شخص جو واقفیت رکھنے کے باوجود اس کام انجام نہ دے تو پھر یہ بات ایسی ہوگی جیسے کوئی بغاوت پر اتر آئے اور یہ ممکن نہیں کہ ایک بندہ مومن جو اللہ کی صفات سے واقف ہو اور اس کی رحمت اور اس کی جباریت کا علم رکھتا ہو، اس کے باوجود بغاوت پر آمادہ ہو جائے تو ایسا شخص کافر ہی ہو سکتا ہے۔ الامان والحفیظ

احادیث میں زکوٰۃ کا تذکرہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی عمل ایسا بتائیں کہ جب میں اس کو کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور فرض نماز قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ تو اس اعرابی نے کہا قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں اس میں زیادتی نہ کروں گا۔ جب وہ چلا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی جنتی دیکھنا ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے بعض قبیلے کافر ہو گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ لوگوں سے کس طرح جنگ کریں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد کروں، یہاں تک وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ جس نے یہ کلمہ کہا اس نے مجھ سے اپنی جان و مال بچالیا، مگر کسی حق کا عوض اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب

اسلام میں زکوٰۃ ایک طے شدہ مقدار اور ایک طے شدہ مدت میں ادا کرنے والی عبادت ہے، لیکن اسلام بندگان خدا کو اپنی شخصیت میں مزید بہتری پیدا کرنے کی طرف ابھارتا ہے اور اس کیلئے ضروری ہے، جب کہ وہ صاحب نصاب ہو لیکن یہ کافی نہیں۔ انسان کے اندر دنیا کی رغبت کم کرنے اور مال کی محبت گھٹانے کے لئے مزید اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی حاجت ہے، جس کے فوائد انسان کو خود ہی حاصل ہوں گے اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ یہ مال جس میں لوگوں کے حقوق ہیں وہ حقوق ادا ہو سکیں گے، ساتھ ہی یہ مال آخرت کی ہولناکیوں اور عذاب جہنم سے چھٹکارے کا ذریعہ بنے گا۔ قرآن نے کہا کہ ”ہم نے ان (اہل مکہ) کو اسی طرح آزمائش میں ڈالا ہے جس طرح ایک باغ کے مالکوں کو آزمائش میں ڈالا تھا، جب انہوں نے قسم کھائی کہ صبح سویرے ضرور اپنے باغ کے پھل توڑیں گے اور وہ کوئی استثناء نہیں کر رہے تھے۔ رات کو وہ سوئے پڑے تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک بلا اس باغ پر پھر گئی اور اس کا ایسا حال ہو گیا جیسے کوئی کٹی ہوئی فصل ہو، صبح سویرے ان

لوگوں نے ایک دوسرے کو پکارا کہ اگر پھل توڑنے ہیں تو سویرے سویرے اپنی کھیتی کی طرف نکل چلو۔ چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس باغ میں نہ آنے پائے۔ وہ کچھ نہ دینے کا فیصلہ کئے ہوئے صبح سویرے جلدی جلدی اس طرح وہاں گئے جیسے کہ وہ (پھل توڑنے پر) قادر ہیں، مگر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم راستہ بھول گئے ہیں، بلکہ ہم محروم رہ گئے، انہیں سے جو سب سے بہتر آدمی تھا اس نے کہا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ وہ پکارا ٹھے پاک ہے ہمارا رب واقعی ہم گناہ گار تھے۔“

پھر سورہ معارج میں اللہ تعالیٰ بخیل اور معصیت زدہ لوگوں کی مزید مثال پیش کرتے ہیں، فرمایا گیا کہ ”انسان پھر تیرا پیدا کیا گیا ہے، جب اس پر مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب اسے خوش حالی نصیب ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے، مگر وہ لوگ (اس عیب سے بچے ہوئے ہیں) جو نماز پڑھنے والے ہیں جو اپنی نمازوں کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں، جن کے مالوں میں سائل اور محروم کا مقرر حق ہے جو روز جزاء کو برحق مانتے ہیں، جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں، کیونکہ ان کے رب کا عذاب ایسی چیز نہیں ہے جس سے کوئی بے خوف ہو۔“

یہ دونوں آیات مسلمانوں کو انفاق فی سبیل اللہ کی جانب ابھارتی ہیں، ساتھ ہی متنبہ کرتی ہیں کہ اگر تم لوگوں نے اللہ کی دی ہوئی امانت میں سے محرومین اور سائل کا حق ادا نہیں کیا اور ان لوگوں کی مدد نہیں کی جو حاجت مند ہیں تو اللہ تعالیٰ اس دی ہوئی امانت اور انعام کو واپس لے لے گا، پھر تمہاری وہی حالت ہوگی جس کا تذکرہ ان آیات میں اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کے تعلق سے بیان کیا گیا ہے، اس لئے انسان کبھی بھی اس زعم میں مبتلا نہ ہو کہ اس کو جو مال و دولت اور اولاد کی شکل میں رزق مہیا

کیا گیا ہے وہ اس کی خود کی کمائی ہے، بلکہ اس کو ہمہ وقت یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ یہ وقتی چیزیں ہیں، نہ صرف یہ چیزیں وقتی ہیں، بلکہ یہ زندگی بھی وقتی ہے جو بہت ہی قلیل ہے، انہیں باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بات کو بھی ذہن میں تازہ کر لینا چاہئے کہ زکوٰۃ جو ایک طے شدہ مدت میں طے شدہ مقدار ہے، اس کو ادا کرنے کے علاوہ بھی انسان کو وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ کی راہ میں انفاق فی سبیل اللہ کرتے رہنا چاہئے، اس توقع کے ساتھ کہ اس کے ذریعہ جنت کا حصول آسان ہونے کے امکانات ہیں، بشرطیکہ اس انفاق میں خلوص نیت بھی شامل ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



بِحمد اللہ تعالیٰ

خطباتِ رمضان المبارک کی جلد سوم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .







































